ماہنامہ

انصار اللہ

جون ۲۰۰۵ء

وصیّت نمبر

ایڈیٹر
سیّد مبشر احمد ایاز



بہشتی مقبرہ قادیان



ربوہ

''**خدا** تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا
یورپ اور کیا ایشیا ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے ...... یہی
خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لئے مَیں دنیا میں بھیجا گیا۔''

(الوصیّۃ صفحہ ۸-۹)



احمدی انصار کی تربیت کیلئے

ماہنامہ

انصار اللہ

ایڈیٹر: سیّد مبشر احمد ایاز

وصیّت نمبر

احسان ۱۳۸۴ ہش - جون ۲۰۰۵ء

جلد نمبر.................۶۰

شمارہ نمبر.................۶

فون نمبر: ۰۴۵۲۴-۲۱۲۹۸۲ فیکس نمبر: ۰۴۵۲۴-۲۱۴۶۳۱

نائبین: ریاض محمود باجوہ - محمود احمد اشرف - خواجہ ایاز احمد

28/6/05

اس شمارہ میں

پبلشر: عبدالمنان کوثر
پرنٹر: سلطان احمد ڈوگر
کمپوزنگ اینڈ ڈیزائنگ: انیس احمد

مطبع: ضیاء الاسلام پریس
مقام اشاعت: دفتر انصار اللہ
دارالصدر جنوبی ربوہ (چناب نگر)

شرح چندہ: (پاکستان)
سالانہ............ایک سو روپیہ
قیمت شمارہ ھذا......۲۵ روپے

اداریہ

تم اس وصیت کی تکمیل میں میرا ہاتھ بٹاؤ.....!

خدا کے ایک فرستادے اور پیارے کی تم سے امید اور توقع ہے اور اسکے ایک نائب کی ،خلیفہ کی اور پیارے آقا کی خواہش ہے، آگے بڑھیں اور لبیک کہہ کر دُہرا اجر حاصل کریں اور وہ دعائیں حاصل کر کے اپنی دنیا اور آخرت سنوار لیں کہ جو عرش پر قبولیت کا شرف پا چکی ہیں۔

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں: ''میں پھر یہ ذکر کر کے اس کو ختم کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے جہاں میری وفات کی خبر دی ہے یہ بھی فرمایا ہے لَانُبْقِی لَکَ' مِنَ المخزیات جو مامور ہو کر آتا ہے بڑا اعتراض عقلمندوں کا یہ ہوتا ہے کہ وہ مر گیا کام کیا کیا؟ یہ مہذب لوگ کہتے ہیں کہ اتنا بڑا دعویٰ کیا تھا کہ کسرِ صلیب ہوگا اور یہ ہوگا وہ ہوگا مگر اب خامی کی حالت میں چلے گئے اس میں اللہ تعالیٰ پیشگوئی فرماتا ہے لَانُبْقِی لَکَ مِنَ الْمُخْزِیَات اور سچے آدمی کو غم بھی یہی ہوتا ہے ....غرض اللہ تعالیٰ نے اس وحی میں بشارت دی ہے گویا اس کو اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے۔اب سنو! جبکہ خدا تعالیٰ کا یہ وعدہ ہے تو یہ ہو کر رہے گا تمہیں مفت کا ثواب ہے پس تم اس وصیت کی تکمیل میں میرا ہاتھ بٹاؤ وہ قادر خدا جس نے پیدا کیا ہے دنیا اور آخرت کی مرادیں دیدے گا۔''

[الحکم جلد 10 نمبر 27 ص:4 مؤرخہ 31/ جولائی 1906ء بحوالہ ملفوظات جلد 4 ص:674-673]

پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں'' میری یہ خواہش ہے کہ 2008ء میں جو خلافت کو قائم ہوئے انشاءاللہ تعالیٰ سَو سال ہو جائیں گے تو دنیا کے ہر ملک میں، ہر جماعت میں جو کمانے والے افراد ہیں، جو چندہ دہند ہیں اُن میں سے کم از کم پچاس فیصد تو ایسے ہوں جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے اس عظیم الشان نظام میں شامل ہو چکے ہوں۔اور روحانیت کو بڑھانے کے اور قربانیوں کے یہ اعلیٰ معیار قائم کرنے والے بن چکے ہوں۔اور یہ بھی جماعت کی طرف سے اللہ تعالیٰ کے حضور ایک حقیر سا نذرانہ ہوگا جو جماعت خلافت کے سَو سال پورے ہونے پر شکرانے کے طور پر اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کر رہی ہوگی۔اور اس میں جیسا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے ایسے لوگ شامل ہونے چاہئیں جو انجام بالخیر کی فکر کرنے والے اور عبادات بجالانے والے ہیں۔جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے اس لئے خدام الاحمدیہ، انصاراللہ صف دوم جو ہے اور لجنہ اماءاللہ کو اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا چاہئے۔کیونکہ ستر بہتر سال کی عمر میں پہنچ کر جب قبر میں پاؤں لٹکائے ہوئے ہوں تو اُس وقت وصیت تو بچا کھچا ہی ہے جو پیش کیا جاتا ہے۔امید ہے کہ احمدی نوجوان بھی اور خواتین بھی اس میں بھرپور کوشش کریں گے اور اس کے ساتھ ساتھ عورتوں کو خاص طور پر مَیں کہہ رہا ہوں کہ اپنے ساتھ اپنے خاوندوں اور بچوں کو بھی اس عظیم انقلابی نظام میں شامل کرنے کی کوشش کریں۔'' [خطاب فرمودہ یکم اگست 2004ء جلسہ سالانہ برطانیہ]

امام الکلام-کلام الامام

وَکُلُّ جَلِیْسٍ مَاخَلَا اللّٰہ یَھْجُرُ

عَلٰی جُدرِ (......) نَزَلَتْ حَوادِثٌ   وذَاکَ بِسَیّأتٍ تُذَاعُ وَتُنْشَرُ

(......) کی دیواروں پر حوادث نازل ہو چکے ہیں اور یہ ان برائیوں کی وجہ سے ہیں جو عام ہو رہی ہیں اور پھیلائی جارہی ہیں

وَفِی کُلِّ طَرُفٍ نارُ فِتَنٍ تَأَجَّجَتْ   وَفِی کُلِّ ذَنُبٍ قدتَراءَ ی التَّقَعُّرُ

ہر طرف فتنوں کی آگ بھڑک رہی ہے اور ہر گناہ میں گہرائی دکھائی دے رہی ہے

أَرٰی الْعَصْرَ مِنْ نَوْمِ الْبَطَالَةِ نَائِماً   وَکُلُّ جَھُوْلٍ فِی الھَوٰی یَتَبَخْتَرُ

میں زمانہ کو باطل پرستی کی نیند میں سویا ہوا دیکھ رہا ہوں اور ہر جاہل اپنی خواہشوں میں اترا رہا ہے

وَمَا هَمُّهمُ اِلَّا لِحَظِّ نُفُوسِھِمْ   وَمَا جَھْدُ ھُم اِلَّا لِعَیْشٍ یُوَفَّرُ

اور ان کا سارا فکر صرف حظِّ نفوس کیلئے ہے اور ان کی ساری کوشش صرف عیش وعشرت کیلئے ہے۔جو بڑھائی جارہی ہے۔

وَرَکْبُ الْمَنَایَا قَدْ دَنَا ھُم بِسَیْفِھِمْ   وَھُم خَیْلُ شُحٍّ مَادَنَا ھُمْ تَحَسُّرُ

اور موتوں کا قافلہ اپنی تلوار کے ساتھ ان کے قریب آ گیا ہے اور یہ لوگ حرص کے شاہسوار ہیں۔افسوس ان کے قریب بھی نہیں پھٹکا۔

تَصِیْدُ ھُمُ الدنیا بِعَظْمَةِ مکْرِھَا   فَیَا عَجَبًا مِنْھَا وَ مِمَّا تَمْکُرُ

اپنے عظیم مکر سے دنیا ان کا شکار کر رہی ہے پس اس دنیا پر اور اس کے مکر پر جو وہ کر رہی ہے تعجب ہے۔

وَقَدْ ضَاقَتِ الدُّنیا عَلٰی عُشَّاقِھا   وَیبْغُونَھا عِشْقًا وَحُبًّا فَتَدْبِرُ

اور دنیا اپنے عاشقوں پر تنگ ہوگئی ہے وہ اسے عشق و محبت سے چاہتے ہیں اور وہ پیٹھ پھیر لیتی ہے۔

تَزَاحَمتِ لطُّلَّابُ حَول لُحُومِھَا   کَمثلِ کِلَابٍ وَ الْمَنَایا تَسْخَرُ

اس کے طالب اس کے گوشت کے گرد ہجوم کررہے ہیں کُتوں کی مانند اور موتیں ان پر ہنس رہی ہیں

وَ اِنَّ ھَوَا ھَا رَأسُ کُلِّ خَطِیْئَۃٍ فَخفْ حُبَّھَا یَا أیُّھَا الْمُتَبَصِّرُ

اور اس کا عشق ہر ایک خطا کی جڑ ہے پس اسکی محبت سے ڈر اے بصیرت رکھنے والے

عَلٰی کُلِّ قَلْبٍ قَدْ أحَاطَ ظَلَامُھَا سِویٰ قَلْبِ مَسْعُودٍ حَمَاہُ الْمُیَسِّرُ

ہر دل پر اسکی تاریکی نے احاطہ کیا ہے سوائے اس خوش نصیب دل کے جسکی حفاظت آسانی پیدا کرنے والے خدانے کی ہو۔

وَلَا یَعْلَمَنْ أنَّ الْمَنَا یَا قَرِیْبَۃٌ اِذَا مَا تَجِیُٔ الْوَقْتُ فَالْمَوْتُ یَحْضُرُ

اور وہ نہیں جانتا کہ موتیں تو قریب ہیں اور جب وقت آجاتا ہے تو موت حاضر ہو جاتی ہے ۔

أَلَا أیُّھَا النَّاسُ اذْکُروا وَقْتَ مَوْتِکُم وَلَا تُلْھِکُمْ غُوْلٌ خَبِیْثٌ مُخَسِّرُ

اے لوگو اپنی موت کے وقت کو یاد کرو کہیں تمہیں خبیث نقصان رساں دیو غافل نہ کردے ۔

وَقَدْ ذَابَتِ الصَّفْوَاءُ مِنْ بَیْتِ عُمْرِکُمْ وَمَا بَقِیَ اِلَّا جُمْرَۃٌ اَوْ اَصْغَرُ

تمہاری عمر کے گھر کا بنیادی پتھر تو پگھل چکا ہے اور اب تو صرف ایک چنگاری باقی رہ گئی ہے یا اس سے بھی کم ۔

وَ مِسَحُّ الْحِمَامِ سَیَحْمِلُنْکَ عَلَی الْمَطَا وَاَنْتَ بِاَمْوَالٍ وَ خَیْلٍ تَفْخَرُ

اور موت کا گھوڑا جلد تجھے اپنی پیٹھ پر سوار کرے گا اور تیرا حال یہ ہے کہ تو اپنے مالوں اور گھوڑوں پر فخر کر رہا ہے ۔

اَلَا لَیْسَ غَیْرِ اللّٰہِ شَیٌٔ مُدَوَّمٌ وَ کُلُّ جَلِیْسٍ مَا خَلَا اللّٰہ یَھْجُرُ

سنو ! اللہ کے سوا کوئی شی ہمیشہ رہنے والی نہیں اور ہر ہم نشین سوائے اللہ کے جدا ہونے والا ہے ۔

(حمامۃ البشریٰ، روحانی خزائن جلد 7 ص 326-335 انتخاب)

امام الکلام ـ کلام الامام

کریما صد کرم کن بر کسے کو ناصر دین است

بکوشید اے جواناں تابہ دیں قوت شود پیدا بہار و رونق اندر روضہء ملت شود پیدا

اے جوانو! کوشش کرو۔کہ دین میں قوت پیدا ہو اور ملتِ .. کے باغ میں بہار اور رونق آئے

بجنبیداز پئے کوشش کہ ازدرگاہ ربانی زبہر ناصران دین حق نصرت شود پیدا

کوشش کے لئے حرکت میں آؤ، کہ خدا کی مددگارانِ دین حق کے لئے ضرور نصرت ظاہر ہو گی

اگر امروز فکر عزت دیں درشمار جوشد شمارا نزد اللہ رتبت و عزت شود پیدا

اگر آج دین کی عزت کا خیال تمہارے دل میں جوش مارے تو خدا کی قسم خود تمہارے لئے بھی عزت و مرتبت پیدا ہو جائے

زبذل مال درراہش کسے مفلس نمی گردد خدا خود میشود ناصر اگر ہمت شود پیدا

اس کی راہ میں مال خرچ کرنے سے کوئی مفلس نہیں ہو جایا کرتا اگر ہمت پیدا ہو جائے تو خدا خود ہی مددگار بن جاتا ہے

دوروز عمر خود درکار دیں کوشید اے یاراں کہ آخر ساعت رحلت بصد حسرت شود پیدا

اے دوستو! اپنی عمر کے دو دن دین کے کام میں گذارو کہ آخر کار مرنے کی گھڑی حسرتیں لے کر آجائے گی

در انصار نبی بنگر کہ چوں شد کارتادانی کہ از تائید دیں سرچشمہ دولت شود پیدا

آنحضرتؐ کے انصار کی طرف دیکھ کر کس طرح انہوں نے کام کیا تا کہ تجھے پتہ لگے کہ دین کی مدد کرنے سے دولت کا منبع پیدا ہو جاتا ہے

بہ مفت ایں اجر نصرت رادہندت اے اخی ورنہ قضائے آسمان ست ایں بہر حالت شود پیدا

اے بھائی مفت میں تجھے نصرت کا یہ بدلہ دے رہے ہیں ورنہ یہ تو آسمانی فیصلہ ہے جو ضرور ہو کر رہے گا

کریما صد کرم کن بر کسے کو ناصر دین است بلائے اوبگرداں گر گہے آفت شود پیدا

اے خداوند کریم سینکڑوں مہربانیاں اس شخص پر کر جو دین کا مددگار ہے اگر کبھی آفت آئے تو اس کی مصیبت کو ٹال دے

(آئینہ کمالات (......) روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 2)

امام الکلام ۔ کلام الامام

اک دن یہ صبح زندگی کی تم پہ شام ہے

دنیا کی حرص و آز میں یہ دل ہیں مر گئے
غفلت میں ساری عمر بسر اپنی کر گئے

اے سونے والو جاگو! کہ وقت بہار ہے
اب دیکھو آ کے در پہ ہمارے وہ یار ہے

کیا زندگی کا ذوق اگر وہ نہیں ملا
لعنت ہے ایسے جینے پر گر اُس سے ہیں جدا

اس رُخ کو دیکھنا ہی تو ہے اصل مدعا
جنت بھی ہے یہی کہ ملے یار آشنا

اے حب جاہ والو! یہ رہنے کی جا نہیں
اس میں تو پہلے لوگوں سے کوئی رہا نہیں

دیکھو تو جا کے اُن کے مقابر کو اک نظر
سوچو کہ اب سلف ہیں تمہارے گئے کدھر

اک دن وہی مقام تمہارا مقام ہے
اک دن یہ صبح زندگی کی تم پہ شام ہے

اک دن تمہارا لوگ جنازہ اٹھائیں گے
پر دفن کر کے گھر میں تاسف سے آئیں گے

اے لوگو! عیش دنیا کو ہرگز وفا نہیں
کیا تم کو خوفِ مرگ و خیال فنا نہیں

سوچو کہ باپ دادے تمہارے کدھر گئے
کس نے بُلا لیا وہ سبھی کیوں گذر گئے

وہ دن بھی ایک دن تمہیں یارو نصیب ہے
خوش مت رہو کہ کُوچ کی نوبت قریب ہے

(انتخاب از براہین احمدیہ حصہ پنجم روحانی خزائن جلد 21 ص 13-14)

صدران وسیکرٹری صاحبان مجلس کارپرداز پاکستان 1947ء تا 2005ء

سال	صدر صاحب مجلس کارپرداز	سیکرٹری صاحب مجلس کارپرداز
1946-47	مکرم خان صاحب منشی برکت علی صاحب	مکرم حضرت سیّد سرور شاہ صاحب
1947-48	مکرم خان صاحب منشی برکت علی صاحب	مکرم مولوی عبدالرحمٰن صاحب جٹ
1948-54	مکرم عبدالباری صاحب	مکرم عبدالعزیز صاحب
1954-66	مکرم مولانا جلال الدین صاحب شمس	" " "
1955-56	" " "	" " "
1956-69		مکرم قاضی عبدالرحمٰن صاحب
1966-76	مکرم مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری	" " "
1969-80	" " "	مکرم سید مسعود مبارک شاہ صاحب
1976-82	مکرم صوفی بشارت الرحمٰن صاحب	" " "
1980-82		مکرم پروفیسر حبیب اللہ خان صاحب
1982-83	مکرم مولانا عبدالمالک خان صاحب	مکرم مولانا سلطان محمود انور صاحب
1983-97	مکرم سلطان محمود انور صاحب	کچھ عرصہ مکرم مبارک احمد صاحب مکرم محمد بشیر شاد صاحب
1984-87	" " "	مکرم محمد بشیر شاد صاحب
1987 تا حال	" " "	مکرم صاحبزادہ مرزا عبدالصمد احمد صاحب
1997-03	حضرت صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب	" " "
2003-04	صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب	" "
2004 تا حال	مکرم ملک خالد مسعود صاحب	" " [مرسلہ سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ]

مرسلہ: سیکرٹری صاحب مجلس کارپرداز ربوہ

ہیں درندے ہر طرف میں عافیت کا ہوں حصار

میں بھی ہوں تیرے نشانوں سے جہاں میں اک نشاں
جس کو تُونے کر دیا ہے قوم و دیں کا افتخار
فانیوں کی جاہ و حشمت پر بلا آوے ہزار
سلطنت تیرے ہے جو رہتی ہے دائم برقرار
ہائے میری قوم نے تکذیب کر کے کیا لیا
زلزلوں سے ہو گئے صدہا مساکن مثلِ غار
یا الٰہی فضل کر [دین حق] پر اور خود بچا
اِس شکستہ ناؤ کے بندوں کی اب سُن لے پکار
اب اسی گلشن میں لوگو راحت و آرام ہے
وقت ہے جلد آؤ اے آوارگانِ دشتِ خار
صدق سے میری طرف آؤ اسی میں خیر ہے
ہیں درندے ہر طرف عافیت کا ہوں حصار

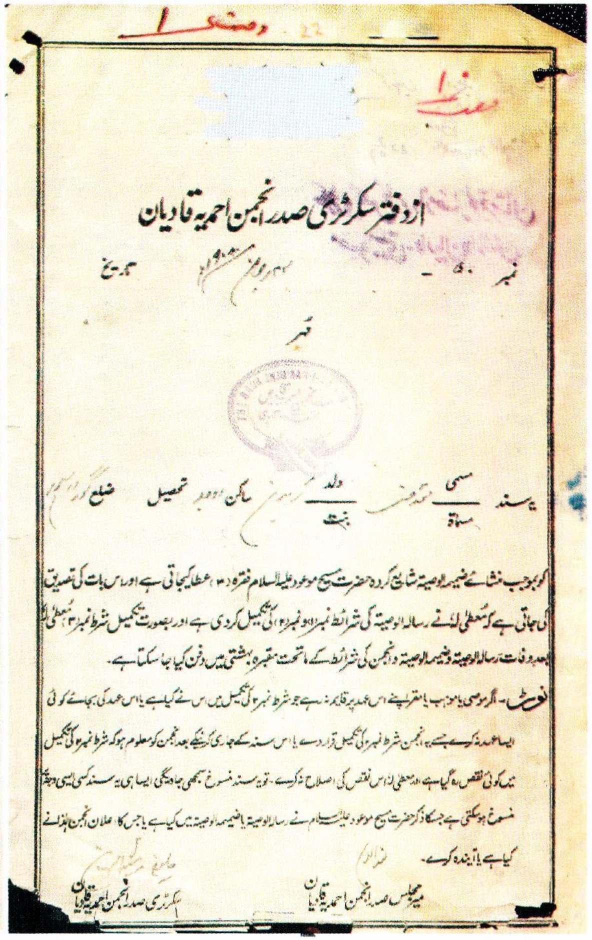
(براھین احمدیہ حصہ پنجم)

جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے (الوصیت صفحہ ۸)



حضرت مرزا مسرور احمد صاحب خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

تین صدران مجلس کارپرداز جو بعد میں مسند خلافت پر فائز ہوئے (بحیثیتِ صدر مجلس ان کے دستخط کا تاریخی تبرک)



از دفتر سکرٹری صدر انجمن احمدیہ قادیان

نمبر ۔۔۔ تاریخ ۔۔۔

مُہر

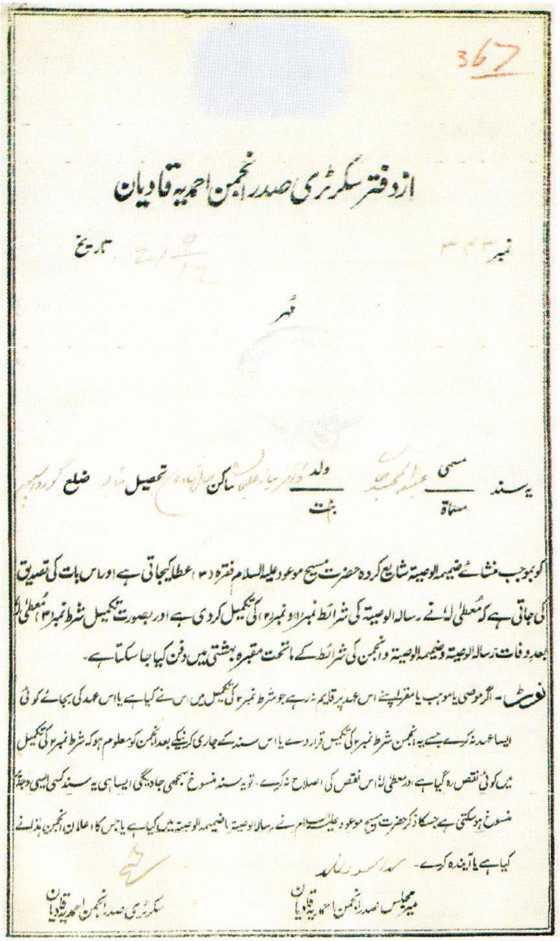
یہ سند مسمّی / مسماۃ ۔۔۔ ولد / بنت ۔۔۔ ساکن ۔۔۔ تحصیل ۔۔۔ ضلع ۔۔۔

کو بموجب منشائے ضمیمہ الوصیۃ شایع کردہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فقرہ (۳) عطا کیجاتی ہے اور اس بات کی تصدیق کی جاتی ہے کہ مُعطی لہٗ نے رسالہ الوصیۃ کی شرائط نمبر (۱) و نمبر (۲) کی تکمیل کردی ہے اور بصورت تکمیل شرط نمبر (۳) مُعطی لہٗ بعد وفات رسالہ الوصیۃ وضمیمہ الوصیۃ و انجمن کی شرائط کے ماتحت مقبرہ بہشتی میں دفن کیا جا سکتا ہے۔

نوٹ۔ اگر موصی یا موہب یا مقر اپنے اس عہد پر قایم نہ رہے جو شرط نمبر ۲ کی تکمیل میں اس نے کیا ہے یا اس عہد کی بجائے کوئی ایسا عہد نہ کرے جسے یہ انجمن شرط نمبر ۲ کی تکمیل قرار دے یا اس سند کے جاری کرنیکے بعد انجمن کو معلوم ہو کہ شرط نمبر ۲ کی تکمیل میں کوئی نقص رہ گیا ہے اور معطی لہٗ اس نقص کی اصلاح نہ کرے۔ تو یہ سند منسوخ سمجھی جاویگی ایسا ہی یہ سند کسی ایسی وجہ پر منسوخ ہو سکتی ہے جسکا ذکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے رسالہ الوصیۃ یا ضمیمہ الوصیۃ میں کیا ہے یا جس کا اعلان انجمن ہذا نے کیا ہے یا آیندہ کرے۔

میر مجلس صدر انجمن احمدیہ قادیان — سکرٹری صدر انجمن احمدیہ قادیان

حضرت حکیم مولوی نور الدین صاحب (خلیفۃ المسیح الاوّل)



367

از دفتر سکرٹری صدر انجمن احمدیہ قادیان

نمبر ۔۔۔ تاریخ ۔۔۔

مُہر

یہ سند مسمّی / مسماۃ ۔۔۔ ولد / بنت ۔۔۔ ساکن ۔۔۔ تحصیل ۔۔۔ ضلع ۔۔۔

کو بموجب منشائے ضمیمہ الوصیۃ شایع کردہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فقرہ (۳) عطا کیجاتی ہے اور اس بات کی تصدیق کی جاتی ہے کہ مُعطی لہٗ نے رسالہ الوصیۃ کی شرائط نمبر (۱) و نمبر (۲) کی تکمیل کردی ہے اور بصورت تکمیل شرط نمبر (۳) مُعطی لہٗ بعد وفات رسالہ الوصیۃ وضمیمہ الوصیۃ و انجمن کی شرائط کے ماتحت مقبرہ بہشتی میں دفن کیا جا سکتا ہے۔

نوٹ۔ اگر موصی یا موہب یا مقر اپنے اس عہد پر قایم نہ رہے جو شرط نمبر ۲ کی تکمیل میں اس نے کیا ہے یا اس عہد کی بجائے کوئی ایسا عہد نہ کرے جسے یہ انجمن شرط نمبر ۲ کی تکمیل قرار دے یا اس سند کے جاری کرنیکے بعد انجمن کو معلوم ہو کہ شرط نمبر ۲ کی تکمیل میں کوئی نقص رہ گیا ہے اور معطی لہٗ اس نقص کی اصلاح نہ کرے۔ تو یہ سند منسوخ سمجھی جاویگی ایسا ہی یہ سند کسی ایسی وجہ پر منسوخ ہو سکتی ہے جسکا ذکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے رسالہ الوصیۃ یا ضمیمہ الوصیۃ میں کیا ہے یا جس کا اعلان انجمن ہذا نے کیا ہے یا آیندہ کرے۔

میر مجلس صدر انجمن احمدیہ قادیان — سکرٹری صدر انجمن احمدیہ قادیان

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب (خلیفۃ المسیح الثانی)



سرٹیفکیٹ وصیت

از دفتر انجمن کارپرداز مصالح قبرستان ربوہ ضلع جھنگ

بماتحتی صدر انجمن احمدیہ ربوہ

5847
20/10/98

نمبر وصیت و سرٹیفکیٹ 30563 تاریخ 26-5-98

انجمن کارپرداز مصالح قبرستان ربوہ حوالہ فیصلہ نمبر 209 تاریخ 13-3-98

صدر انجمن احمدیہ ربوہ حوالہ ریزولیوشن نمبر E611 تاریخ 26-5-98

یہ سند مسمّی / مسماۃ ۔۔۔ ولد / بنت / زوجہ ۔۔۔ ساکن ۔۔۔ ضلع ۔۔۔

کو بموجب منشائے ضمیمہ الوصیت شائع کردہ حضرت مسیح موعود بانی سلسلہ احمدیہ فقرہ نمبر (۳) عطا کی جاتی ہے اور اس بات کی تصدیق کی جاتی ہے کہ موصی نے رسالہ الوصیت کی شرائط نمبر (۱) و نمبر (۲) کی تکمیل کردی ہے اور بصورت تکمیل شرط نمبر (۳) موصی بعد وفات رسالہ الوصیت وضمیمہ الوصیت و انجمن کی شرائط کے ماتحت مقبرہ بہشتی میں دفن کیا جا سکتا ہے

نوٹ:۔ اگر موصی اپنے اس عہد پر قائم نہ رہے جو شرط نمبر (۲) کی تکمیل میں اس نے کیا ہے یا اس عہد کی بجائے کوئی ایسا عہد نہ کرے۔ جسے یہ انجمن شرط نمبر (۲) کی تکمیل قرار دے یا اس سند کے جاری کرنے کے بعد انجمن کو معلوم ہو کہ شرط نمبر (۲) کی تکمیل میں کوئی نقص پیدا ہو گیا ہے اور موصی اس نقص کی اصلاح نہ کرے تو یہ سند منسوخ سمجھی جائے گی۔ ایسا ہی یہ سند کسی ایسی وجہ پر منسوخ ہو سکتی ہے جس کا ذکر حضرت مسیح موعود بانی سلسلہ احمدیہ نے رسالہ الوصیت یا ضمیمہ الوصیت میں کیا ہے یا جس کا اعلان انجمن ہذا نے کیا ہے یا آئندہ کرے۔

مرزا مسرور احمد

میر مجلس انجمن کارپرداز مصالح قبرستان ربوہ — سیکرٹری انجمن کارپرداز مصالح قبرستان ربوہ

حضرت صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب (خلیفۃ المسیح الخامس)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ماہنامہ ''انصاراللہ'' وصیت نمبر کے لئے

خصوصی پیغام

میں اپنے انصار بھائیوں اور خاص طور پر صفِ دوم کے انصار کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اس طرف خاص توجہ دیں

میری ان کو یہ نصیحت ہے کہ وہ...... وصیت کی طرف جلدی بڑھیں

لندن

31-5-05

پیارے صدر صاحب مجلس انصاراللہ ربوہ

السلام علیکم ورحمة اللہ و برکاتہ

یہ جان کر خوشی ہوئی ہے کہ ماہنامہ ''انصاراللہ'' وصیت کے حوالہ سے خصوصی اشاعت کا اہتمام کر رہا ہے۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

وصیت کے نظام کو قائم ہوئے خدا کے فضل سے سو سال پورے ہو رہے ہیں۔ حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے اپنی وفات سے دو سال قبل اس نظام کو جاری فرمایا۔ یہ آپؑ کی آخری وصیّت تھی جو آپؑ نے اپنے ماننے والوں کو فرمائی اور یہ خوشخبری دی کہ یہ نظام خدا تعالیٰ کا قرب پانے کا ایک ذریعہ ہے اور اگر تم چاہتے ہو کہ تمہیں خدا تعالیٰ سے خاص انعام ملے تو اس نظام میں شامل ہو جاؤ۔ آپ فرماتے ہیں۔

''تمہیں خوشخبری ہو کہ قرب پانے کا میدان خالی ہے۔ ہر ایک قوم دنیا سے پیار کر رہی ہے اور وہ بات جس سے خدا راضی ہو اسکی طرف دنیا کو توجہ نہیں۔ وہ لوگ جو پورے زور سے اس دروازہ میں داخل ہونا چاہتے ہیں ان کے لئے موقع ہے کہ وہ اپنے جوہر دکھلائیں اور خدا سے خاص انعام پاویں'' (الوصیّت۔ روحانی خزائن جلد نمبر 20 صفحہ 308 مطبوعہ لندن)

پس وصیت کا نظام اصلاح نفس کا زبردست ذریعہ ہے۔ اس نظام کے قیام سے جنت قریب کر دی گئی

ہے۔اگر کوئی ایک وقت میں جنتی نہیں بھی تو وہ اس نظام میں شامل ہونے کی وجہ سے جنتی بنا دیا جائے گا۔ میں نے جلسہ سالانہ یو۔ کے 2004ء کے اختتامی خطاب میں احباب جماعت کو توجہ دلائی تھی کہ اس آسمانی نظام میں اپنی زندگیوں کو پاک کرنے کے لئے۔اپنی نسلوں کی زندگیوں کو پاک کرنے کے لئے شامل ہوں **اور ایک سال میں کم از کم پندرہ ہزار نئی وصایا ہو جائیں تا کہ اس سال کے آخر تک اس نظام میں کم از کم پچاس ہزار موصی بن جائیں اور نظام کے قیام پر سو سال ہو جانے پر کم از کم پچاس فیصد چندہ دہند موصی بن جائیں** اور ایسے مومن نکلیں کہ کہا جائے کہ انہوں نے خدا کے مسیح کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے قربانیوں کے اعلیٰ معیار قائم کئے ہیں۔الحمدللہ کہ میری آواز پر مسیح موعودؑ کی پیاری جماعت نے لبیک کہتے ہوئے اس تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔اور کثرت سے احمدی نظام وصیّت میں داخل ہو رہے ہیں۔اللہ تعالیٰ ان کی ان مالی قربانیوں کو قبول فرماتے ہوئے اپنے قرب سے نوازے۔اس موقع پر میں **اپنے انصار بھائیوں اور خاص طور پر صفِ دوم کے انصار کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اس طرف خاص توجہ دیں۔ وہ انصار جو اپنے دلوں میں ایمان اور اخلاص تو رکھتے ہیں مگر وصیّت کے بارہ میں سستی دکھلا رہے ہیں میری ان کو یہ نصیحت ہے کہ وہ اشاعتِ (......) کی خاطر اور اپنے نفوس میں نیک اور پاک تبدیلیوں کے لئے وصیّت کی طرف جلدی بڑھیں** کیونکہ جیسا کہ میں نے پہلے بھی بتایا ہے کہ یہ جنت کے حصول کا سب سے اہم ذریعہ ہے۔

زندگی بہت مختصر ہے اور نہیں معلوم کہ کس وقت خدا تعالیٰ کی طرف بلاوا آ جائے۔**بعض بڑے مخلصین بغیر وصیت کے نظام میں شامل ہوئے وفات پا جاتے ہیں اور پھر حسرت پیدا ہوتی ہے کہ کاش یہ بھی مخلصین کے ساتھ مقبرۂ موصیان میں دفن کئے جاتے۔** ہماری جماعت میں سینکڑوں ایسے قربانی کرنے والے ہیں کہ وہ اپنے اموال کے دسویں حصہ سے زیادہ چندہ دیتے ہیں اور مالی قربانی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں مگر وصیت کرنے میں سستی کرتے ہیں ایسے دوستوں کو میرا یہ پیغام ہے کہ وہ سستیاں ترک کریں اور اس نظام میں شامل ہو جائیں۔اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

وصیت کی شرائط کو اگر غور سے پڑھیں تو آپ کو پتہ چلے گا کہ یہ صرف ایک مالی قربانی کی ہی تحریک نہیں ہے بلکہ اپنے نفسوں کو پاک اور صاف کرنے کا ایک مسلسل جہاد ہے۔آپؑ فرماتے ہیں کہ ”تیسری شرط یہ ہے کہ اس قبرستان میں دفن ہونے والا متقی اور محرمات سے پرہیز کرتا اور کوئی شرک اور بدعت کا کام نہ کرتا ہو۔سچا اور صاف (......) ہو“ **پس اس لحاظ سے انصار کی یہ ذمہ داری بھی ہے کہ وہ اپنے گھروں میں اپنی بیویوں اور اپنی اولادوں کو بھی دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے لئے تیار کریں۔اپنے بچوں کی بچپن سے ہی**

دینی ماحول میں تربیت کریں، نمازوں کی عادت ڈالیں۔ مالی قربانی کا جذبہ ان کے دلوں میں پیدا کریں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت اقدس مسیح موعودؑ اور نظام خلافت سے محبت اور اطاعت کا جذبہ ان میں اُجاگر کریں۔ اگر آپ ایسا کریں گے تو آپ خدا تعالیٰ کا قرب پانے والے ہوں گے۔ اپنی نسلوں کو دنیا کے عذاب سے بچانے والے ہوں گے۔ قُوْٓا اَنْفُسَکُمْ وَ اَھْلِیْکُمْ نَارًا پر عمل کرنے والے ہوں گے۔

حضرت اقدس مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

> ''چاہیئے کہ تم بھی ہمدردی اور اپنے نفسوں کے پاک کرنے سے روح القدس سے حصہ لو کہ بجز روح القدس کے حقیقی تقویٰ حاصل نہیں ہوسکتی اور نفسانی جذبات کو بکلّی چھوڑ کر خدا کی رضا کے لئے وہ راہ اختیار کرو جو اس سے زیادہ کوئی راہ تنگ نہ ہو۔ دنیا کی لذّتوں پر فریفتہ مت ہو کہ وہ خدا سے جدا کرتی ہیں اور خدا کے لئے تلخی کی زندگی اختیار کرو۔ وہ درد جس سے خدا راضی ہو اس لذّت سے بہتر ہے جس سے خدا ناراض ہو جائے۔'' (الوصیت)

پس خدا تعالیٰ کو راضی کرنے کی راہیں تلاش کریں اس کی ایک راہ اس زمانہ میں نظام وصیت میں شامل ہونا ہے اس کے لئے جلد قدم بڑھائیں۔ پھر اس نظام کا نظام خلافت کے ساتھ بڑا گہرا تعلق ہے حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے رسالہ ''الوصیت'' میں جن دو باتوں کا ذکر فرمایا ہے۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ آپؑ کی وفات کے بعد قدرتِ ثانیہ کا ظہور ہوگا یعنی نظامِ خلافت کا اجراء ہوگا جس کا سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا جب تک اپنے اندر روحانی تبدیلیاں پیدا کرنے والے پیدا ہوتے رہیں تو جماعت کے تقویٰ کا معیار بھی بڑھتا رہے گا اور پھر ان قربانی والے متقیوں کے ذریعہ انشاء اللہ خلافت حقّہ (......) بھی ہمیشہ قائم رہے گی کیونکہ متقیوں کی جماعت کے ساتھ ہی خلافت کا وعدہ ہے۔ پس اس نعمت کی قدر کریں اور اس کے ساتھ کامل وفا اور پورے اخلاص کے ساتھ وابستہ ہو جائیں اور یاد رکھیں کہ آپ کی ساری **ترقیات خلافت سے ہی وابستہ ہیں۔** اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق دے کہ آپ میں سے ہر ایک خلافت احمدیہ کا فرمانبردار رہے اور نظام وصیت میں شامل ہو کر آپ خود بھی اور آپ کی نسلیں بھی خدا کے فضلوں کی وارث بنیں اور اللہ تعالیٰ کی رضا کی جنّت میں داخل ہوں۔ کان اللہ معکم۔

والسلام

خاکسار
[دستخط]
خلیفۃ المسیح الخامس

انصاراللہ پاکستان کی خدمت میں ایک درخواست

نظامِ وصیّت میں شمولیت کے بارہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز کا پیغام اسی شمارہ میں آپ نے ملاحظہ کیا ہوگا۔ قبل ازیں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز کا جلسہ سالانہ برطانیہ 2004ء سے اختتامی خطاب بھی تمام انصار نے سن لیا ہے۔ حضور کے ان ارشادات کے بعد خاکسار کے کچھ کہنے کی ضرورت تو نہیں البتہ حصولِ ثواب کی خاطر میں پاکستان کے تمام انصار اور خاص کر صفِ دوم کے انصار سے درخواست کرتا ہوں کہ ہمارے عہدِ بیعت اور خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ سے محبت کا تقاضا یہ ہے کہ ہم حضور کی طرف سے آنے والے ہر حکم کی تعمیل فوری طور پر کریں۔ پس میری گزارش ہے کہ وصیّت کے بارے میں بھی حضور کے ارشاد کی تعمیل کریں اور نظام وصیّت میں شمولیت اختیار کر کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی موصیان کے بارے میں دعاؤں کے حقدار بنیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق بخشے کہ ہم ہمیشہ خلافت کی بارگاہ سے جاری ہونے والے ہر حکم کے اوّلین ماننے والوں میں شامل ہوں۔ آمین

خاکسار

مرزا احمد

صدر مجلس انصاراللہ پاکستان

"الوصیة"

تحریر وترتیب: سید مبشر احمد ایاز

چل کے خود آئے مسیحا کسی بیمار کے پاس:

ہم دیکھتے اور سنتے ہیں کہ جب کسی کو اسکی موت کا اس دنیا سے جانے کا علم دیا جاتا ہے تو وہ اول تو گھبراہٹ کا شکار ہوتا ہے اور ہاتھ پاؤں مارتا ہے کہ کاش یہ موت کا پیالہ ٹل جائے اور دوسری طرف اس کو اپنی جائداد، مال ودولت اور اولاد کا خیال آتا ہے، یوں کہیے کہ دنیا سے پیار کرنے والوں کو اپنی مال ودولت، جائداد سے پیار ہوتا ہے اس لئے ان کو اسی کا فکر کھائے جاتا ہے لیکن ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ دنیا میں کچھ وجود ایسے بھی ہوتے ہیں کہ جن کو جب ان کی رخصتی کا پیغام دیا جاتا ہے تو ایک طرف وہ خوش بھی ہوتے کہ اب ہمیں محبوب حقیقی کا وصال نصیب ہوگا، لیکن انہیں بھی اس دنیا میں پیار ہوتا ہے، انہیں بھی فکر اور غم کھائے جارہا ہوتا ہے، وہ بھی ایک غم میں گھلے جارہے ہوتے ہیں، لیکن ان کا یہ غم اور فکر کسی مال ودولت اور جائداد کی بابت نہیں ہوتا، اپنے بیوی بچوں سے بھی نہیں ہوتا، ان کا پیار بھی عجیب ہوتا ہے اور ان کا غم بھی نرالا، وہ لعلک باخعٌ نفسک کی عملی تصویر ہوتے ہیں انہیں اپنے ساتھیوں کا، اپنے ماننے والوں، اپنے وفا شعاروں کا غم ہوتا ہے، وہ واقعی اپنی اس رخصتی پر خوش بھی ہوتے ہیں لیکن اپنے ماننے والوں کے لئے جنہیں وہ اپنے بچوں کی طرح ہی چاہتے ہیں پریشان بھی ہوتے ہیں، اسکی ایک عملی تصویر ہم 1905ء میں اسوقت دیکھتے ہیں جب حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کو انکی وفات کے متعلق مسلسل الہامات ہونے شروع ہوتے ہیں تو اس وقت آپ کے دل کا کیا حال تھا، اس دل میں جو محبت اور پیار تھا اسکی گہرائی کو دیکھیں ذرا، قربان جائیں اس محبت کرنے والے وجود پر کہ جو ہمیں اتنا چاہتا تھا، جو ہم سے اتنی محبت کرتا تھا آپ اس موقعہ پر فرماتے ہیں "...غم اس بات کا ہے کہ ابھی جماعت کچی ہے اور پیغام موت آرہا ہے گویا جماعت کی حالت اس بچہ کی سی ہے جس نے ابھی دو چار روز دودھ پیا ہو اور اس کی ماں مرجائے۔"

[الحکم جلد 10 نمبر 1 ص 5، 10/جنوری 1906ء بحوالہ ملفوظات جلد 4 ص 597-596]

دیکھیں کتنی محبت تھی اور غم تھا بھی تو کس کا اور کس قدر، آپ نے جہاں اس جماعت کے لئے دعاؤں کا ایک بہت بڑا خزانہ چھوڑا وہاں جماعت کی انفرادی اور اجتماعی کامیابی وکامرانی کے لئے ایک مستقل انتظام کردیا، ظاہر ہے کہ اس سے بڑی کامیابی کسی بھی انسان کی اور کیا ہوسکتی ہے کہ اسکی زندگی میں اسکو جنت کی خوش خبری دے دی جائے، پہلے زمانوں میں جس انسان کو یہ پروانہ مل جاتا تھا وہ خوشی سے پھولے نہیں سماتا تھا اور آج بھی ہم ان کے تذکرے جب پڑھتے ہیں تو وہ

ایک امتیازی اور منفرد حیثیت سے جانے جاتے ہیں، کہیں انہیں عشرہ مبشرہ کہا جاتا ہے تو کہیں انہیں بارہ حواریوں کا لقب ملتا ہے.....لیکن یہاں تو، آج تو جنت اتنی قریب کردی جانے والی تھی کہ اُزلفت کے ذریعہ سارے فاصلے قربتوں میں بدل دئے جانے لگے تھے، چودہ سوسال قبل سرورکائنات فخر موجودات، حضرت خاتم الانبیاء ﷺ نے جو مسیح موعود کے بارے میں فرمایا تھا کہ **یحد ثھم بدرجاتھم فی الجنۃ** [کہ وہ انہیں جنت میں انکے درجات کا پتہ دے گا] اس کا نظارہ دکھانے کا لمحہ آ گیا تھا، جنت کے خزانے لٹانے پر آیا تو ایسا لٹایا کہ دنیا تو کیا دین کے جاننے والوں تک کو حیران کر گیا، کیسا مسیحا تھا کہ خود جا رہا ہے اور دوسروں کو ابدی زندگی کے جام پلا رہا ہے، اور ہماری بھی کیا خوش نصیبی ہے کہ مسیحا خود چل کے ہمارے پاس آیا، ہم گناہ گاروں کے پاس، ہم بیماروں کے پاس، عبیداللہ علیم صاحب نے اس کیفیت کے اظہار کے لئے کتنا آسان کردیا ہے یہ کہہ کر

یہ محبت تو نصیبوں سے ملا کرتی ہے　　چل کے خود آئے مسیحا کسی بیمار کے پاس

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے ایک طرف ہر احمدی کی انفرادی کامیابی وکامرانی کی نوید سنائی تو دوسری طرف جماعت کے غم کو ایک خوشی میں بدل دیا، ایک لازوال خوشی، دائمی مسرت کی نوید دے کر کہ میں تو جا رہا ہوں لیکن میرے بعد ہمیشہ ایسے لوگ آتے رہیں گے جو میرے جانشین ہوں گے، جو میرے نائب ہوں گے، جیسے میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں وہ وجود دوسری قدرت کے مظہر ہوں گے اور وہ خلفاء تمہاری نگہبانی کریں گے تمہاری قیادت کریں گے اور یہ جماعت خدا کی ایک برگزیدہ اور چنیدہ جماعت گردانی جائے گی، ان دو خوشخبریوں کے اندر اپنی جدائی کی خبر دیتے ہوئے آپ نے ایک رسالہ لکھا جو اسوقت کے ایڈیشن کے مطابق انیس صفحات پر مشتمل تھا، اور 24/دسمبر 1905 کو طبع ہوا، بعد میں سات صفحات پر مشتمل ''ضمیمہ متعلقہ رسالہ الوصیۃ'' اس کے ساتھ شامل کیا گیا جو حضورؑ نے چھ جنوری 1906ء کو رقم فرمایا اور ریویو اردو جنوری 1906ء کے صفحات 39-31 پر شائع ہوا تھا، اس کے ساتھ 'روئداد اجلاس اول مجلس معتمدین صدر انجمن احمدیہ قادیان منعقدہ 29/جنوری 06ء' کی تفصیل تین صفحات پر مشتمل ہے، ان سب کا مختصر تعارف آپ کی خدمت میں پیش ہے،

جیسا کہ عرض کیا گیا ہے کہ جب آپ کو اپنی وفات کے متعلق مسلسل الہامات ہونے لگے تو آپ نے یہ رسالہ تالیف فرمایا جیسا کہ آپ فرماتے ہیں: 'چونکہ خدائے عزوجل نے متواتر وحی سے مجھے خبر دی ہے کہ میرا زمانہ وفات نزدیک ہے اور اس بارے میں اس کی وحی اس قدر تواتر سے ہوئی کہ میری ہستی کو بنیاد سے ہلا دیا اور اس زندگی کو میرے پر سرد کر دیا اس لئے میں نے مناسب سمجھا کہ اپنے دوستوں اور ان تمام لوگوں کے لئے جو میرے کلام سے فائدہ اٹھانا چاہیں چند نصائح لکھوں۔' [ص:3] اس کے بعد آپ نے وہ الہامات درج فرمائے اور یہ الہامات جہاں خدا تعالیٰ کی

اس مجسم قدرت کی جدائی کی خبر دے رہے تھے وہاں آپ کے قابل رشک انجام بخیر ہونے اور احمدیت کے حسین تر اور روشن تر مستقبل کی نوید بھی اپنے اندر لئے ہوئے تھے گویا ایک خوشخبری تھی جو غم کے اندر لپٹی ہوئی تھی، مثال کے طور پر یہ الہامات دیکھیں ’تیری اجل قریب آ گئی ہے اور ہم تیرے متعلق ایسی باتوں کا نام و نشان نہیں چھوڑیں گے جن کا ذکر تیری رسوائی کا موجب ہو، اور ہم ایسے تمام اعتراض دور اور دفع کر دیں گے اور کچھ بھی ان میں سے باقی نہیں رکھیں گے جن کے بیان سے تیری رسوائی مطلوب ہو، تو اس حالت میں فوت ہو گا جو میں تجھ سے راضی ہونگا اور ہم کھلے کھلے نشان تیری تصدیق کے لئے ہمیشہ موجود رکھیں گے‘ [ص:4]

آپ نے اس رسالہ میں ان آفات اور تباہیوں کے متعلق بھی ذکر کیا جو عالمگیر حیثیت کی حامل ہوں گی اور وقتاً فوقتاً اس دنیا میں آتی رہیں گی اور کچھ کا تعلق موسم بہار سے بھی ہوگا، اور ان کا تعلق آپکی صداقت سے بھی ہوگا ’وہ بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا‘

☆ رسالہ کے صفحہ 6 پر آئیں تو یہاں سے ایک اور مضمون بھی شامل ہو جاتا ہے اور وہ آپ کے مقام کا مضمون ہے کہ خدا کا یہ فرستادہ جو مہدی ، امام مہدی ہے ، جو مسیح موعود بھی ہے دراصل وہی ہے جس کو احادیث میں ’نبی اللہ‘ کہہ کر پکارا گیا ہے، کیونکہ یہاں آپ نے بیان فرمایا ہے کہ

’’یہ خدا تعالیٰ کی سنت ہے اور جب سے کہ اس نے انسان کو زمین میں پیدا کیا ہمیشہ اس سنت کو وہ ظاہر کرتا رہا ہے کہ وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے اور اُن کو غلبہ دیتا ہے۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔ .... [خدا نے لکھ رکھا ہے کہ وہ اور اس کے نبی غالب رہیں گے] اور غلبہ سے مراد یہ ہے کہ جیسا کہ رسولوں اور نبیوں کا یہ منشاء ہوتا ہے کہ خدا کی حجّت زمین پر پوری ہو جائے اور اُس کا مقابلہ کوئی نہ کر سکے اسی طرح خدا تعالیٰ قوی نشانوں کے ساتھ اُن کی سچائی ظاہر کر دیتا ہے اور جس راستبازی کو وہ دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں اُس کی تخم ریزی اُنہی کے ہاتھ سے کر دیتا ہے۔ لیکن اس کی پوری تکمیل ان کے ہاتھ سے نہیں کرتا بلکہ ایسے وقت میں ان کو وفات دے کر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے مخالفوں کو ہنسی اور ٹھٹھے اور طعن اور تشنیع کا موقعہ دے دیتا ہے۔ اور جب وہ ہنسی ٹھٹھا کر چکتے ہیں تو پھر ایک دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھاتا ہے اور ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے جن کے ذریعہ سے وہ مقاصد جو کسی قدر ناتمام رہ گئے تھے اپنے کمال کو پہنچتے ہیں۔‘‘ [ص 7-6]

خلفاء کا مقام: آپ نے اپنی اس تصنیف میں ایک طرف تو یہ خوش خبری سنائی کہ آپ کی وفات کے بعد خلافت کا نظام جاری ہوگا اور خدا تعالیٰ کی ایک دوسری قدرت کا ہاتھ ہم سب کو تھام لے گا وہاں اس قدرت ثانیہ کی اہمیت بھی بتلا دی اور اس کے مظاہر یعنی خلفاء کی بابت فرمایا کہ دیکھنا ان کے مقام کو سمجھ لینا، کہیں خطاء نہ کر جانا [جیسا کہ بعد میں کچھ لوگوں

نے کی بھی کہ انجمن کے تابع اس کو کرنا چاہایا ایک عام مولوی کی حیثیت دینی چاہی......مدیر] کیونکہ ایک طرف وہ میرے نائب ہوں گے، میرے جانشین ہوں گے تو دوسری طرف وہ خدا کی ایک دوسری قدرت ہوں گے جیسے میں اسکی مجسم قدرت ہوں، آپؑ فرماتے ہیں 'میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں، اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہونگے.... جب تک کوئی خدا سے روح القدس پا کر کھڑا نہ ہو سب میرے بعد مل کر کام کرو' [ص:9-8]

پھر فرمایا... ''تمہیں یاد رہے کہ ہر ایک کی شناخت اس کے وقت میں ہوتی ہے اور قبل از وقت ممکن ہے کہ وہ معمولی انسان دکھائی دے یا بعض دھوکہ دینے والے خیالات کی وجہ سے قابل اعتراض ٹھیرے جیسا کہ قبل از وقت ایک کامل انسان بننے والا ابھی پیٹ میں صرف ایک نطفہ یا علقہ ہوتا ہے'' [حاشیہ ص:8]

☆ آپ نے اپنے ماننے والوں کو ایک بنیادی نصیحت فرمائی جس میں کہ تمام کامیابیوں کی کنجی اور راز مضمر ہے اور وہ ہے باہمی ہمدردی اور خدا سے پیار، کتنا درد اور سچائی ہے اس نصیحت اور حقیقت میں، آپ فرماتے ہیں:

''اور چاہئے کہ تم بھی ہمدردی اور اپنے نفسوں کے پاک کرنے سے رُوح القدس سے حصہ لو کہ بجز رُوح القدس کے حقیقی تقویٰ حاصل نہیں ہو سکتی اور نفسانی جذبات کو بکلّی چھوڑ کر خدا کی رضا کیلئے وہ راہ اختیار کرو جو اس سے زیادہ کوئی راہ تنگ نہ ہو دنیا کی لذتوں پر فریفتہ مت ہو کہ وہ خدا سے جدا کرتی ہیں اور خدا کیلئے تلخی کی زندگی اختیار کرو وہ درد جس سے خدا راضی ہو اُس لذّت سے بہتر ہے جس سے خدا ناراض ہو جائے۔ اور وہ شکست جس سے خدا راضی ہو اس فتح سے بہتر ہے جو موجبِ غضب الٰہی ہو۔ اس محبت کو چھوڑ دو جو خدا کے غضب کے قریب کرے۔ اگر تم صاف دل ہو کر اس کی طرف آجاؤ تو ہر ایک راہ میں وہ تمہاری مدد کرے گا اور کوئی دشمن تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ خدا کی رضا کو تم کسی طرح پا ہی نہیں سکتے جب تک تم اپنی رضا چھوڑ کر اپنی لذّات چھوڑ کر اپنی عزّت چھوڑ کر اپنا مال چھوڑ کر اپنی جان چھوڑ کر اس کی راہ میں وہ تلخی نہ اُٹھاؤ جو موت کا نظارہ تمہارے سامنے پیش کرتی ہے۔ لیکن اگر تم تلخی اُٹھا لوگے تو ایک پیارے بچّے کی طرح خدا کی گود میں آجاؤ گے اور تم اُن راستبازوں کے وارث کئے جاؤ گے جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں۔ اور ہر ایک نعمت کے دروازے تم پر کھولے جائیں گے... اگر تم اپنے نفس سے درحقیقت مر جاؤ گے تب تم خدا میں ظاہر ہو جاؤ گے اور خدا تمہارے ساتھ ہوگا۔ اور وہ گھر بابرکت ہوگا جس میں تم رہتے ہو گے اور ان دیواروں پر خدا کی رحمت نازل ہوگی جو تمہارے گھر کی دیواریں ہیں اور وہ شہر بابرکت ہوگا جہاں ایسا آدمی رہتا ہوگا۔ اگر تمہاری زندگی اور تمہاری موت اور تمہاری ہر ایک حرکت اور تمہاری نرمی اور گرمی محض خدا کیلئے ہو جائیگی اور ہر ایک تلخی اور مصیبت کے وقت تم خدا کا امتحان نہیں کرو گے اور تعلق کو نہیں توڑو گے بلکہ آگے قدم بڑھاؤ گے تو میں سچ سچ کہتا ہوں کہ تم خدا کی ایک خاص قوم ہو جاؤ گے۔ تم بھی انسان ہو جیسا کہ میں انسان

ہوں۔اور وہی میرا خدا تمہارا خدا ہے۔پس اپنی پاک قوتوں کو ضائع مت کرو۔اگر تم پورے طور پر خدا کی طرف جھکو گے تو دیکھو مَیں خدا کی منشاء کے موافق تمہیں کہتا ہوں کہ تم خدا کی ایک قوم برگزیدہ ہو جاؤ گے۔خدا کی عظمت اپنے دلوں میں بٹھاؤ۔اور اس کی توحید کا اقرار نہ صرف زبان سے بلکہ عملی طور پر کرو تا خدا بھی عملی طور پر اپنا لطف و احسان تم پر ظاہر کرے۔کینہ وری سے پرہیز کرو۔اور بنی نوع سے سچی ہمدردی کے ساتھ پیش آؤ۔ہر ایک راہ نیکی کی اختیار کرو۔نہ معلوم کس راہ سے تم قبول کئے جاؤ۔

''تمہیں خوشخبری ہو کہ قرب پانے کا میدان خالی ہے۔ہر ایک قوم دنیا سے پیار کر رہی ہے۔اور وہ بات جس سے خدا راضی ہو اس کی طرف دنیا کو توجہ نہیں۔وہ لوگ جو پورے زور سے اس دروازہ میں داخل ہونا چاہتے ہیں اُن کیلئے موقعہ ہے کہ اپنے جوہر دکھلائیں اور خدا سے خاص انعام پاویں۔

''یہ مت خیال کرو کہ خدا تمہیں ضائع کر دیگا۔تم خدا کے ہاتھ کا ایک بیج ہو جو زمین میں بویا گیا خدا فرماتا ہے کہ یہ بیج بڑھے گا اور پھولے گا اور ہر ایک طرف سے اس کی شاخیں نکلیں گی۔اور ایک بڑا درخت ہو جائیگا۔پس مبارک وہ جو خدا کی بات پر ایمان رکھے اور درمیان میں آنے والے ابتلاؤں سے نہ ڈرے کیونکہ ابتلاؤں کا آنا بھی ضروری ہے تا خدا تمہاری آزمائش کرے کہ کون اپنے دعوے بیعت میں صادق اور کون کاذب ہے۔وہ جو کسی ابتلاء سے لغزش کھائیگا وہ کچھ بھی خدا نقصان نہیں کرے گا اور بدبختی اس کو جہنم تک پہنچائیگی۔اگر وہ پیدا نہ ہوتا تو اس کیلئے اچھا تھا۔مگر وہ سب لوگ جو اخیر تک صبر کرینگے اور اُن پر مصائب کے زلزلے آئیں گے۔اور حوادث کی آندھیاں چلیں گی اور قومیں ہنسی اور ٹھٹھا کریں گی اور دنیا اُن سے سخت کراہت کے ساتھ پیش آئے گی۔وہ آخر فتحیاب ہونگے اور برکتوں کے دروازے اُن پر کھولے جائیں گے....

''اے سُننے والو سُنو! کہ خدا تم سے کیا چاہتا ہے۔بس یہی کہ تم اُسی کے ہو جاؤ۔اُس کے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ کرو۔نہ آسمان میں نہ زمین میں۔ہمارا خدا وہ خدا ہے جو اب بھی زندہ ہے جیسا کہ پہلے زندہ تھا اور اب بھی وہ بولتا ہے جیسا کہ وہ پہلے بولتا تھا۔اور اب بھی وہ سُنتا ہے جیسا کہ پہلے سُنتا تھا......'' [ص 12-9]

☆ آپ نے اس تالیف میں نبی اکرم ﷺ کے عظیم الشان مقام و مرتبہ یعنی مقام خاتم النبیین کی فلاسفی بھی بیان فرمائی اور فرمایا'....اور اس [خدا] تک پہنچنے کے لئے تمام دروازے بند ہیں مگر ایک دروازہ جو فرقان مجید نے کھولا ہے اور تمام نبوتیں اور تمام کتابیں جو پہلے گزر چکیں ان کی الگ طور پر پیروی کی حاجت نہیں رہی کیونکہ نبوتِ محمدیہ ان سب پر مشتمل اور حاوی ہے اور بجز اسکے سب راہیں بند ہیں۔تمام سچائیاں جو خدا تک پہنچاتی ہیں اسی کے اندر ہیں۔نہ اسکے بعد کوئی نئی سچائی آئے گی اور نہ اس سے پہلے کوئی ایسی سچائی تھی جو اس میں موجود نہیں۔اس لئے اس نبوت پر تمام نبوتوں کا خاتمہ ہے....' [ص:13]

☆اس کے بعد آپ نے اپنی وفات کی خبر کی وجہ سے جو غم کی کیفیت تھی اس کو ختم کرنے اور اصل مقصد کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اس عالمگیر نظام کا ذکر فرمایا جو نظام وصیت کہلاتا ہے آپ اس پس منظر کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں

''یاد رہے کہ یہ اعلان تشویش پھیلانے کیلئے نہیں بلکہ آئندہ تشویش کی پیش بندی کیلئے ہے تا کوئی بے خبری میں ہلاک نہ ہو۔ ہر ایک امر نیت سے وابستہ ہے۔ پس ہماری نیّت دُکھ دینے کی نہیں بلکہ دُکھ سے بچانے کی نیّت ہے۔ اس جگہ ایک امر اَور قابلِ تذکرہ ہے کہ جیسا کہ مَیں پہلے بیان کر چکا ہوں کہ خدا نے مجھے میری وفات سے اطلاع دی ہے اور مجھے مخاطب کر کے میری زندگی کی نسبت فرمایا کہ ''بہت تھوڑے دن رہ گئے ہیں''۔ اور فرمایا کہ ''تمام حوادث اور عجائبات قدرت دکھلانے کے بعد تمہارا حادثہ آئے گا''۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ضرور ہے کہ میری وفات سے پہلے دنیا پر کچھ حوادث پڑیں اور کچھ عجائبات قدرت ظاہر ہوں تا دنیا ایک انقلاب کیلئے تیار ہو جائے اور اس انقلاب کے بعد میری وفات ہو۔

''اور مجھے ایک جگہ دکھلا دی گئی کہ یہ تیری قبر کی جگہ ہوگی۔ ایک فرشتہ مَیں نے دیکھا کہ وہ زمین کو ناپ رہا ہے۔ تب ایک مقام پر اس نے پہنچ کر مجھے کہا کہ یہ تیری قبر کی جگہ ہے پھر ایک جگہ مجھے ایک قبر دکھلائی گئی کہ وہ چاندی سے زیادہ چمکتی تھی اور اس کی تمام مٹی چاندی کی تھی۔ تب مجھے کہا گیا کہ یہ تیری قبر ہے۔ اور ایک جگہ مجھے دکھائی گئی اور اس کا نام بہشتی مقبرہ رکھا گیا۔ اور ظاہر کیا گیا کہ وہ ان برگزیدہ جماعت کے لوگوں کی قبریں ہیں جو بہشتی ہیں۔'' [ص18-17]

☆اس قبرستان کے لئے اور اس میں دفن ہونے والے خوش نصیبوں کے لئے خدا کے اس پیارے مسیح نے یوں دعا فرمائی کہ ''اور میں دعا کرتا ہوں کہ خدا اس میں برکت دے اور اسی کو بہشتی مقبرہ بنا دے اور یہ اس جماعت کے پاک دل لوگوں کی خواب گاہ ہو جنہوں نے درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم کر لیا اور دُنیا کی محبت چھوڑ دی اور خدا کیلئے ہو گئے اور پاک تبدیلی اپنے اندر پیدا کر لی اور ر......آمین یارب العالمین

''پھر میں دعا کرتا ہوں کہ اے میرے قادر خدا اس زمین کو میری جماعت میں سے اُن پاک دلوں کی قبریں بنا جو فی الواقع تیرے لئے ہو چکے اور دنیا کی اغراض کی ملونی اُن کے کاروبار میں نہیں۔ آمین یارب العالمین

''پھر میں تیسری دفعہ دعا کرتا ہوں کہ اے میرے قادر کریم اے خدائے غفور و رحیم تو صرف اُن لوگوں کو اس جگہ قبروں کی جگہ دے جو تیرے اس فرستادہ پر سچا ایمان رکھتے ہیں اور کوئی نفاق اور غرض نفسانی اور بدظنی اپنے اندر نہیں رکھتے اور جیسا کہ حق ایمان اور اطاعت کا ہے بجا لاتے ہیں اور تیرے لئے اور تیری راہ میں اپنے دلوں میں جان فدا کر چکے ہیں جن سے تو راضی ہے اور جن کو تو جانتا ہے کہ وہ بکلی تیری محبت مین کھوئے گئے اور تیرے فرستادہ سے وفاداری اور پورے ادب اور انشراحی ایمان کے ساتھ محبت اور جانفشانی کا تعلق رکھتے ہیں۔ آمین یارب العالمین'' [ص20-18]

☆اس نظام میں شامل ہونا ایک عظیم سعادت کو پانا تھا اس لئے حضور نے بنیادی طور پر کچھ شرائط رکھیں، چنانچہ آپ نے فرمایا

’’اور چونکہ اس قبرستان کیلئے بڑی بھاری بشارتیں مجھے ملی ہیں اور نہ صرف خدا نے یہ فرمایا کہ یہ مقبرہ بہشتی ہے بلکہ یہ بھی فرمایا کہ انزل فیھا کل رحمۃ یعنی ہر ایک قسم کی رحمت اس قبرستان میں اُتاری گئی ہے اور کسی قسم کی رحمت نہیں جو اس قبرستان والوں کو اُس سے حصہ نہیں۔ اس لئے خدا نے میرا دل اپنی وحی خفی سے اس طرف مائل کیا کہ ایسے قبرستان کیلئے ایسے شرائط لگا دیئے جائیں کہ وہی لوگ اس میں داخل ہو سکیں جو اپنے صدق اور کامل راست بازی کی وجہ سے اُن شرائط کے پابند ہوں سو وہ تین شرطیں ہیں اور سب کو بجالانا ہوگا۔

’’1۔اس قبرستان کی زمین موجودہ بطور چندہ کے میں نے اپنی طرف سے دی ہے لیکن اس احاطہ کی تکمیل کیلئے کس قدر اور زمین خریدی جائے گی جس کی قیمت اندازاً ہزار روپیہ ہوگی۔ اور اس کے خوشنما کرنے کیلئے کچھ درخت لگائے جائیں گے اور ایک کنواں لگایا جائے گا اور اس قبرستان سے شمالی طرف بہت پانی ٹھہرا رہتا ہے جو گذر گاہ ہے اس لئے وہاں ایک پُل تیار کیا جائے گا اور ان متفرق مصارف کیلئے دو ہزار روپیہ درکار ہوگا۔ سو کُل یہ تین ہزار روپیہ ہوا جو اس تمام کام کی تکمیل کیلئے خرچ ہوگا۔ سو پہلی شرط یہ ہے کہ ہر ایک شخص جو اس قبرستان میں مدفون ہونا چاہتا ہے وہ اپنی حیثیت کے لحاظ سے ان مصارف کیلئے چندہ داخل کرے اور یہ چندہ محض انہی لوگوں سے طلب کیا گیا ہے نہ دوسروں سے۔ بالفعل یہ چندہ اخویم مکرم مولوی نورالدین صاحب کے پاس آنا چاہیے۔ لیکن اگر خدا تعالیٰ نے چاہا تو یہ سلسلہ ہم سب کی موت کے بعد بھی جاری رہے گا۔ اس صورت میں ایک انجمن چاہیے کہ آمدنی کا روپیہ جو وقتاً فوقتاً جمع ہوتا رہے گا۔ اعلائے کلمہ (دین حق) اور اشاعت توحید میں جس طرح مناسب سمجھیں خرچ کریں۔

’’2۔دوسری شرط یہ ہے کہ تمام جماعت میں سے اس قبرستان میں وہی مدفون ہوگا جو یہ وصیّت کرے جو اس کی موت کے بعد دسواں حصہ اس کے تمام ترکہ کا حسب ہدایت اس سلسلہ کے اشاعت ... [دین حق اور دعوت] احکام قرآن میں خرچ ہوگا اور ہر ایک صادق کامل الایمان کو اختیار ہوگا کہ اپنی وصیت میں اس سے بھی زیادہ لکھ دے لیکن اس سے کم نہیں ہوگا ......

’’3۔تیسری شرط یہ ہے کہ اس قبرستان میں دفن ہونے والا متقی ہو اور محرّمات سے پرہیز کرتا اور کوئی شرک اور بدعت کا کام نہ کرتا ہو۔ سچا اور صاف ..... ہو۔

4’’۔ہر ایک صالح جو اس کی کوئی بھی جائیداد نہیں اور کوئی مالی خدمت نہیں کر سکتا اگر یہ ثابت ہو کہ وہ دین کیلئے اپنی زندگی وقف رکھتا تھا اور صالح تھا تو وہ اس قبرستان میں دفن ہو سکتا ہے‘‘۔[ص 20-22]

☆اس نظام کی مقبولیت اور حیرت انگیز ترقی کا ذکر کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں

''اور خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ اس سلسلہ کو ترقی دے گا۔ اس لئے اُمید کی جاتی ہے کہ اشاعتِ [دین حق] کیلئے ایسے مال بھی بہت اکٹھے ہو جائیں گے۔ اور ہر ایک امر جو مصالح اشاعتِ [دین حق] میں داخل ہے جس کی اب تفصیل کرنا قبل از وقت ہے وہ تمام امور ان اموال سے انجام پذیر ہونگے۔ اور جب ایک گروہ جو متکفّل اس کام کا ہے فوت ہو جائیگا تو وہ لوگ جو اُن کے جانشین ہونگے انکا بھی یہی فرض ہوگا کہ ان تمام خدمات کو حسب ہدایت سلسلہ احمدیہ بجالاویں۔ ان اموال میں سے ان یتیموں اور مسکینوں اور نو...کا بھی حق ہوگا جو کافی طور پر وجوہ معاش نہیں رکھتے اور سلسلہ احمدیہ میں داخل ہیں۔ اور جائز ہوگا کہ ان اموال کو بطور تجارت ترقی دی جائے۔

''یہ مت خیال کرو کہ یہ صرف دُور از قیاس باتیں ہیں۔ بلکہ یہ اس قادر کا ارادہ ہے جو زمین و آسمان کا بادشاہ ہے۔ مجھے اس بات کا غم نہیں کہ یہ اموال جمع کیونکر ہونگے۔ اور ایسی جماعت کیونکر پیدا ہوگی جو ایمانداری کے جوش سے یہ مردانہ کام دکھلائے۔ بلکہ مجھے یہ فکر ہے کہ ہمارے زمانہ کے بعد وہ لوگ جن کے سپرد ایسے مال کئے جائیں وہ کثرت مال کو دیکھ کر ٹھوکر نہ کھاویں اور دنیا سے پیار نہ کریں۔ سو میں دُعا کرتا ہوں کہ ایسے امین ہمیشہ اس سلسلہ کو ہاتھ آتے رہیں جو خدا کیلئے کام کریں۔ ہاں جائز ہوگا کہ جن کا کچھ گزارہ نہ ہو ان کو بطور مدد خرچ اس میں سے دیا جائے۔......'' [ص:21]

☆نظام وصیت میں شامل ہونے والوں کی خوش نصیبی اور ان کی مالی امداد کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے حضورؑ فرماتے ہیں:

''ہر ایک صاحب جو حسب شرائط متذکرہ بالا کوئی وصیت کرنا چاہیں تو ان کی وصیّت پر عمل درآمد اُن کی موت کے بعد ہوگا۔ لیکن وصیّت کو لکھ کر اس سلسلہ کے امین مفوض الخدمت کو سپرد کر دینا لازمی امر ہوگا اور ایسا ہی چھاپ کر شائع کرنا بھی کیونکہ موت کے وقت اکثر وصایا کا لکھنا مشکل ہو جاتا ہے۔ اور چونکہ آسمانی نشانوں اور بلاؤں کے دِن قریب ہیں۔ اس لئے خدا تعالیٰ کے نزدیک ایسے وقت میں وصیت لکھنے والا بہت درجہ رکھتا ہے جو امن کی حالت میں وصیت لکھتا ہے اور اس وصیت کے لکھنے میں جس کا مال دائمی مدد دینے والا ہوگا اس کو دائمی ثواب ہوگا اور خیرات جاریہ کے حکم میں ہوگا۔

''۲- ہر ایک صاحب جو کسی دوسری جگہ میں ہوں جو قادیان سے دُور اس ملک کے کسی اور حصّہ میں ہوں اور وہ ان شرائط کے پابند ہوں جو درج ہو چکی ہیں تو اُن کے وارثوں کو چاہئے کہ ان کی موت کے بعد ایک صندوق میں ان کی میّت کو رکھ کر قادیان میں پہنچاویں اور اگر اس قبرستان کی تکمیل سے یعنی پُل وغیرہ کی تیاری سے پہلے کوئی صاحب فوت ہو جائیں جو حسب شرائط اس قبرستان میں دفن ہونگے تو چاہئے کہ بطور امانت صندوق میں رکھ کر اپنی جگہ دفن کئے جائیں۔ پھر تمام لوازم کی تیاری کے بعد جو قبرستان کے متعلق ہیں قادیان میں اُن کی میّت لائی جائے۔ لیکن وہ صاحب جو بغیر صندوق کے دفن کئے جائیں اُن کا قبر میں سے نکالنا مناسب نہ ہوگا۔

واضح ہو کہ خدا تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ ایسے کامل الایمان ایک ہی جگہ دفن ہوں۔ تا آئندہ کی نسلیں ایک ہی جگہ اُن کو دیکھ کر اپنا ایمان تازہ کریں۔ اور تا اُن کے کارنامے یعنی جو خدا کیلئے انہوں نے دینی کام کئے ہمیشہ کیلئے قوم پر ظاہر ہوں۔ بالآخر ہم دُعا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اس کام میں ہر ایک مخلص کو مدد دے اور ایمانی جوش ان میں پیدا کرے اور اُن کا خاتمہ بالخیر کرے۔ آمین''

اس کے مال میں برکت ہوگی..........

حضرت مسیح موعود علیہ الصلاۃ والسلام فرماتے ہیں۔

''اور جو شخص ایسی ضروری مہمات میں مال خرچ کرے گا میں امید نہیں رکھتا کہ اس مال کے خرچ سے اس کے مال میں کچھ کمی آجائے گی بلکہ اس کے مال میں برکت ہوگی۔ پس چاہئے کہ خدا تعالیٰ پر توکل کر کے پورے اخلاص اور جوش اور ہمت سے کام لیں کہ یہی وقت خدمت گزاری کا ہے پھر بعد اس کے وہ وقت آتا ہے کہ ایک سونے کا پہاڑ بھی اس راہ میں خرچ کریں تو اس وقت کے پیسہ کے برابر نہیں ہوگا۔ یہ ایک ایسا مبارک وقت ہے کہ تم میں وہ خدا کا فرستادہ موجود ہے جس کا صدہا سال سے امتیں انتظار کر رہی تھیں اور ہر روز خدا تعالیٰ کی تازہ وحی تازہ بشارتوں سے بھری ہوئی نازل ہو رہی ہے اور خدا تعالیٰ نے متواتر ظاہر کر دیا ہے کہ واقعی اور قطعی طور پر وہی شخص اس جماعت میں داخل سمجھا جائے گا کہ اپنے عزیز مال کو اس راہ میں خرچ کرے گا۔''

(مجموعہ اشتہارات۔ جلد سوم۔ صفحہ 497۔ اشتہار نمبر 253)

پیغام صدر مجلس کارپرداز

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

برادرن!

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ'

سال 2005ء اس اعتبار سے بہت اہمیت کا حامل ہے کہ نظام وصیت کو قائم ہوئے 100 سال ہو گئے ہیں۔ انشاءاللہ تعالیٰ اگلے سال ہم نظامِ وصیت کی دوسری صدی میں داخل ہو جائیں گے۔ نظام وصیت کی نئی صدی کا بہترین استقبال ہم اس طرح کر سکتے ہیں کہ بکثرت اِس بابرکت نظام میں شامل ہوں اور اس کام میں سبقت دکھلائیں۔ جیسے سیّدنا حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا۔

''اس کام میں سبقت دکھلانے والے راستبازوں میں شمار کئے جائیں گے اور ابد تک خدا کی ان پر رحمتیں ہونگی۔''

اللہ تعالیٰ ہم سب کو مامور زمانہ کی آواز پر لبیک کہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خواہش کو پورا کرنے کی جماعت کو توفیق بخشے۔ حضور فرماتے ہیں۔

''میری یہ خواہش ہے اور میں یہ تحریک کرنا چاہتا ہوں کہ اس آسمانی نظام میں اپنی زندگیوں کو پاک کرنے کے لئے۔ اپنی نسلوں کی زندگیوں کو پاک کرنے کے لئے شامل ہوں۔ آگے آئیں اور اس ایک سال میں کم از کم 15000 نئی وصایا ہو جائیں۔''

اللہ کرے ایسا ہی ہو۔

والسلام
خاکسار

6/7/05

نظامِ وصیت ایک خوشخبری

پیارے آقا کی خواہش

◈ میری یہ خواہش ہے کہ 2008ء میں دنیا کے ہر ملک میں ... کم از کم پچاس فیصد ایسے ہوں جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے اس عظیم الشان نظام میں شامل ہو چکے ہوں

◈ یہ حقیقت میں بہشتی لوگ ہوں گے

◈ یہ وہ نظام ہے جو اس زمانے میں خدا تعالیٰ کا قرب پانے کی یقین دہانی کرانے والا نظام ہے

◈ آگے آئیں اور اس ایک سال میں کم از کم پندرہ ہزار نئی وصایا ہو جائیں

◈ **خدام الاحمدیہ، انصار اللہ صف دوم اور لجنہ اماء اللہ**

کو اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا چاہیے

◈ ''مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ زمانہ قریب ہے کہ ایک منافق جس نے دنیا سے محبت کر کے اِس حکم کو ٹال دیا ہے وہ عذاب کے وقت آہ مار کر کہے گا کہ کاش مَیں تمام جائیداد خدا کی راہ میں دیتا اور اس عذاب سے بچ جاتا ....'' (الوصیت)

اقتباسات از اختتامی خطاب حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ یکم اگست 2004ء جلسہ سالانہ (ٹلفورڈ برطانیہ) یوکے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے حضرت مسیح موعودؑ کے اقتباسات ازرسالہ الوصیۃ کی روشنی میں فرمایا

''آپ نے ہمیں وصیت کا نظام جاری کرتے ہوئے یہ خوشخبری بھی دی ہے کہ یہ نظام خدا تعالیٰ کا قرب پانے کا ایک ذریعہ ہے اور اس لئے اگر تم چاہتے ہو کہ تمہیں خدا تعالیٰ سے خاص انعام ملے تو اس نظام میں شامل ہو جاؤ اور اس دروازے میں داخل ہو جاؤ۔ ایک جگہ آپ فرماتے ہیں کہ

''دنیا کے کام کسی نے نہ تو کبھی پورے کئے ہیں اور نہ ہی کرے گا۔ دنیا دار لوگ نہیں سمجھتے کہ ہم کیوں دنیا میں آئے اور کیوں جائیں گے۔ کون سمجھاوے جب کہ خدائے تعالیٰ نے نہ سمجھایا ہو۔ دنیا کے کام کرنا گناہ نہیں مگر مومن وہ ہے جو درحقیقت دین کو مقدم سمجھے اور جس طرح اس ناچیز اور پلید دنیا کی کامیابیوں کے لئے دن رات سوچتا ہے یہاں تک کہ پلنگ پر لیٹے بھی فکر کرتا ہے اور اس کی ناکامی پر سخت رنج اُٹھاتا ہے ایسا ہی دین کی غمخواری میں بھی مشغول رہے۔ دنیا سے دل لگانا بڑا دھوکہ ہے۔ موت کا ذرا اعتبار نہیں۔'' (مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر چہارم مکتوب نمبر 9 صفحہ 72،73)

''بعض لوگوں کی صرف دنیا کمانے اور نفس کی خواہشات کی طرف توجہ رہتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے احکامات کی بجا آوری اور دینی معاملات کی کوئی فکر نہیں ہوتی۔ آپ یہ فرما رہے ہیں کہ انسان یہ بھول جاتا ہے کہ موت کا بھی ایک وقت مقرر ہے۔ اس لئے انجام بالخیر ہونے اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی طرف کوئی توجہ نہیں رہتی۔''

ایک جگہ آپ نے فرمایا: ''اور چاہئے کہ تم بھی ہمدردی اور اپنے نفسوں کے پاک کرنے سے روح القدس سے حصہ لو کہ بجز روح القدس کے حقیقی تقویٰ حاصل نہیں ہو سکتی۔ اور نفسانی جذبات کو بکلّی چھوڑ کر خدا کی رضا کے لئے وہ راہ اختیار کرو جو اُس سے زیادہ کوئی راہ تنگ نہ ہو۔ دنیا کی لذتوں پر فریفتہ مت ہو کہ وہ خدا سے جدا کرتی ہیں۔ اور خدا کے لئے تلخی کی زندگی اختیار کرو۔ وہ درد جس سے خدا راضی ہو اُس لذت سے بہتر ہے جس سے خدا ناراض ہو جائے۔ اور وہ شکست جس سے خدا راضی ہو اُس فتح سے بہتر ہے جو موجب غضب الٰہی ہو۔ اُس محبت کو چھوڑ دو جو خدا کے غضب کے قریب کرے۔ اگر تم صاف دل ہو کر اُس کی طرف آجاؤ تو ہر اک راہ میں وہ تمہاری مدد کرے گا اور کوئی دشمن تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ خدا کی رضا کو تم کسی طرح پا ہی نہیں سکتے جب تک تم اپنی رضا چھوڑ کر، اپنی لذات چھوڑ کر، اپنی عزت چھوڑ کر، اپنا مال چھوڑ کر، اپنی جان چھوڑ کر اس کی راہ میں وہ تلخی نہ اُٹھاؤ جو موت کا نظارہ تمہارے سامنے پیش کرتی ہے۔ لیکن اگر تم تلخی اُٹھالو گے تو ایک پیارے بچے کی طرح خدا کی گود میں آجاؤ گے اور تم اُن راستبازوں کے وارث کئے جاؤ گے جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں۔ اور ہر ایک نعمت کے دروازے تم پر کھولے جائیں گے۔ لیکن تھوڑے ہیں جو ایسے ہیں۔ خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ تقویٰ ایک ایسا درخت ہے جس کو دل میں لگانا چاہئے۔ وہی پانی جس سے تقویٰ پرورش پاتی ہے تمام باغ کو سیراب کر دیتا ہے۔ تقویٰ ایک ایسی جڑ ہے اگر وہ نہیں تو سب کچھ ہیچ ہے اور اگر وہ باقی رہے تو سب کچھ

باقی ہے۔انسان کو اس فضولی سے کیا فائدہ جو زبان سے خدا طلبی کا دعویٰ کرتا ہے لیکن قدمِ صدق نہیں رکھتا۔دیکھو میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ آدمی ہلاک شدہ ہے جو دین کے ساتھ کچھ دنیا کی ملونی رکھتا ہے۔اور اُس نفس سے جہنم بہت قریب ہے جس کے تمام ارادے خدا کے لئے نہیں ہیں بلکہ کچھ خدا کے لئے اور کچھ دنیا کے لئے۔پس اگر تم دنیا کی ایک ذرّہ بھی ملونی اپنے اغراض میں رکھتے ہو تو تمہاری تمام عبادتیں عبث ہیں۔اس صورت میں تم خدا کی پیروی نہیں کرتے بلکہ شیطان کی پیروی کرتے ہو۔تم ہرگز توقع نہ کرو کہ ایسی حالت میں خدا تمہاری مدد کرے گا۔بلکہ تم اس حالت میں زمین کے کیڑے ہو اور تھوڑے ہی دنوں تک تم اس طرح ہلاک ہو جاؤ گے جس طرح کہ کیڑے ہلاک ہوتے ہیں۔اور تم میں خدا نہیں ہوگا بلکہ تمہیں ہلاک کر کے خدا خوش ہوگا۔لیکن اگر تم اپنے نفس سے درحقیقت مر جاؤ گے تب تم خدا میں ظاہر ہو جاؤ گے اور خدا تمہارے ساتھ ہوگا۔اور وہ گھر بابرکت ہوگا جس میں تم رہتے ہوگے۔اور اُن دیواروں پر خدا کی رحمت نازل ہوگی جو تمہارے گھر کی دیواریں ہیں۔اور وہ شہر بابرکت ہوگا جہاں ایسا آدمی رہتا ہوگا۔اگر تمہاری زندگی اور تمہاری موت اور تمہاری ہر ایک حرکت اور تمہاری نرمی اور گرمی محض خدا کے لئے ہو جائے گی اور ہر ایک تلخی اور مصیبت کے وقت تم خدا کا امتحان نہیں کرو گے اور تعلق کو نہیں توڑو گے بلکہ قدم آگے بڑھاؤ گے تو میں سچ سچ کہتا ہوں کہ تم خدا کی ایک خاص قوم ہو جاؤ گے۔تم بھی ایک انسان ہو جیسا کہ میں انسان ہوں اور وہی میرا خدا تمہارا خدا ہے۔پس اپنی پاک قوتوں کو ضائع مت کرو۔اگر تم پورے طور پر خدا کی طرف جھکو گے تو دیکھو میں خدا کی منشاء کے موافق تمہیں کہتا ہوں کہ تم خدا کی ایک قوم برگزیدہ ہو جاؤ گے۔خدا کی عظمت اپنے دلوں میں بٹھاؤ اور اُس کی توحید کا اقرار نہ صرف زبان سے بلکہ عملی طور پر کرو تا خدا بھی عملی طور پر اپنا لطف و احسان تم پر ظاہر کرے۔کینہ وری سے پرہیز کرو۔اور بنی نوع سے سچی ہمدردی کے ساتھ پیش آؤ۔ہر ایک راہ نیکی کی اختیار کرو نہ معلوم کس راہ سے تم قبول کیے جاؤ''۔

(الوصیت۔روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 307-308)

تو یہ وصیت کا جب نظام جاری فرمایا تو اُس وقت کا آپ کا یہ ارشاد ہے۔ایک حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ''دنیا کی آخرت کے مقابلہ میں اتنی حیثیت ہے جتنی کہ تم میں سے کوئی اپنی انگلی سمندر میں ڈبوئے اور پھر وہ اُسے نکال کر دیکھے کہ اُس پر کتنا پانی لگا ہوا ہے''(ترمذی کتاب الزھد۔باب ماجاء فی ھوان الدنیا علی اللہ)

تو جب دنیا کی اتنی بھی حیثیت نہیں ہے تو ہمیں کس قدر اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔جس چیز کے ہم پیچھے پڑے ہوئے ہیں اُس کی تو کوئی حیثیت نہیں اور جو اصل مقصود ہونا چاہئے اُس کی طرف توجہ ہی نہیں۔یہ اللہ تعالیٰ کی رضا ہی ہے جو انجام بخیر کی طرف لے جاتی ہے۔

پھر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام الوصیت میں فرماتے ہیں:۔''خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ میں اپنی جماعت کو اطلاع دوں کہ جو لوگ ایمان لائے ،ایسا ایمان جو اس کے ساتھ دنیا کی ملونی نہیں اور وہ ایمان نفاق یا

بزدلی سے آلودہ نہیں اور وہ ایمان اطاعت کے کسی درجہ سے محروم نہیں ایسے لوگ خدا کے پسندیدہ لوگ ہیں۔ اور خدا فرماتا ہے کہ وہی ہیں جن کا قدم ،صدق کا قدم ہے۔'' (الوصیت روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 309)

پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس فرمان کے مطابق ،آپ کے ارشادات کو سن کر، آپ کی خواہشات کو دیکھ کر جو شخص اپنے اندر تبدیلی پیدا نہیں کرتا آپ فرماتے ہیں کہ اس میں نفاق پایا جاتا ہے کہ کہتا کچھ ہے اور کرتا کچھ ہے۔ اور اگر کامل اطاعت گزار اور تمام باتوں کو دل سے تسلیم کرنے والا ہے تو وہ حقیقت میں اللہ تعالیٰ کی طرف صدق سے قدم اُٹھانے والا ہے اور اس کی رضا کے لئے اپنا سب کچھ قربان کرنے والا ہے۔

پھر اسی رسالہ میں آپ نے خدا کے ایسے پسندیدہ اور کامل الایمان لوگوں کے بارے میں خدا تعالیٰ سے اطلاع پاکر بتایا کہ یہ حقیقت میں بہشتی لوگ ہوں گے۔ جب وصیت کا نظام شروع کیا اُس وقت 1905ء میں آپ نے یہ رسالہ لکھا تھا اور اس کو لکھنے کی وجہ یہ فرمائی تھی کہ خدا تعالیٰ نے مجھے بتایا ہے کہ میرا وقت قریب ہے اور اب ایک تو نظام خلافت کا سلسلہ شروع ہوگا اور جو میرے بعد میرے کاموں کی تکمیل کرے گا۔ اور دوسرا اس سلسلہ کو چلانے کے لئے ایسے مخلصین جماعت میں پیدا ہوتے رہیں گے جن کا پہلے ذکر آچکا ہے جو روحانیت کے بھی اعلیٰ معیار تک پہنچنے والے ہوں گے اور مالی قربانیوں کو بھی اعلیٰ معیار تک پہنچانے والے ہوں گے۔ اور ایسے مخلصین جو ہوں گے اُن کی انفرادیت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اُنہیں بہشتی قرار دیا ہے اور اس وجہ سے اُن کا ایک علیحدہ قبرستان بھی ہوگا جہاں اُن کی تدفین ہوگی۔ اس لئے بہشتی مقبرہ کا قیام عمل میں آیا تھا۔

پس یہ وہ نظام ہے جو اس زمانے میں خدا تعالیٰ کا قرب پانے کی یقین دہانی کرانے والا نظام ہے۔ یہ وہ نظام ہے جو دین کی خاطر قربانیاں دینے والی جماعت کا نظام ہے۔ اور یہ وہ جماعت ہے جو دنیا میں دکھی انسانیت کی خدمت کرتی ہے۔ پس ہر احمدی ان باتوں کے سننے کے بعد غور کرے اور دیکھے کہ کس قدر فکر سے اور کوشش سے اس نظام میں شامل ہونا چاہئے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہماری نیکی کے معیار وہاں تک نہیں پہنچے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس معیار کی شرائط کو پورا کرسکیں۔ تو وہ سن لیں کہ یہ نظام ایک ایسا انقلابی نظام ہے کہ اگر نیک نیتی سے اس میں شامل ہوا جائے اور شامل ہونے کے بعد جیسا کہ آپ نے فرمایا اپنے اندر بہتری کی کوشش بھی کی جائے تو اس نظام کی برکت سے روحانی تبدیلی جو کئی سالوں کی مسافت ہے وہ دنوں میں اور دنوں کی گھنٹوں میں طے ہو جائے گی۔ پس اپنی اصلاح کی خاطر بھی اس نظام میں احمدیوں کو شامل ہونا چاہئے اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی اس نظام میں شامل ہونے والوں کے لئے جو دعائیں ہیں اُن سے حصہ لینا چاہئے۔

اس نظام کو قائم کئے 2005ء میں انشاء اللہ تعالیٰ ایک سو سال ہو جائیں گے۔ جیسا کہ میں نے پہلے بتایا کہ

1905ء میں آپ نے اسے جاری فرمایا تھا لیکن جیسا کہ متعدد جگہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اس نظام وصیت میں شامل ہونے والوں کو خوشخبریاں دے چکے ہیں۔ آپ نے جماعت پر حسن ظن فرمایا ہے کہ ایسے مومنین ملتے رہیں گے اور ضرور ملتے رہیں گے جو اس طرح اللہ تعالیٰ کی خاطر اپنی مالی قربانیاں پیش کرنے والے ہوں گے اور روحانیت میں بھی ترقی کرنے والے ہوں گے۔ لیکن جس رفتار سے جماعت کے افراد کو اس نظام میں شامل ہونا چاہئے تھا، نہیں ہو رہے۔ جس سے مجھے فکر بھی پیدا ہوئی ہے اور میں نے سوچا ہے کہ آپ کے سامنے اعداد و شمار بھی رکھوں تو آپ بھی پریشان ہو جائیں گے۔ وہ اعداد و شمار یہ ہیں کہ آج ننانوے سال پورے ہونے کے بعد بھی تقریباً 1905ء سے لیکر آج تک صرف اڑتیس ہزار کے قریب احمدیوں نے وصیت کی ہے۔ اگلے سال انشاء اللہ تعالیٰ وصیت کے نظام کو قائم ہوئے سَو سال ہو جائیں گے۔ میری یہ خواہش ہے اور میں یہ تحریک کرنا چاہتا ہوں کہ اس آسمانی نظام میں اپنی زندگیوں کو پاک کرنے کے لئے اپنی نسلوں کی زندگیوں کو پاک کرنے کے لئے شامل ہوں۔ آگے آئیں اور اس ایک سال میں کم از کم پندرہ ہزار نئی وصایا ہو جائیں تا کہ کم از کم پچاس ہزار وصایا تو ایسی ہوں کہ جو ہم کہہ سکیں کہ سو سال میں ہوئیں۔ تو ایسے مومن نکلیں کہ کہا جا سکے کہ انہوں نے خدا کے مسیح کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے قربانیوں کے اعلیٰ معیار قائم کئے۔

......میری یہ خواہش ہے کہ 2008ء میں جو خلافت کو قائم ہوئے انشاء اللہ تعالیٰ سَو سال ہو جائیں گے تو دنیا کے ہر ملک میں، ہر جماعت میں جو کمانے والے افراد ہیں، جو چندہ دہندہ ہیں اُن میں سے کم از کم پچاس فیصد تو ایسے ہوں جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے اس عظیم الشان نظام میں شامل ہو چکے ہوں۔ اور روحانیت کو بڑھانے کے اور قربانیوں کے یہ اعلیٰ معیار قائم کرنے والے بن چکے ہوں۔ اور یہ بھی جماعت کی طرف سے اللہ تعالیٰ کے حضور ایک حقیر سا نذرانہ ہوگا جو جماعت خلافت کے سَو سال پورے ہونے پر شکرانے کے طور پر اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کر رہی ہوگی۔ اور اس میں جیسا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے ایسے لوگ شامل ہونے چاہئیں جو انجام بالخیر کی فکر کرنے والے اور عبادات بجالانے والے ہیں۔ جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے اس لئے خدام الاحمدیہ، انصاراللہ صف دوم جو ہے اور لجنہ اماء اللہ کو اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا چاہئے۔ کیونکہ ستر پچھتر سال کی عمر میں پہنچ کر جب قبر میں پاؤں لٹکائے ہوئے ہوں تو اُس وقت وصیت تو بچا کھچا ہی ہے جو پیش کیا جاتا ہے۔ امید ہے کہ احمدی نوجوان بھی اور خواتین بھی اس میں بھرپور کوشش کریں گے اور اس کے ساتھ ساتھ عورتوں کو خاص طور پر مَیں کہہ رہا ہوں کہ اپنے ساتھ اپنے خاوندوں اور بچوں کو بھی اس عظیم انقلابی نظام میں شامل کرنے کی کوشش کریں۔ فرمایا: ''یہ بھی یاد رہے کہ بلاؤں کے دن نزدیک ہیں اور ایک سخت زلزلہ جو زمین کو تہہ و بالا کر دے گا قریب ہے۔ پس وہ جو معائنہ عذاب سے پہلے اپنا تارک الدُّنیا ہونا ثابت کر دیں گے اور نیز یہ بھی ثابت کر دیں گے کہ کس طرح انہوں نے میرے حکم کی تعمیل کی خدا کے نزدیک حقیقی مومن وہی ہیں اور اُس کے دفتر

میں سابقین اوّلین لکھے جائیں گے۔ اور مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ زمانہ قریب ہے کہ ایک منافق جس نے دنیا سے محبت کر کے اِس حکم کو ٹال دیا ہے وہ عذاب کے وقت آہ مار کر کہے گا کہ کاش مَیں تمام جائیداد کیا منقولہ اور کیا غیر منقولہ خدا کی راہ میں دیتا اور اس عذاب سے بچ جاتا۔ یاد رکھو! کہ اس عذاب کے معائنہ کے بعد ایمان بےسُود ہوگا اور صدقہ خیرات محض عبث۔ دیکھو! مَیں بہت قریب عذاب کی تمہیں خبر دیتا ہوں۔ اپنے لئے وہ زاد جلد تر جمع کرو کہ کام آوے۔ میں یہ نہیں چاہتا کہ تم سے کوئی مال لوں اور اپنے قبضہ میں کرلوں۔ بلکہ تم اشاعت دین کے لئے ایک انجمن کے حوالے اپنا مال کرو گے اور بہشتی زندگی پاؤ گے۔ بہتیرے ایسے ہیں کہ وہ دنیا سے محبت کر کے میرے حکم کو ٹال دیں گے مگر بہت جلد دنیا سے جدا کیے جائیں گے۔ تب آخری وقت میں کہیں گے هٰذَا مَاوَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ"

(الوصیت روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 328، 329)

پس غور کریں فکر کریں۔ جو سستیاں، کوتاہیاں ہو چکی ہیں اُن پر استغفار کرتے ہوئے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے جلد از جلد اس نظامِ وصیت میں شامل ہو جائیں۔ اور اپنے آپ کو بھی بچائیں اور اپنی نسلوں کو بھی بچائیں اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں سے بھی حصہ پائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

نصاب مرکزی امتحانات ۲۰۰۵ء

قیادت تعلیم مجلس انصار اللہ پاکستان

نصاب سہ ماہی دوم (اپریل تا جون ۲۰۰۵ء)

۱۔ ترجمہ قرآن کریم پارہ نمبر ۱	نصف آخر
۲۔ کتاب "ایّام الصلح" از حضرت مسیح موعود علیہ السلام	نصف آخر
۳۔ کتاب "سیرت النبیؐ" از حضرت مصلح موعود	نصف آخر

نصاب سہ ماہی سوم (جولائی تا ستمبر ۲۰۰۵ء)

۱۔ ترجمہ قرآن کریم پارہ نمبر ۲	نصف اوّل
۲۔ کتاب "احادیث الاخلاق"	نصف اوّل
۳۔ کتاب "خلافتِ راشدہ" از حضرت مصلح موعود	نصف اوّل

پیغام سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ پاکستان

صاحبزادہ مرزا عبدالصمد احمد صاحب

مکرم ایڈیٹر صاحب ماہنامہ انصاراللہ کی خواہش پر انصار بھائیوں سے درخواست ہے کہ جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ نظام وصیت قائم ہوئے تقریباً 100 سال کا عرصہ ہوگیا ہے اور جنوری 2006ء سے ہم اس کی دوسری صدی میں انشاء اللہ داخل ہونگے۔ اس پہلی صدی کے اختتام پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ ہم سے اس بات کی خواہش فرما رہے ہیں کہ اس سال کے اختتام تک کم از کم پندرہ ہزار 15000 مزید افراد اس بابرکت نظام میں شامل ہوں۔

اب یہ ہم سب کی ذمہ داری ہے کہ سبقت کا نمونہ دیکھاتے ہوئے جیسے سیدنا حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا ہے۔

”اس کام میں سبقت دکھلانے والے راستبازوں میں شمار کئے جائیں گے اور ابد تک خدا کی ان پر رحمتیں ہوں گی۔“

(رسالہ الوصیت صفحہ 30)

خدا تعالیٰ کی رحمتوں کو جذب کرنے والے اور مامور من اللہ کی دعاؤں کا وارث بننے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کی روح القدس کے ساتھ تائید و نصرت فرمائے۔

تبرکات

ضرورت وصیّت

حضرت سید محمد سرور شاہ صاحب:

(حضرت مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب سلسلہ احمدیہ کے معروف بزرگ رفیق حضرت مسیح موعود، چوٹی کے عالم جنہیں حضرت مسیح موعودؑ نے ''غضنفر (شیر)'' کا خطاب دیا، جامعہ احمدیہ قادیان کے پرنسپل، پہلے مفتی سلسلہ احمدیہ اور ایک لمبا عرصہ سیکرٹری مجلس کار پرداز رہے، آپ 1885ء میں پیدا ہوئے اور 1897ء میں بیعت کی، جون 1947ء میں وفات پائی اور بہشتی مقبرہ قادیان میں دفن ہوئے۔

آپ کا یہ خطاب جلسہ سالانہ قادیان 1925ء کے موقعہ کا ہے اس خطاب کا ابتدائی حصہ شامل اشاعت کیا جارہا ہے)

''سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد اپنی تقریر شروع کی اور فرمایا

جنت کیا ہے: ایسا کوئی مومن نہیں جو کہ جنت کو نہ چاہتا ہو مگر اس میں ذرہ بھی شک نہیں کہ انسان جس قدر کسی چیز کی خوبیوں کو جانتا ہے۔ اسی قدر اس کو اس کی ضرورت بھی محسوس ہوتی ہے۔ اور جس قدر اس کو کسی چیز کی ضرورت محسوس ہوتی ہے اسی قدر اس کو چاہتا ہے پس جنت کہ جس کے معنے باغ کے ہیں۔ اگر اس کی حقیقت یہی سمجھی جائے جو کہ دنیا کے باغوں کی ہے تو پھر خواہ اس کو اعلیٰ سے اعلیٰ بھی خیال کیا جائے۔ تو بھی اس کی چاہت ایسی نہیں ہوسکتی کہ اس کی وجہ سے انسان سب کچھ قربان کرے اور پورے اتباع سے شریعت کے بار گراں کو بخوشی اٹھا کر عمر بھر اس پر قائم رہ سکے۔

جنت کن کو ملے گی: میں اس وقت ایک بات کہنا چاہتا ہوں اگرچہ علماء اور صوفیاء کرام اس کے کہنے سے رکتے رہے۔ مگر قرآن کریم نے بار بار اس کی طرف توجہ دلائی ہے اور وہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے..... (فرشتے اور روح اسی کی طرف ایسے دن میں چڑھیں گے۔ کہ جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے) پس جس طرح اس نے اس یوم میں ایک شان اختیار کی ہوئی ہے کہ انسان اس کو نہیں دیکھ سکتا۔ اور وہ غائب رہ کر فرشتوں کے ذریعہ سے کام کرتا ہے اور اس جہان میں فرشتے اس کے مقرب بندے ہیں اسی طرح یوم الآخرۃ میں وہ ایک اور شان اختیار کرے گا۔ بلاشبہ گویا وہ ایک شاہنشاہی دربار ہوگا اور بادشاہی درباروں میں غلام اور ملازمین علیٰ قدر مراتب حاضر ہوتے ہیں اور ظاہر ہے کہ ہر ایک آقا اپنے

انہی غلاموں کو اپنا مقرب بناتا ہے کہ جو اس کی طرز کے ہوں- اور اس کے رنگ میں رنگین ہوں اور مخلوقات میں سے انسان ہی وہ مخلوق ہے جو کہ خداوند تعالیٰ کے سب اسماء کا مظہر ہے- فرشتے سب اسماء کے مظہر ہیں- پس اس جہان میں تو خداوند تعالیٰ نے بھی وراء الوراء ہونے کی شان اختیار فرمائی ہوئی ہے- اور انسان بھی اپنے مادی وجود کی وجہ سے اس کے قرب اور حضور کے قابل نہیں- اس لئے دنیا میں تو ملائکہ کا واسطہ ہے- لیکن اس دنیا میں جو خداوند تعالیٰ کے بھیجے ہوئے قوانین شرع کی پیروی کریں گے- تو اس دوسرے جہان میں ان کو نہایت لطیف وجود ملے گا- اور ان میں خداوند تعالیٰ کے اسماء کا ظہور بھی بہت نمایاں ہو جائے گا اور خداوند تعالیٰ بھی اس شہنشاہی شان میں تجلی فرمائے گا- تب یہ لوگ بلاتشبیہہ اس کے درباری عباد اور غلام ہوں گے اور اس شہنشاہی قرب میں جو ان کی رہائش اور قیام کا مقام ہوگا- لسان الشرع میں اس کا نام جنت ہوگا-

جنت سے کون محروم رہیں گے: مگر جو لوگ کہ دنیا میں قوانین شرع کے پیرو نہیں بنے نہ تو ان کا وجود ہی اس قابل ہوگا- کہ اس عالی مقام میں داخل ہو سکے اور نہ ان میں اسماء الٰہیہ کا اس قدر ظہور ہوگا کہ وہ درباری غلام بنائے جاسکیں- اس لئے وہ اس عالی مقام اور بارگاہ میں داخل نہیں ہو سکیں گے-

عبادت کیا ہے: پس اس جہان میں خداوند تعالیٰ کی عبادت کرنا ایک تعلیم اور مشق اور تیاری ہے اس کی کہ اس شہنشاہی شان کے دن ہم عباد اور درباری غلام بننے کے قابل ہو جائیں- اور اس دربارگاہ اور درباری لوگوں کے مقام اور رہائشی جگہ کا نام جنت ہے پس جب جنت کی یہ حقیقت ذہن میں ہو- تو اس کی قدر و منزلت اور شوق اور طلب بہت بڑھ جاتی ہے- جس کے حصول کے واسطے انسان ہر ایک قربانی کے لئے تیار ہو سکتا ہے اور ہر ایک تکلیف کو برداشت کر سکتا ہے-

پیدائش انسان کی غرض: قرآن مجید میں جو ارشاد ہے ماخلقت الجن و الانس الا لیعبدون عام طور پر اس کا مطلب یہی سمجھا گیا ہے کہ انسان کی پیدائش اس لئے ہوئی کہ دنیا میں خدا کی غلامی بجالائے- یعنی اس کے احکام کی پیروی اور اتباع کرتے رہے اور یہ مطلب گو صحیح ہے- مگر اسی پر اس کو بند کر دینا صحیح نہیں کیونکہ یہ تو ابتدائی مشق اور تیاری ہے- اور اصل غلامی بجالانا تو آخری زندگی میں ہے، جہاں یہ اپنی اس دنیوی مشق اور تیاری کی وجہ سے منتخب ہو کر دوسروں سے علیحدہ کر کے جنت کے احاطہ میں داخل کر کے درباری غلام بنایا جائے گا- پس اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہم نے ان کو اس لئے پیدا کیا تا کہ اس (نشاء آخرۃ میں) میں یہ غلامی بجالائیں-

میں اس وقت اس کے دلائل نہیں بیان کرتا- ہاں اس قدر ضرور کہتا ہوں کہ جو بھی قرآن مجید پر غور کرے گا- وہ قرآن مجید میں اس کا نہایت کثرت کے ساتھ بین ثبوت پائے گا- بلکہ جو اس ام الکتاب پر بھی غور کرے گا کہ جس میں

قرآن مجید کے سب مطالب خاص طریق پر بیان کئے گئے ہیں۔ اور جس کو میں نے ابتداء میں تلاوت کیا ہے۔ تو وہ اس میں بھی اس کا صریح اشارہ پائے گا۔ اس میں ایاک نعبد فرما کر اس عبادت کا ذکر فرمایا ہے جس کو ماخلقت الجن و الانس الا لیعبدون نے خلق انسان کی غایت یا عاقبت بیان فرمایا ہے۔ مگر اس کا یوم الدین (جزا اور سزا کے دن) کے بعد ذکر فرمایا۔ جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اسی نشاء آخرۃ میں غلامی بجالانا مقصود ہے۔

آقا کیسے نوکر کو پسند کرتا ہے: یہ بات سب لوگ جانتے ہیں کہ ایک آقا اسی شخص کو زیادہ پسند کرتا ہے جو ہر رنگ میں اس کا مظہر ہو۔ اگر آقا ڈاکو ہو تو وہ کسی ڈاکو ہی کو پسند کرے گا۔ اور یہ نہیں کرے گا کہ خود تو ڈاکو ہو اور اپنا مقرب بنانے کے لئے وہ کسی نیکو کار شخص کو پسند کرے۔ اگر ایک آقا رحیم، کریم اور شریف الطبع ہو تو وہ کسی ایسے ہی آدمی کو اپنا مقرب بنانے کے لئے پسند کرے گا۔ جس میں اس کی صفات موجود ہوں اور یہ نہیں کرے گا کہ خود تو رحیم، کریم اور شریف الطبع ہو اور اپنے تقرب کے لئے بد باطن شخص کو پسند کرے۔ ایک نیک آدمی کا جانشین ایک بد آدمی نہیں ہو سکتا اور ایک فرشتہ خصلت انسان کا مظہر یا قائمقام ایک شیطان وجود نہیں بن سکتا عالم جاہل کو، نیکوکار بدکار کو، رحمدل سنگدل کو اپنا قائم مقام نہیں بنائے گا۔ اور نہ ہی کبھی اسے اپنا قائمقام ٹھہرائے گا۔ دوسرے لفظوں میں اس کا یہ مطلب ہوا کہ انسان جس کا مقرب بننا چاہے۔ اس کا مظہر بنتے ہوئے اس کی صفات کو اس طرح اختیار کرے۔ کہ ہر حال میں اس کے وجود سے ان کا اظہار ہوتا رہے۔ اور اس کے مزاج کے موافق اپنے مزاج کو بنائے۔ اور ان باتوں کو پیدا کرے۔ جن میں اس کی خوشنودی اور رضاء مضمر ہے۔

انسان صفات خدا کا مظہر ہے: انسان دنیا میں اس لئے بھیجا گیا ہے کہ وہ اپنے رب کی صفات کا پورے طور پر مظہر بن جائے۔ خدا کی بعض بعض صفات کے فرشتے بھی مظہر ہیں۔ لیکن علم آدم الاسماء کلھا کا مصداق انسان ہی ہے۔ پھر بھی مظہریت ان فرشتوں میں فطری طور پر ہے۔ اکتسابی طور پر نہیں پیدا ہوتی۔ لیکن خدا نے ایک ایسی مخلوق بھی دنیا میں پیدا کی ہے جو اکتسابی طور پر ان صفات کثیرہ کی مظہر بن سکتی ہے۔ یہاں تک کہ خدا تو نہیں پر خدا نما ہو سکتی ہے۔ اور وہ مخلوق یہ انسان ہی ہے۔

مظہر الٰہی بننے کی کوشش: مگر باوجود اس کے یہ نہیں ہو سکتا کہ وہ خدا تعالیٰ کی ہر ایک صفات کا تمام تر مظہر بن جائے بلکہ بقدر رفاقت بشر یہ وہ مظہر بن سکتا ہے۔ مثلاً خدا کھاتا پیتا نہیں۔ انسان یہ نہیں کر سکتا کہ کھانا پینا بالکل چھوڑ دے۔ ہاں بقدر طاقت بشریہ وہ ایک حد تک کھانا پینا چھوڑ سکتا ہے۔ چنانچہ دنیا میں بہت کم کھانے والے بھی موجود ہیں۔ اور روزہ کی علل موجبہ میں سے یہ مظہریت بھی ایک علت ہے پھر خدا رب العالمین ہے۔ انسان رب العالمین نہیں بن سکتا۔ لیکن بقدر

طاقت بشریہ وہ بن سکتا ہے۔ چنانچہ ربوبیت کرنے والے انسان بھی موجود ہیں۔ اگرچہ وہ من کل الوجود ربوبیت نہیں کر رہے۔ مگر بقدر طاقت بشریہ ان کی ربوبیت جاری ہے جیسا کہ ماں باپ بچہ کی ربوبیت کرنے والے ہوتے ہیں۔ یہی تمام صفات الٰہیہ کا حال ہے۔ پس مظہر بننے کے لئے ضروری ہے کہ انسان بقدر طاقت بشریہ کوشش کرے۔

مظہریت پیدا کرنے کا ذریعہ: وہ کوشش شریعت کی پوری پوری اتباع ہے۔ یہاں تک کہ اسے مظہریت کا جامہ پہنا دیا جاتا ہے۔ جب انسان شریعت کے حکموں پر عمل کرتا ہے۔ تو بے شک بظاہر وہ احکام کی تعمیل کرتا ہوا نظر آتا ہے۔ لیکن درحقیقت وہ مظہریت اختیار کر رہا ہوتا ہے۔ کیونکہ شریعت کے تمام تر احکام کا تقاضا اگر بغور دیکھا جائے تو حصول مظہریت ہی ہے اور مظہریت کی غرض و غایت یہ ہے کہ انسان خدا کا مقرب بن جائے۔

مظہریت کی غرض و غایت: جیسا کہ میں نے کہا ہے۔ مظہریت کی غرض و غایت تقرب الی اللہ ہے۔ اور یہ مظہریت بغیر مکمل عبودیت کے حاصل نہیں ہو سکتی۔ اور عبودیت پیدا نہیں ہو سکتی۔ جب تک احکام شریعت پر عمل نہ کیا جائے۔ اور احکام شریعت پر عمل کرنا گویا ایک مشق کرنا ہے۔ صفات الٰہیہ کے اپنے اندر پیدا کرنے کے لئے۔ لیکن اس مادی وجود میں جس طرح انسان لطیف تریں دربار کے لائق نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح اس میں ان صفات کا کامل بروز و ظہور بھی نہیں ہو سکتا۔ لیکن جس طرح والدین کی قوانین قدرت کی اتباع اور خلاف ورزی بچے کے جسم پر اس دنیا میں خاص اثر ڈالتی ہے۔ اسی طرح انسان کا قوانین شرع کے مطابق چلنا اس کے دوسرے جہان کے وجود پر یہ اثر ڈالتا ہے کہ اس جہان میں اس کو ایسا وجود ملے گا۔ جو کہ نہایت لطیف اور اس جہان کے سب سکھوں اور آراموں کا موجب اور ان صفات کے کامل ظہور کے لئے قابل ترین اور اس عالی دربار کے لئے ازبس موزوں ہوگا۔ اور قوانین شرع کی بغاوت اور نقض اس کے بالکل خلاف اثر ڈالتا ہے۔ لہٰذا وہ اعلیٰ جسد اور یہ خاص قرب اسی جنت میں جا کر ملے گا۔ اور یہی وجہ ہے کہ علیٰ قدر المعرفت ہر ایک مومن اس کا خواہش مند اور طالب ہے۔ اور جو چیز بھی اہم مطلوب ہو۔ اس کے حصول سے پہلے انسان چاہتا ہے کہ مجھے پہلے سے معلوم ہو جائے کہ یہ ضرور مل جائے گا اور میں اس میں ضرور کامیاب ہوں گا۔ اس لئے جنت جیسے مطلوب کے حصول کے تیقن کو تو بہت چاہتا ہے مگر دنیا میں اس تیقن کا حصول بہت ہی مشکل اور عزیز الوجود امر ہے۔ یہ تو انبیاء کی الہامی کتابوں میں اور خود ان کے کلام میں صاف اور کثرت کے ساتھ ملتا ہے۔ کہ جو اس دین کا سچا پیرو ہوگا وہ جنتی ہے۔ مگر ڈرانے والی تو بات ہی یہ ہے کہ اس کا کیونکر یقین ہو کہ فلاں فی الحقیقت اور عنداللہ سچا پیرو ہو گیا ہے۔ اور پھر اس یقین کے حصول کا ہر ایک اہل بھی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ایمان خوف و رجاء کے درمیان ہے۔ اور عملی زندگی کی بنیاد بھی اسی خوف و رجاء پر ہے اور اس یقین کے بعد خوف و رجاء اور عملی زندگی کا قائم رکھنا اعلیٰ معرفت پر موقوف ہے۔ اس لئے آنحضرت سے پہلے انبیاء نے عموماً لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف طریقوں سے اس کا علم دیا ہے۔

دہ یار جنتی: عشرہ مبشرہ (جن کو لوگ دہ یار بہشتی کہا کرتے ہیں) تو مشہور ہیں جن کو صاف صاف کھلے طور پر جنتی ہونے کی بشارت دی گئی تھی۔ مثلاً حدیث میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن ایک کنوئیں پر گئے اور ایک (......) کو اس کے دروازہ پر کھڑا کر دیا اور آپ وضو کر کے کنوئیں کی منڈیر پر بیٹھ گئے۔ اور دونو لاتیں ننگی کر کے اس کے اندر لٹکا دیں۔ حضرت ابوبکرؓ آئے تو دربان نے ان کو کھڑا کر دیا اور حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ ابوبکر اجازت چاہتے ہیں۔ حضور نے فرمایا ائذنہ و بشرہ بالجنۃ اس کو اجازت دے اور اس کو جنت کی خوشخبری دے دے۔ چنانچہ اس نے آکر ان کو کہا کہ حضور نے اجازت دی ہے اور آپ کو جنت کی بشارت دیتے ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ اندر جا کر دونوں لاتیں کنوئیں میں لٹکا کر حضور کے پاس منڈیر پر بیٹھ گئے۔ ان کے بعد حضرت عمرؓ آئے اور دربان نے ان کے لئے بھی اجازت چاہی۔ تو حضور نے فرمایا کہ ائذنہ و بشرہ بالجنۃ اور اس نے آکر ان کو اجازت اور بشارت سنائی۔ تو آپ بھی اندر آکر اسی طریق پر بیٹھ گئے۔ پھر عثمان آئے تو ان کے لئے بھی حضور نے ائذنہ و بشرہ بالجنۃ فرمایا اور وہ بھی اسی طریق پر منڈیر پر بیٹھ گئے۔

معلوم ہوتا ہے کہ حضورؐ کو یہ نقشہ دکھا کر بتایا گیا تھا کہ یہ جنتی ہیں تو حضورؐ نے عملاً اس کو پورا کر دیا۔

شاہ عبدالعزیز صاحب کا ایک واقعہ: شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں لکھا ہے کہ مجھے ایک دفعہ یہ بتایا کہ آج عصر کی نماز میں جو ستر آدمی تیرے پیچھے نماز پڑھیں وہ جنتی ہیں۔ جب نماز عصر کا وقت آیا اور نماز شروع ہونے سے پہلے میں نے شمار کیا تو پورے ستر آدمی تھے مگر ان میں سے ایک ایسا آدمی بھی تھا جو مخالف تھا۔ بلکہ وہ ہم کو کافر کہتا تھا اس پر میں حیران ہوا کہ یہ کس طرح جنتی ہو گیا۔ میں کچھ تھوڑی دیر ٹھہرا بھی کہ شائد یہ چلا جائے لیکن وہ بیٹھا رہا۔ اتنا یہ خیال آیا کہ خداوند تعالیٰ کا علم بہت باریک ہے۔ جہاں تک ہم نہیں پہنچ سکتے۔ اس میں کوئی حکمت ہوگی۔ تب میں نے نماز پڑھانی شروع کی۔ مگر جب سلام پھرا تو میں نے دیکھا کہ اس کی جگہ گاؤں کا رہنے والا ایک دوست کھڑا تھا جو کہ ہمارے مخلص دوستوں میں سے تھا۔ دریافت کرنے پر اس نے بیان کیا کہ میں ایک ضروری کام کو جا رہا تھا۔ یہاں سے بھاگتا ہوا گذرا تو اندر نظر پڑی کہ جماعت کھڑی تھی۔ میں نے یہ خیال کیا کہ پہلے نماز با جماعت پڑھ لوں اندر آکر دیکھا تو آپ کے پیچھے صف میں ایک آدمی کی جگہ خالی تھی۔ میں اس جگہ کھڑا ہو گیا۔ اسی اثناء میں وہ مخالف آیا اور کہنے لگا کہ نماز شروع کرنے کے بعد مجھے یاد آیا کہ میرا وضو نہیں۔ میں جب وضو کے لئے گیا۔ تو پیشاب کی حاجت محسوس ہوئی۔ میں نے کہا کہ اب پیشاب بھی کر لو۔ میں جب وضو سے فارغ ہوا تو نماز ختم ہو چکی تھی۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض علامتیں بیان فرمائی ہیں جو کہ یقین کی مورث تو نہیں۔ مگر ترجیح اور حسن ظن کی باعث ہو جاتی ہیں۔ مگر ایک تو ان میں سے اکثر بہت کمزور روایات کے ساتھ پہنچی ہیں۔ دوم ان کی نسبت یہ احتمال بھی

ہے کہ حضورؐ کو کسی خاص آدمی کی نسبت یہ علم دیا گیا ہو۔ اور آپ نے اسی کی نسبت بیان کیا ہو۔ لیکن راویوں نے اس کو عام کے رنگ میں بیان کر دیا ہو۔

جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو ہریرہؓ کو حضرت عمر کی نسبت یہ فرمایا تھا کہ اس دیوار کے پرے جو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی گواہی دیتا ہوا تجھے ملے۔ اس کو جنت کی بشارت دے۔ چنانچہ باہر نکل کر ان کو حضرت عمرؓ ملے۔ اور ان کو یہ بشارت دی۔ تو حضرت ابو ہریرہؓ نے اس کو عام سمجھ لیا۔ مگر جو سچے طالب ہوتے ہیں۔ وہ پھر بھی ان کے حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

جناب مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی کا ایک واقعہ: چنانچہ مولانا مولوی محمد قاسم صاحب نانوتویؒ نے جو کہ بڑے عالم اور بڑے باخدا شخص تھے۔ کسی روایت میں پڑھا تھا کہ جمعہ کے دن جس میں چار امور جمع ہوں وہ جنتی ہوتا ہے۔ یعنی نماز جمعہ، نماز جنازہ، عیادت مریض، نکاح پڑھنا، اتفاق سے جب کسی جمعہ کے دن پہلے تین امور جمع ہو گئے۔ اور فقط نکاح پڑھنا باقی رہ گیا۔ تو اس کو پورا کرنے کے لئے انہوں نے اپنی لڑکی کا نکاح اپنے ایک طالب علم سے پڑھ دیا۔ جس کا نام پیر جی عبداللہ تھا۔ جو شہر انبیٹھہ کا رہنے والا تھا۔ پھر وہ علی گڑھ کالج میں ڈین مقرر ہو گیا تھا۔ مگر مولانا مولوی محمد قاسم جیسے شخص کو تو یہ موقع کس قدر دقت سے ایک دفعہ میسر آیا۔ لیکن قادیان (شرفہا اللہ وعظمہا) میں بیسیوں دفعہ یہ موقع مجھے ملا ہے۔ بلکہ بعض دفعہ تو کئی نکاحوں کے خطبے پڑھے اور بہت سی نماز جنازہ پڑھائی ہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ نے جنتیوں کا پتہ دیا:......حدیث صحیح مسلم کی جلد ثانی باب ذکر الدجال میں ہے۔ جو کہ نو اس بن سمعان سے مروی ہے اور جس میں قتل دجال کے ذکر کے بعد یہ عبارت ہے کہ **ثم یاتی عیسیٰ قوماً قد عصمھم اللہ منہ فیمسح عن و جوھھم و یحدثھم بد رجاتھم فی الجنۃ** پھر عیسیٰ بن مریم کے پاس وہ لوگ آئیں گے۔ جن کو خداوند تعالیٰ نے دجال سے بچایا ہو گا تو وہ ان کو تسلی دے گا اور ان کو جنت میں ان کے مدارج بتائے گا۔ یہ حدیث بتاتی ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ اپنی اتباع کرنے والوں کو جو دجال کے فتنوں سے بچے ہوں گے۔ ان کے جنت کے درجے بتائے گا۔

ضرورت وصیت: اب اس کے بعد میں اپنے مضمون کی طرف آتا ہوں۔ اور وصیت کی ضرورت بتاتا ہوں۔ آپ لوگ جانتے ہیں کہ مومن کی اصل غرض یہ ہے کہ وہ قیامت کے دن خدا تعالیٰ کے درباری غلاموں اور مقربوں میں سے بن جائے۔ اور ایسے لوگ وہی ہوں گے جن کو پاس کر کے جنت میں جمع کیا جائے گا۔ دوسرے لوگ اس قابل نہ ہوں گے کہ خدا کے مقرب بنیں کیونکہ جنت ہی ایک ایسی جگہ ہے۔ جہاں خدا کا لقا اور دیدار اور قرب حاصل ہوتا ہے۔

اہم ترین مقصد: پس جنت اس مقصد عظیمہ کے حصول کے لئے ایک مقام معین ہے۔ اس لئے سب سے پہلے اور سب سے اہم ترین مقصد یہ ہوسکتا ہے کہ میں کسی طرح جنت میں چلا جاؤں۔ کیونکہ جب تک میں اس مقام تک نہیں پہنچتا۔ تب تک خدا تعالیٰ کے درباری بننے کا موقعہ بھی نہیں پاسکتا۔ اور اس اہم ترین مقصد کی نسبت میں نے ابھی بیان کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مسیح موعودؑ کی نسبت پہلے سے یہ بتا دیا تھا کہ وہ دجال کے فتنہ واثر سے بچے ہوئے لوگوں کو ان کے جنت کے درجے بتائیں گے۔ پس اب میں آپ لوگوں کو بتاؤں گا کہ کس طرح آپؑ نے لوگوں کے درجے جنت میں بتائے۔ اور پھر میں یہ بھی بتادوں گا کہ آپؑ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے طریق کے بعینہٖ موافق بتائے ہیں۔

قادیان کا بہشتی مقبرہ: ......ویسا ہی حضرت مسیح موعودؑ نے بھی بہشتی مقبرہ قادیان کے متعلق خواب میں دیکھا چنانچہ رسالہ الوصیۃ میں آپ فرماتے ہیں۔

''اور مجھے ایک جگہ دکھلائی گئی کہ یہ تیری قبر کی جگہ ہوگی۔ ایک فرشتہ میں نے دیکھا کہ وہ زمین کو ناپ رہا ہے۔ تب ایک مقام پر اس نے پہنچ کر کہا کہ یہ تیری قبر کی جگہ ہے پھر ایک جگہ مجھے ایک قبر دکھائی گئی کہ وہ چاندی سے زیادہ چمکتی تھی۔ اور اس کی تمام مٹی چاندی کی تھی۔ تب مجھے کہا گیا کہ یہ تیری قبر ہے اور ایک جگہ مجھے دکھلائی گئی اور اس کا نام بہشتی مقبرہ رکھا گیا۔ اور ظاہر کیا گیا، کہ وہ ان برگزیدہ جماعت کے لوگوں کی قبریں ہیں جو بہشتی ہیں''

کشف کو ظاہری طور پر پورا کرنا: بہشتی مقبرہ کے متعلق جو کشف آپؑ نے دیکھا اس کو بیان فرمانے کے بعد اسی رسالہ الوصیۃ میں حضرت مسیح موعودؑ اس صورت کو بھی پیش فرماتے ہیں جس صورت میں حضور علیہ السلام نے اسے ظاہری طور پر پورا کرنے کی کوشش فرمائی۔ چنانچہ مندرجہ بالا عبارت کے ساتھ ہی فرماتے ہیں۔

''تب سے ہمیشہ مجھے یہ فکر رہی کہ جماعت کے لئے ایک قطعہ زمین قبرستان کی غرض سے خریدا جائے۔ لیکن چونکہ موقعہ کی عمدہ زمینیں بہت قیمت سے ملتی تھیں اس لئے یہ غرض مدت دراز تک معرض التواء میں رہی۔ اب اخویم مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم کی وفات کے بعد جبکہ میری وفات کی نسبت بھی متواتر وحی الٰہی ہوئی۔ میں نے مناسب سمجھا کہ قبرستان کا جلدی انتظام کیا جائے۔ اس لئے میں نے اپنی ملکیت کی زمین جو ہمارے باغ کے قریب ہے۔ جس کی قیمت ہزار روپیہ سے کم نہیں۔ اس کام کے لئے تجویز کی۔''

قطعہ زمین کے لئے تین بار دعا: اس قطعہ زمین کو اس قبرستان کے لئے تجویز کر کے جس کا نام کشف میں بہشتی مقبرہ بتایا گیا۔ حضرت مسیح موعودؑ اس کے لئے اسی موقعہ پر ہونے کے متعلق تین بار بڑے الحاح سے دعائیں کرتے ہیں.....

نظارہ کشف کو عملی جامہ: حضرت مسیح موعودؑ نے جو کچھ کشف میں دیکھا......اسی صورت میں ظاہراطور پر بھی کر دیا حضرت مسیح موعودؑ کو اس بہشتی مقبرہ کا نقشہ دکھایا گیا اور حضور نے اس نقشہ کے مطابق اس کو بنایا۔ اب اس نقشہ کی کیفیت ملاحظہ ہو۔ حضور فرماتے ہیں:۔

''چونکہ اس قبرستان کے لئے بڑی بشارتیں مجھے ملی ہیں۔ اور نہ صرف خدا نے یہ فرمایا کہ یہ بہشتی مقبرہ ہے۔ بلکہ یہ بھی فرمایا کہ انزل فیھا کل رحمۃ یعنی ہر ایک قسم کی رحمت اس قبرستان میں اتاری گئی ہے۔ اور کسی قسم کی رحمت نہیں جو اس قبرستان والوں کو اس سے حصہ نہیں اس لئے خدا نے میرا دل اپنی وحی خفی سے اس طرف مائل کیا کہ ایسے قبرستان کے لئے ایسے شرائط لگا دیئے جائیں کہ وہی لوگ اس میں داخل ہو سکیں۔ جو اپنے صدق اور کامل راستبازی کی وجہ سے ان شرائط کے پابند ہوں سو وہ تین شرطیں ہیں اور سب کو بجالانا ہو گا......''

ان شرائط کے بعد بعض ہدایات بیان فرمائی ہیں اور انہی کے ضمن میں حاشیہ پر یہ ارشاد فرمایا ہے۔

''کوئی نادان اس قبرستان اور اس انتظام کو بدعت میں داخل نہ سمجھے۔ کیونکہ یہ انتظام حسب وحی الٰہی ہے۔ اور انسان کا اس میں دخل نہیں اور کوئی یہ خیال نہ کرے کہ صرف اس قبرستان میں داخل ہونے سے کوئی بہشتی کیونکر ہو سکتا ہے۔ کیونکہ یہ مطلب نہیں کہ یہ زمین کسی کو بہشتی کر دے گی بلکہ خدا کے کلام کا یہ مطلب ہے کہ صرف بہشتی ہی اس میں دفن کیا جائے گا۔''

ایک حدیث سے استدلال: ان شرائط کے سننے سے آپ کو یہ تو معلوم ہو گیا ہو گا کہ یہ سب کچھ وحی الٰہی کے ماتحت ہوا ہے۔ اور یہ بھی آپ کو معلوم ہو گیا ہو گا کہ یہ زمین کسی کو بہشتی نہیں بنائے گی بلکہ اس میں دفن ہی وہ ہو گا جو بہشتی ہو گا۔ کیونکہ جیسا کہ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔ اس کی غرض یہ ہے کہ ''خدا تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ ایسے کامل الایمان ایک ہی جگہ دفن ہوں۔ تا آئندہ کی نسلیں ایک ہی جگہ ان کو دیکھ کر اپنا ایمان تازہ کریں۔ اور تا ان کے کارنامے یعنی جو خدا کے لئے انہوں نے دینی کام کئے ہمیشہ کے لئے قوم پر ظاہر ہوں۔'' (رسالہ الوصیت)

اب میں آپ کو بتاتا ہوں کہ یہ مقبرہ بہشتی گو اس وحی الٰہی کے ماتحت بنایا گیا ہے اور اس پیشگوئی کے مطابق بنایا گیا ہے۔ جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تیرہ سو سال پہلے سے کی ہوئی تھی۔ کہ مسیح موعودؑ ان لوگوں کو جنتی ہونے کی بشارت دے گا۔ جو دجال کے فتنہ سے بچ گئے ہوں گے۔ مگر یہ اسی کا عملی نقشہ ہے جو کہ سرور کائنات نے فرمایا تھا اور اس میں جنتی قرار دینے کا وہی طریق رکھا گیا ہے جو کہ خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بتایا ہوا ہے چنانچہ صحیح مسلم جلد اوّل باب فیمن یثنی علیہ خیرا او شر من الموتیٰ میں یہ حدیث ہے۔

اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بتایا گیا ہے کہ ایک جنازہ آپ کے پاس سے گذرا۔ (......) نے اس

کی تعریف کی۔ تو آپؐ نے فرمایا۔ وجبت وجبت وجبت۔ واجب ہوگئی۔ واجب ہوگئی۔ واجب ہوگئی۔ تین دفعہ دہرایا۔ پھر ایک جنازہ گذرا اور (......) نے اس کی مذمت کی۔ تو حضور نے اس پر بھی فرمایا۔ وجبت وجبت وجبت۔ تب حضرت عمرؓ نے عرض کی۔ جس کا مقصد یہ تھا کہ جس کی تعریف کی گئی۔ اس کے لئے کیا واجب ہوا اور جس کی مذمت کی گئی۔ اس کے لئے کیا واجب ہوا۔ اس پر حضورؐ نے بتایا کہ جس کی تم نے بھلائی بیان کی۔ یعنی اس کے لئے اچھا اور متقی ہونے کی گواہی دی اس کے لئے جنت واجب اور لازم ہوگئی۔ اور جس کی تم نے برائی بیان کی۔ یعنی اس کے بُرا اور غیر متقی ہونے کی گواہی دی۔ اس کے لئے جہنم واجب اور لازم ہوگئی۔ اور پھر اس کی وجہ بیان فرما کر اس کو قاعدہ کلیہ کی صورت میں ظاہر کیا۔ اور فرمایا (اس لئے کہ) تم زمین میں اللہ تعالیٰ کے گواہ ہو۔ اور پھر اس کی حقانیت کے تیقن کے اظہار اور تذبذب کے ذب کے لئے تین دفعہ فرمایا کہ تم زمین میں اللہ تعالیٰ کے گواہ ہو۔

مسیح موعودؑ کی مقرر کردہ انجمن کی حیثیت: اسی حدیث کے مطابق حضرت مسیح موعودؑ نے بھی ایک انجمن قائم کی اور اس انجمن کی شہادت رکھی۔ یہ انجمن تحقیق کرتی ہے کہ مرنے والا متقی ہے یا نہ۔ اور جب یہ شہادت دیتی ہے کہ یہ متقی ہے تو پھر اسے بہشتی مقبرہ میں دفن کیا جاتا ہے۔ اور اگر ان شرائط پر بھی غور کیا جائے جو حضرت مسیح موعودؑ نے مقرر فرمائی ہیں تو یہ بات اور بھی کھلے کھلے طور پر ثابت ہو جاتی ہے۔ کیونکہ یہ شرائط رکھی اس لئے گئی ہیں۔ چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ خود فرماتے ہیں:۔

''خدا نے میرا دل اپنی وحی خفی سے اس طرف مائل کیا کہ ایسے قبرستان کے لئے ایسے شرائط لگا دیئے جائیں کہ وہی لوگ اس میں داخل ہوسکیں۔ جو اپنے صدق اور کامل راست بازی کی وجہ سے ان شرائط کے پابند ہوں۔''

پھر ضمیمہ الوصیت میں فرماتے ہیں:

''ہم خود محسوس کرتے ہیں کہ جو لوگ اس الٰہی انتظام پر اطلاع پا کر بلا توقف اس فکر میں پڑے ہیں کہ دسواں حصہ کل جائیداد کا خدا کی راہ میں دیں۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ اپنا جوش دکھلاتے ہیں۔ وہ اپنی ایمانداری پر مہر لگا دیتے ہیں۔ ......اس وقت کے امتحان سے بھی اعلیٰ درجہ کے مخلص جنہوں نے درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم کیا ہے۔ دوسرے لوگوں سے ممتاز ہو جائیں گے۔ اور ثابت ہو جائے گا کہ بیعت کا اقرار انہوں نے سچا کر کے دکھلا دیا ہے۔ اور اپنا صدق ظاہر کر دیا ہے۔''

پس پہلے تو اس شرط کا پورا کرنا ہی اس کے اتقاء کی کافی دلیل اور شہادت تھا۔ مگر سیدنا حضرت مسیح موعود نے اسی پر اکتفا نہیں کی۔ بلکہ ضمیمہ کے صفحہ۷ پر فرماتے ہیں: ''یاد رہے کہ صرف یہ کافی نہ ہوگا کہ جائیداد منقولہ اور غیر منقولہ کا دسواں حصہ دیا جائے بلکہ ضروری ہوگا کہ ایسا وصیت کرنے والا جہاں تک اس کے لئے ممکن ہے۔ پابند احکام (دین حق) اور تقویٰ

اور طہارت کے امور میں کوشش کرنے والا ہو۔ اور..... خدا کو ایک جاننے والا اور اس کے رسول پر ایمان لانے والا ہو اور نیز حقوق عباد غصب کرنے والا نہ ہو۔"

پھر ان شرائط کی جانچ پڑتال اور نگرانی کسی شخص واحد کے سپرد نہیں کی۔ بلکہ ایک انجمن کے سپرد کی ہے۔ جس کا نام انجمن کارپرداز مصالح قبرستان ہے۔ پھر انجمن بھی کوئی معمولی انجمن نہیں۔ بلکہ وہ ہے جس کی نسبت خود خدا کے برگزیدہ مسیح موعودؑ نے لکھا ہے "چونکہ انجمن خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی جانشین ہے۔ اس لئے اس انجمن کو دنیاداری کے رنگوں سے بکلی پاک رہنا ہوگا۔ اور اس کے تمام معاملات نہایت صاف انصاف پر مبنی ہونے چاہئیں۔"

پھر فرمایا: "انجمن میں کم سے کم ہمیشہ دو ممبر ایسے چاہئے۔ جو علم قرآن اور حدیث سے بخوبی واقف ہوں۔ اور تحصیل علم عربی رکھتے ہوں۔ اور سلسلہ احمدیہ کی کتابوں کو یاد رکھتے ہوں۔"

پس انتم شھداء اللہ فی الارض (الحدیث) کے مطابق جب انجمن جو خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی جانشین ہے۔ اس موصی کے نیک، متقی، راست باز ہونے کی شہادت مکمل کر کے اس کی وصیت کو منظور کرتی ہے۔ تو ان شھداء اللہ کی شہادت پر خداوند تعالیٰ کی طرف سے وجبت لہ الجنۃ کا حکم ثبت ہو جاتا ہے......."

(بحوالہ روزنامہ الفضل 20 اپریل 1926ء صفحہ 9-5)

قبرستان اور کتبے......... راستبازوں کے نمونے

حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں:

"اس غرض سے یہ سلسلہ اللہ تعالیٰ نے قائم کیا ہے وہ چاہتا ہے کہ... [فرمانبردار] اپنا نمونہ دکھاویں۔ یہی وجہ ہے جو میں نے پسند کیا ہے کہ ایسے لوگ جو اشاعتِ [دین حق] کا جوش دل میں رکھتے ہیں اور جو اپنے صدق و اخلاص کا نمونہ دکھا کر فوت ہوں اور اس مقبرہ میں دفن ہوں ان کی قبروں پر ایک کتبہ لگایا جاوے جس میں اس کے مختصر سوانح ہوں اور اس اخلاص و وفا کا بھی کچھ ذکر ہو جو اس نے اپنی زندگی میں دکھایا تا جو لوگ اس قبرستان میں آویں اور ان کتبوں کو پڑھیں ان پر ایک اثر ہو اور مخالف قوموں پر بھی ایسے صادقوں اور راستبازوں کے نمونے دیکھ کر ایک خاص اثر پیدا ہو۔"

[الحکم جلد 10 نمبر 4 ص 2-3، 31/ جنوری 1906ء بحوالہ ملفوظات جلد 4 ص 617]

اس ذریعہ سے جنت کو ہمارے قریب کردیا ہے

ارشادات سیّدنا حضرت خلیفة المسیح الثانی

(1) ’’تیسرے وصیت کا مسئلہ ہے۔ یہ خدا نے ہمارے لئے ایک نہایت ہی اہم چیز رکھی ہے اور اس ذریعہ سے جنت کو ہمارے قریب کر دیا ہے۔ پس وہ لوگ جن کے دل میں ایمان اور اخلاص تو ہے مگر وصیّت کے بارہ میں سُستی دکھلاتے ہیں۔ میں انہیں توجہ دلاتا ہوں کہ وہ وصیت کی طرف جلدی بڑھیں۔ انہی سستیوں کی وجہ سے دیکھا جاتا ہے کہ بعض بڑے بڑے مخلص فوت ہو جاتے ہیں ان کو آجکل کرتے کرتے موت آجاتی ہے پھر دل کُڑھتا ہے اور حسرت پیدا ہوتی ہے کہ کاش یہ بھی مخلصین کے ساتھ دفن کئے جاتے مگر دفن نہیں کئے جاسکتے۔ سب کے دل اُن کی موت پر محسوس کر رہے ہوتے ہیں کہ وہ مخلص تھے اور اس قابل تھے کہ دوسرے مخلصین کے ساتھ دفن کئے جاتے مگر ان کی ذراسی غفلت اور ذراسی سستی اس میں حائل ہو جاتی ہے۔ پھر بیسیوں ہماری جماعت میں ایسے لوگ موجود ہیں جو دسویں حصہ سے زیادہ چندہ دیتے ہیں مگر وہ وصیت نہیں کرتے۔ ایسے دوستوں کو بھی چاہیے کہ وصیت کر دیں۔ بلکہ ایسے دوستوں کیلئے تو کوئی مشکل ہے ہی نہیں۔ پھر کئی ایسے ہیں جو پانچ پیسے یا چھ پیسے فی روپیہ چندہ دے رہے ہوتے ہیں اور صرف دمڑی یا دھیلا انہیں وصیت سے محروم کر رہا ہوتا ہے۔ غرض تھوڑے تھوڑے پیسوں کے فرق کی وجہ سے ہماری جماعت کے ہزاروں ہزار آدمی وصیت سے محروم ہیں اور جنت کے قریب ہوتے ہوئے اس میں داخل نہیں ہوتے۔

’’پھر بعض لوگ مرض الموت میں وصیت کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ وصیت منظور نہیں ہوتی۔ رسول کریم ﷺ نے اُسے ناپسند فرمایا ہے۔ وصیت وہی ہے جو حیات اور زندگی میں کی جائے اور غیر مشتبہ ہو۔ پس دوستوں کو چاہیے کہ جو وصیت کے برابر چندہ دیتے ہیں اور ایسے سینکڑوں آدمی ہیں وہ حساب لگا کر وصیت کر دیں بعض اگر غور کریں گے تو انہیں معلوم ہوگا کہ صرف ایک پیسہ زیادہ چندہ دینے سے اُن کیلئے جنت کا وعدہ ہو جاتا ہے۔ پس جس قدر ہو سکے دوستوں کو چاہیے کہ وہ وصیت کریں۔ اور میں یقین رکھتا ہوں کہ وصیت کرنے سے ایمانی ترقی ضرور ہوتی ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ اس زمین میں متقی کو دفن کرے گا تو یہ محض وصیت کرتا ہے اُسے متقی بنا بھی دیتا ہے۔‘‘ (الفضل یکم ستمبر 1932 ص 10-9)

وصیت جلدی کرو.........

(2) ’’غرض جیسا کہ میں نے بتایا ہے وصیت حاوی ہے اس تمام نظام پر جو [دین حق] نے قائم کیا ہے بعض لوگ غلطی سے یہ خیال کرتے ہیں کہ وصیت کا مال صرف لفظی اشاعت [دین حق] کیلئے ہے مگر یہ بات درست نہیں۔ وصیت

لفظی اشاعت اور عملی اشاعت دونوں کیلئے ہے۔ جس طرح اس میں [دعوت الی اللہ] شامل ہے اُسی طرح اس میں اُس نئے نظام کی تکمیل بھی شامل ہے جس کے ماتحت ہر فردِ بشر کی باعزت روٹی کا سامان مہیا کیا جائے گا۔ جب وصیت کا نظام مکمل ہوگا تو صرف [دعوت الی اللہ] ہی اس سے نہ ہوگی بلکہ [دینِ حق] کے منشاء کے ماتحت ہر فردِ بشر کی ضرورت کو اس سے پورا کیا جائے گا اور دُکھ اور تنگی کو دنیا سے انشاء اللہ مٹا دیا جائے گا۔ یتیم بھیک نہ مانگے گا۔ بیوہ لوگوں کے آگے ہاتھ نہ پھیلائے گی۔ بے سامان پریشان نہ پھرے گا۔ کیونکہ وصیت بچوں کی ماں ہوگی جوانوں کا باپ ہوگی۔ عورتوں کا سہاگ ہوگی اور جبر کے بغیر محبت اور دلی خوشی کے ساتھ بھائی بھائی کی اس کے ذریعہ سے مدد کرے گا اور اس کا دینا بے بدلہ نہ ہوگا بلکہ ہر دینے والا خدا تعالیٰ سے بہتر بدلہ پائے گا۔ نہ امیر گھاٹے میں رہے گا نہ غریب۔ نہ قوم قوم سے لڑے گی بلکہ اس کا احسان سب دنیا پر وسیع ہوگا۔

''پس اے دوستو! دنیا کا نیا نظام نہ مسٹر چرچل بنا سکتے ہیں نہ مسٹر روز ویلٹ بنا سکتے ہیں۔ یہ اٹلانٹک چارٹر کے دعوے سب ڈھکوسلے ہیں اور اس میں کئی نقائص کئی عیوب اور کئی خامیاں ہیں۔ نئے نظام وہی لاتے ہیں جو خدا تعالیٰ کی طرف سے مبعوث کئے جاتے ہیں۔ جن کے دلوں میں نہ امیر کی دشمنی ہوتی ہے نہ غریب کی بے جا محبت ہوتی ہے جو نہ مشرقی ہوتے ہیں نہ مغربی۔ وہ خدا تعالیٰ کے پیغامبر ہوتے ہیں اور وہی تعلیم پیش کرتے ہیں جو امن قائم کرنے کا حقیقی ذریعہ ہوتی ہے۔ پس آج وہی تعلیم امن قائم کرے گی جو حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعہ آئی ہے اور جس کی بنیاد الوصیت کے ذریعہ 1905 میں رکھ دی گئی ہے۔ پس تمام دوستوں کو اس کی اہمیت سمجھنی چاہیے اور ان دلائل کو اچھی طرح یاد رکھ لینا چاہئیے جو میں نے پیش کئے ہیں۔ کیونکہ قریباً ہر جگہ ایسے لوگ مل جاتے ہیں جو بالشوزم کے مداح ہوتے ہیں۔ میں نے اس تحریک کی خوبیاں اور خامیاں بھی بتا دی ہیں۔ پس ان پر غور کرو اور تعلیم یافتہ طبقہ سے ان کو ملحوظ رکھ کر گفتگو کرو۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ دلائل ایسے ہیں جن کا کوئی جواب ان تحریکات کے مؤیدین کے پاس نہیں۔

''دنیا میں اگر امن قائم ہوسکتا ہے تو اسی ذریعہ سے جس کو آج میں نے بیان کیا ہے۔ اسی طرح آج سے بیس سال پہلے 1924ء میں امن عامہ کے قیام کے متعلق خدا تعالیٰ نے میرے ذریعہ کتاب ''احمدیت'' میں ایک ایسا عظیم الشان انکشاف کیا کہ میں یقیناً کہہ سکتا ہوں کہ ایسا عظیم الشان اظہار گزشتہ تیرہ سو سال میں پہلے مفسرین میں سے کسی نے نہیں کیا اور یقیناً وہ ایسی تعلیم ہے کہ گو اس قسم کا دعویٰ کرنا میری عادت کے خلاف ہے مگر میں یقینی طور پر کہہ سکتا ہوں کہ اس قسم کا انکشاف سوائے نبیوں اور اُن کے خلیفوں کے آج تک کبھی کسی نے نہیں کیا۔ اگر کیا ہو تو لاؤ مجھے اس کی نظیر دکھاؤ۔

''پس اے دوستو! جنہوں نے وصیت کی ہوئی ہے سمجھ لو کہ آپ لوگوں میں سے جس جس نے اپنی اپنی جگہ وصیت کی ہے اس نے نظامِ نو کی بنیاد رکھ دی ہے۔ اس نظامِ نو کی جو اس کی اور اس کے خاندان کی حفاظت کا بنیادی پتھر ہے اور جس

جس نے تحریک جدید میں حصہ لیا ہے۔ اگر وہ اپنی ناداری کی وجہ سے حصہ نہیں لے سکا۔ تو وہ اس تحریک کی کامیابی کیلئے مسلسل دعائیں کرتا ہے اس نے وصیت کے نظام کو وسیع کرنے کی بنیاد رکھ دی ہے۔

''پس اے دوستو! دنیا کا نیا نظام دین کو مٹا کر بنایا جا رہا ہے تم تحریک جدید اور وصیت کے ذریعہ سے اس سے بہتر نظام دین کو قائم رکھتے ہوئے تیار کرو۔ مگر جلدی کرو کہ دوڑ میں جو آگے نکل جائے وہی جیتتا ہے۔ پس تم جلد سے جلد وصیتیں کرو تا کہ جلد سے جلد نظام نو کی تعمیر ہو۔ اور وہ مبارک دن آ جائے جبکہ چاروں طرف.....اور احمدیت کا جھنڈا لہرانے لگے۔

اس کے ساتھ ہی میں **ان سب دوستوں کو مبارکباد دیتا ہوں جنہیں وصیتیں کرنے کی توفیق حاصل ہوئی** اور میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو بھی جو ابھی تک نظام میں شامل نہیں ہوئے توفیق دے کہ وہ بھی اس میں حصہ لے کر دینی اور دنیوی برکات سے مالا مال ہوسکیں اور دنیا اس نظام سے ایسے رنگ میں فائدہ اُٹھائے کہ آخر اسے یہ تسلیم کرنا پڑے کہ قادیان کی وہ بستی جسے کوردہ کہا جاتا تھا جسے جہالت کی بستی کہا جاتا تھا اس میں سے وہ نور نکلا جس نے ساری دنیا کی تاریکیوں کو دور کر دیا۔ جس نے ساری دنیا کی جہالت کو دور کر دیا۔ جس نے ساری دنیا کے دکھوں اور دردوں کو دُور کر دیا اور جس نے ہر امیر و غریب کو، ہر چھوٹے اور بڑے کو محبت اور پیار اور الفت باہمی سے رہنے کی توفیق عطا فرما دی۔''

(نظام نو صفحہ 110 تا 112 ایڈیشن دوم)

(3) ''اس وقت میرے نزدیک کم سے کم تحریک یہی ہونی چاہیے کہ **جماعت کا ہر فرد وصیت کر دے۔** دنیا میں ہر چیز کے مظاہرے کا ایک وقت ہوتا ہے۔ ہمارے ہاتھ سے قادیان نکل جانے کی وجہ سے دشمن کی نظریں اس وقت خاص طور پر اس امر پر لگی ہوئی ہیں کہ بہشتی مقبرہ ان کے ہاتھوں سے نکل گیا ہے جس کیلئے یہ لوگ وصیت کرتے ہیں اس اعتراض کو رّد کرنے کا ہمارے پاس ایک ہی ذریعہ ہے کہ ہر احمدی وصیت کر دے اور دنیا کو بتا دے کہ ہمیں خدا تعالیٰ کے وعدوں پر جو ایمان اور یقین حاصل ہے وہ قادیان کے ہمارے ہاتھ سے نکلنے یا نہ نکلنے سے وابستہ نہیں بلکہ ہم ہر حالت میں اپنے ایمان پر قائم رہنے والے ہیں یہ کم سے کم مظاہرہٗ ایمان ہے جس کی اس وقت تم سے امید کی جاتی ہے پس جو شخص ساڑھے سولہ فیصدی بھی نہیں دے سکتا میں سمجھتا ہوں اس کیلئے کم از کم اس قدر ایمان کا مظاہرہ کرنا ضروری ہے کہ وصیت کر دے اور کوشش کرے کہ ہماری جماعت میں کوئی ایک فرد بھی ایسا نہ رہے جس نے وصیت نہ کی ہو۔''

(الفضل 5 جون 1948 ص 5)

تمہیں خوشخبری ہو کہ قُرب پانے کا میدان خالی ہے

مُوصیان اور اِن کی ذِمہ داری

[سیکرٹری مجلس کارپرداز صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کی خصوصی تحریر]

قُرآن کریم میں سورہ التحریم میں اللہ تعالیٰ نے ایمان دلانے والوں کی ایک شان یہ بھی بتائی ہے کہ وہ اپنے نفس کی اِصلاح کے ساتھ ساتھ اپنی اولادوں کی اِصلاح کی بھی کوشش کرتے ہیں اور جہاں خُود آگ کے عذاب سے بچنے کی کوشش کرتے ہیں وہاں اپنی اولادوں کو بھی آگ کے عذاب سے بچانے کی بھرپور کوشش کرتے ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔ یأیّھاالّذین آمنوا قُوْا أنفُسَکُمْ وأھْلِیْکُمْ نَاراً...... (التحریم:7)

خدا تعالیٰ کے اس ارشاد کے تحت ہر مومن صرف اپنی جان کا ہی ذمہ دار نہیں بلکہ وہ اپنے عیال کا بھی ذِمہ دار ہے۔ اور ہر مومن کی ذمہ داری ہے کہ جہاں وہ خُود اپنے نفس کی اِصلاح کی کوشش کرتا ہے تقویٰ اور طہارت کی راہوں پر اپنے آپ کو چلانے کی کوشش کرتا ہے وہاں اُس پر اِس کے اہلِ خانہ کی بھی ذِمہ داری ہے کہ اُن کو اُن راہوں پر چلانے کی کوشش کرے جو خدا تعالیٰ کی رضا کی راہیں ہیں۔ جن سے خدا تعالیٰ کا پیار اور قرب ملتا ہے اور اس زمانہ میں تو خدا تعالیٰ کے مامور مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام نے بشارت کے رنگ میں وہ قُرب کا میدان ہمارے سامنے نظامِ وصیت کے طور پر رکھ دیا ہے اور جماعت کو بشارت دی کہ ''تمہیں خوشخبری ہو کہ قُرب پانے کا میدان خالی ہے۔ ہر ایک قوم دنیا سے پیار کر رہی ہے اور وہ بات جس سے خدا راضی ہو اُس کی طرف دُنیا کو توجہ نہیں وہ لوگ جو پورے زور سے اس دروازہ میں داخل ہونا چاہتے ہیں اُن کے لیے موقع ہے کہ اپنے جوہر دکھلائیں اور خدا سے خاص انعام پاویں۔''

بحیثیت موصی یا موصیہ ہونے کے بہت ہی خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو اِس بابرکت نظام میں سبقت دکھلاتے ہوئے شامل ہو گئے مگر ضرورت اس بات کی ہے کہ ہر ایک موصی اس بات کا جائزہ لے کہ اُس نے قرآن کریم کے اس حُکم کی کس حد تک تعمیل کی اپنی ذات کو تو آگ سے بچانے کا سودا کر لیا اور خدا تعالیٰ کے قُرب کے حصول کی راہوں پر چل پڑا مگر کیا اِس کے اہل بھی اس اِس راستہ پر چلے؟ کیا بحیثیت باپ کے ہر موصی نے اس بات کا جائزہ لیا کہ اِس کی بیوی اور جوان بچے اِس بابرکت نظام میں یعنی نظام وصیت میں شامل ہو گئے۔ جس نظام کے بارہ میں خدا تعالیٰ نے اپنے مامور سے یہ وعدہ کیا ہے کہ ایسے بابرکت نظام میں شامل ہو کر وہ ایک بہشتی زندگی پائیں گے۔ ہر عورت جو اس بابرکت نظام میں شامل ہو گی وہ بھی اس بات کا جائزہ لے کہ کیا اِس کا خاوند اور جوان بچے اس بابرکت نظام میں شامل ہو گئے۔ ہر بھائی ہر بہن اس بات کا

جائزہ لے کہ کیا اس کے دیگر بھائی اور بہنیں اس بابرکت نظام میں شامل ہو گئے۔

آج خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بھی اس طرف توجہ دلا رہے ہیں اور جہاں اس بابرکت نظام میں شمولیت کے لئے ہمیں بیدار کیا وہاں قرآن کریم کے اِس حُکم کی طرف بھی متوجہ کیا کہ صرف اپنی ذات کی حد تک نہیں رہنا بلکہ اپنی نسلوں کی تربیّت کی بھی فکر کریں۔ چنانچہ حضور فرماتے ہیں۔

''میری یہ خواہش ہے اور میں یہ تحریک کرنا چاہتا ہوں کہ اس آسمانی نظام میں اپنی زندگیوں کو پاک کرنے کے لئے اپنی نسلوں کی زندگیوں کو پاک کرنے کے لئے شامل ہوں۔

پس آج حضرت خلیفۃ المسیح ساری جماعت کو قرآن کریم کے اِس حُکم کی طرف توجہ دلا رہے ہیں۔ اب یہ مُوصیان کی بھی ذِمہ داری ہے کہ وہ اپنے اپنے گھروں کا جائزہ لیں اور اگر آج ہر موصی جو خدا کے فضل سے اس بابرکت نظام میں شامل ہو چکا ہے وہ اپنی ذمہ داری سمجھتے ہوئے دورانِ سال کم از کم ایک اور فرد کو اس بابرکت نظام میں شامل کر لے تو پھر اِس سال کے اختتام سے قبل اور نظامِ وصیت کی دوسری صدی شروع ہونے سے پہلے ایک غیر معمولی بڑی تعداد اس بابرکت نظام میں شامل ہو سکتی ہے۔ اور آج کی تعداد سال کے اختتام سے پہلے دوگنی تعداد ہو سکتی ہے۔ جو ایک بہت بڑی کامیابی ہوگی اور پھر اگلے سال ہر موصی پھر یہ کوشش کرے کہ کم از کم ایک اور فرد کو نظام وصیت میں شامل کرنا ہے تو آج جو تعداد ہے سال 2006ء کے اختتام پر یہ تعداد چار گنا ہوگی۔ اور اگر اس طرح ہر موصی اپنی ذمہ داری کو ادا کرتا رہے تو ہم اُس خواہش کو بھی پُورا کرنے والے ہونگے جو ہم سے آج خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کر رہے ہیں۔ کہ سال 2008ء جب خدا تعالیٰ کے فضل سے نظامِ خلافت کو قائم ہوئے سو سال کا عرصہ ہو جائے گا۔ اُس وقت خدا تعالیٰ کے شُکرانے کے طور پر اُس کے حضور ہماری طرف سے یہ ایک حقیر سا نذرانہ ہوگا کہ دُنیا کے ہر مُلک اور ہر جماعت میں چندہ دہندگان کی تعداد کا نصف اِس بابرکت نظام میں شامل ہو چکا ہوگا۔ پس اس لحاظ سے جہاں جماعت کے تمام افراد کی ذمہ داری ہے کہ خلیفہ وقت کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے نہ صرف اپنی قربانیوں کو اِنتہا تک پہنچائیں بلکہ اپنی نسلوں کو اس بابرکت نظام سے منسلک کر دیں۔ وہاں موصیان کی اوّل ذمہ داری ہے کہ وہ آگے آئیں اور اس ذمہ داری کا حق ادا کریں اور اس بابرکت نظام سے اپنی نسلوں کو منسلک کریں۔ جس نظام سے نہ صرف ہمیں خدا تعالیٰ کا قرب اور پیار ملے گا بلکہ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا۔

''تب تم ایک پیارے بچے کی طرح خدا کی گود میں آ جاؤ گے اور ہر ایک نعمت کے دروازے تم پر کھولے جائیں گے۔''

اللہ تعالیٰ ہر موصی/موصیہ کو اِس ذمہ داری کو سمجھنے اور اس کو پورا کرنے کی توفیق عطاء فرمائے اور ہم سب کو اپنی رضا کی راہوں پر چلاتے ہوئے ہم سب کا انجام بالخیر فرمائے۔

وصیت کرو ہاں وصیت کرو

از: حضرت قاضی ظہورالدین اکمل صاحب

وصیت ہے امرِ خدائے جلیل　　وصیت ہے جنت کی واحد سبیل
وصیت ہے پاکیزگی کی دلیل　　اُٹھو، اُٹھ کے حاصل یہ نعمت کرو
وصیت کرو - ہاں وصیت کرو

وصیت ہے تقویٰ کی رُوحِ رواں　　زمیں کو بنا دیتی ہے آسماں
یہ ہے مسلک و مشربِ راستاں　　شمولیت اِس میں بہ سُرعت کرو
وصیت کرو - ہاں وصیت کرو

وصیت تو جنّت کی دہلیز ہے　　مسیحِ محمدؐ کی تجویز ہے
یہ وحیِ خفی سب کی سب نیز ہے　　خُدا و نبی کی اطاعت کرو
وصیت کرو - ہاں وصیت کرو

وصیت ہے خُلدِ بریں کی سند　　بناتی ہے ایمان کو مُستند
نہ غفلت ازیں مومنے میکند　　حصول سعادت بہ ہمّت کرو
وصیت کرو - ہاں وصیت کرو

وصیت ہے ترکہ کا آمد کا عُشر　　پئے دینِ ...... و حق دینا عُشر
جو سوچو تو کچھ بھی نہیں ہوتا عُشر　　سبھی مل کے اکمل اشاعت کرو
وصیت کرو - ہاں وصیت کرو

جو تحریک جدید فرمائی ہے　　وصیت کی تائید فرمائی ہے
یہ (......) کی عید فرمائی ہے　　اِسے جلد لانے میں سبقت کرو
وصیت کرو - ہاں وصیت کرو

نظام وصیت اور قرآنی معارف کے حصول کے متعلق

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ؒ کا ایک کشف

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ؒ پر اللہ تعالیٰ نے کشفاً یہ ظاہر فرمایا کہ موصیان کے ذریعہ ہی اب قرآنی انوار تمام عالم میں پھیلیں گے۔ آپ ؒ اپنے ایک خطبہ جمعہ میں اس کشف کا ذکر فرماتے ہیں کہ

''ایک دن جب میری آنکھ کھلی تو میں بہت دعاؤں میں مصروف تھا۔ اس وقت عالم بیداری میں میں نے دیکھا کہ جس طرح بجلی چمکتی ہے اور زمین کو ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک روشن کر دیتی ہے اسی طرح ایک نور ظاہر ہوا۔ اور اس نے زمین کو ایک کنارے سے لے کر دوسرے کنارے تک ڈھانپ لیا۔ پھر میں نے دیکھا کہ اس نور کا ایک حصہ جیسے جمع ہو رہا ہے۔ پھر اس نے الفاظ کا جامہ پہنا اور ایک پُر شوکت آواز فضا میں گونجی جو اس نور سے ہی بنی ہوئی تھی اور وہ یہ تھی ''**بُشْریٰ لَکُمْ**'' (یعنی تمہارے لئے خوشخبری ہے)

یہ ایک بڑی بشارت تھی لیکن اس کا ظاہر کرنا ضروری نہ تھا۔ ہاں دل میں ایک خلش تھی اور خواہش تھی کہ جس نور کو میں نے زمین کو ڈھانپتے ہوئے دیکھا ہے جس نے ایک سرے سے دوسرے سرے تک زمین کو منور کر دیا ہے اس کی تعبیر بھی اللہ تعالیٰ اپنی طرف سے مجھے سمجھائے۔ چنانچہ وہ ہمارا خدا جو بڑا ہی فضل کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے اس نے خود اس کی تعبیر اس طرح سمجھائی کہ گزشتہ پیر کے دن میں ظہر کی نماز پڑھ رہا تھا اور تیسری رکعت کے قیام میں تھا تو مجھے ایسا معلوم ہوا کہ کسی غیبی طاقت نے مجھے اپنے تصرف میں لے لیا ہے اور اس وقت مجھے یہ تفہیم ہوئی کہ جو نور میں نے اس دن دیکھا تھا وہ قرآن کا نور ہے جو تعلیم القرآن کی سکیم اور عارضی وقف کی سکیم کے ماتحت دنیا میں پھیلایا جا رہا ہے۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 5 اگست 1966)

حضور فرماتے ہیں

''پھر میں اس طرف بھی متوجہ ہوا کہ عارضی وقف کی تحریک جو قرآن کریم سیکھنے سکھانے کے متعلق جاری کی گئی ہے۔ اس کا تعلق نظامِ وصیت کے ساتھ بڑا گہرا ہے۔ چنانچہ میں نے حضرت مسیح موعودؑ کے رسالہ ''الوصیۃ'' کو مزید غور سے پڑھا تو مجھے معلوم ہوا کہ واقعہ میں اس تحریک کا موصی صاحبان کے ساتھ گہرا تعلق ہے۔ اس وقت میں تفصیل میں نہیں جانا چاہتا۔ صرف ایک بات آپ دوستوں کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔ حضرت مسیح موعودؑ نے رسالہ ''الوصیۃ'' کے شروع میں ہی ایک عبارت لکھی ہے اور حقیقتاً وہ عبارت اس نظام میں منسلک ہونے والے موصی صاحبان ہی کی کیفیت بتا رہی ہے کہ تمہیں وصیت کر کے اس قسم کا انسان بننا پڑے گا۔ حضور فرماتے ہیں'' خدا کی رضا کو تم کسی طرح پا ہی نہیں سکتے جب تک تم اپنی رضا چھوڑ کر اپنی لذات چھوڑ کر اپنی عزت چھوڑ کر، اپنا مال چھوڑ کر، اپنی جان چھوڑ کر اس کی راہ میں وہ تلخی نہ اٹھاؤ جو موت کا نظارہ

تمہارے سامنے پیش کرتی ہے۔لیکن اگر تم تلخی اٹھالو گے (یعنی اس نظام وصیت میں شامل ہو جاؤ گے اور اس کے تقاضوں کو پورا کرنے والے ہوں گے) تو ایک پیارے بچے کی طرح خدا کی گود میں آجاؤ گے اور تم ان راستبازوں کے وارث کئے جاؤ گے جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں اور ہر ایک نعمت کے دروازے تم پر کھولے جائیں گے۔لیکن تھوڑے ہیں جو ایسے ہیں۔'' (الوصیۃ)

''ہر ایک نعمت کے دروازے تم پر کھولے جائیں گے'' دراصل حضرت مسیح موعودؑ کے ایک الہام کا ترجمہ ہی ہے جو بہشتی مقبرہ کے متعلق خدا تعالیٰ نے آپ پر نازل کیا تھا۔

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں

''چونکہ اس قبرستان کیلئے بڑی بھاری بشارتیں مجھے ملی ہیں اور نہ صرف خدا نے یہ فرمایا کہ یہ مقبرہ بہشتی ہے بلکہ یہ بھی فرمایا انزل فیھا کل رحمۃ یعنی ہر ایک قسم کی رحمت اس قبرستان میں اتاری گئی ہے اور کسی قسم کی رحمت نہیں جو اس قبرستان والوں کو اس سے حصہ نہیں۔'' (الوصیۃ)

اسی طرح موصی کی عظمت شان بیان کرتے ہوئے حضور رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

''پس اللہ تعالیٰ نے ان دو وحیوں کے ذریعہ ہمیں اس طرف متوجہ کیا کہ موصی حقیقتاً وہی ہوتا ہے کہ جس پر اللہ تعالیٰ کی تمام نعمتیں، اس کے فضل اس کی رحمت اور اس کے احسان کی وجہ سے اس لئے نازل ہوتی ہیں کہ اس شخص نے اپنی گردن کلیۃ قرآن کریم کے جوا کے نیچے رکھی ہوئی ہوتی ہے۔اپنے پر وہ ایک موت وارد کرتا ہے اور خدا میں ہو کر ایک نئی زندگی پاتا ہے اور اس وحی کی زندہ تصویر ہوتا ہے کہ '' اَلْخَیْرُ کُلُّہٗ فِی الْقُرْاٰن ''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 5اگست 1966)

ماہنامہ انصاراللہ کی توسیع اشاعت

جو انصار دوست ابھی تک ماہنامہ ''انصار اللہ'' کے خریدار نہیں بنے ان سے درخواست ہے کہ صرف ایک سو روپے بھجوا کر سال بھر کے لئے ماہنامہ انصار اللہ ایسے بلند پایہ رسالہ کی خریداری قبول فرمائیے۔صاحب قلم انصار سے درخواست ہے کہ اپنے قیمتی مضامین بھجوا کر قارئین کی دعاؤں کے مستحق ہوں۔(عبدالمنان کوثر مینیجر ماہنامہ انصاراللہ)

بہشتی مقبرہ قادیان ایک تاریخ

از: مکرم چوہدری مظفر احمد صاحب

(حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ حقیقۃ الوحی ص 19 پر خدا تعالیٰ کے پیاروں کی علامات کا ذکر فرماتے ہوئے لکھتے ہیں 'اسی طرح اُن کے رہنے کے مکانات میں بھی خدائے عزوجل ایک برکت رکھ دیتا ہے وہ مکان بلاؤں سے محفوظ رہتا ہے ،خدا کے فرشتے اسکی حفاظت کرتے ہیں... اسی طرح اس خاک بھی کچھ برکت دی جاتی ہے جس پر اُن کا قدم پڑتا ہے' بہشتی مقبرہ کی سرزمین کو یہ سعادت حاصل ہے کہ خدا کا یہ پیارا اپنی زندگی میں اسجگہ قیام فرما رہا اور مرنے کے بعد بھی اس جگہ کو ابدی آرام کا شرف عطا کیا۔ برادرم مکرم مظفر چوہدری ایم اے استاذ جامعہ احمدیہ جو کہ جماعت احمدیہ کے ایک ہونہار آرکیالوجسٹ ہیں خاکسار کی درخواست پر بہشتی مقبرہ قادیان کی تاریخ پر ایک مضمون لکھا ہے، اس کے ساتھ انہوں نے کچھ نقشہ جات کی بھی نشاندہی فرمائی تھی ان میں سے ایک ٹائٹل پیج پر شائع کیا جارہا ہے۔ مدیر)

حضرت مسیح موعودؑ نے ۶ /اگست ۱۸۹۸ء کو ایک مکتوب کے ذریعہ سے بہشتی مقبرہ کے قیام کا خیال ظاہر فرمایا تھا لیکن اس وقت زمین کافی مہنگی تھی اور اس قدر فراخی بھی میسر نہ تھی کہ کوئی جگہ خریدی جائے۔

1902ء ۱۸ /نومبر ۱۹۰۲ء کی صبح نماز کے بعد آپ نے ایک رؤیا بیان فرمائی جو ۲۴ /نومبر ۱۹۰۲ء کے الحکم میں یوں شائع ہوئی۔ ''صبح کی نماز کے بعد آپ نے حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کو مخاطب کر کے فرمایا کہ نماز سے کوئی ۲۰ یا ۲۵ منٹ بیشتر میں نے دیکھا کہ ایک زمین اس مطلب کے لئے خریدی گئی کہ جماعت کی میتیں وہاں دفن کی جاویں تو کہا گیا کہ اس کا نام بہشتی مقبرہ ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ جو اس میں دفن ہوگا وہ بہشتی ہوگا۔'' (الحکم ۲۴ /دسمبر ۱۹۰۵ء کالم ا صفحہ ۶)

اپریل 1905ء میں جب زلزلوں کا سلسلہ شروع ہوا تو حضرت مسیح موعودؑ دعا کی خاطر چند روز کے لئے بہشتی مقبرہ میں قیام کے لئے تشریف لائے لیکن بعد میں الٰہی مصلحت کے تابع آپ نے کئی ماہ تک یہاں قیام فرمایا دوسرے رفقاء بھی یہیں تشریف لے آئے اور رہائش کے لئے خیمہ جات نصب کئے گئے اور کچھ کچے مکانات بھی تعمیر کئے گئے ، مدرسہ وغیرہ بھی یہیں لگنے لگا... بالآخر 2/ جولائی 1905ء کو واپس قادیان تشریف آوری ہوئی۔

1905ء ۹ /دسمبر ۱۹۰۵ء جب حضورؑ مجوزہ قبرستان کے لئے زمین مخصوص کرنے جارہے تھے تو فرمایا کہ رات مجھے اس کے متعلق الہام ہوا ہے۔

''اُنْزِلَ فیھا کل رحمۃ'' (بدر ۸/دسمبر ۱۹۰۵ء صفحہ ۲ و الحکم ۲۴/دسمبر ۱۹۰۵ء)

۲۴/دسمبر ۱۹۰۵ء حضور نے رسالہ الوصیت شائع فرمایا۔ حضرت یعقوب علی صاحب عرفانی نے الحکم ۲۴/دسمبر ۱۹۰۵ء میں حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی اجازت سے: ''ہمارا اپنا قبرستان یا بہشتی مقبرہ'' نامی اعلان شائع کیا، آپ لکھتے ہیں۔

''حضرت حجۃ اللہ کو یہ خیال سالہا سال سے رہا ہے۔ لیکن اس وقت سے جبکہ اللہ تعالیٰ نے ایک رؤیا کے ذریعہ ایک بہشتی مقبرہ کی آپ کو بشارت دی۔ یہ آپ کا عزم بالجزم ہو گیا......'' (الحکم ۲۴/دسمبر ۱۹۰۵ء صفحہ ۶ کالم ۱)

آگے لکھتے ہیں: ''۱۹۰۵ء کو حضرت اقدسؑ نے اس تجویز کو خدام کے سامنے پیش کیا۔ اور خاکسار ایڈیٹر الحکم کو اس کے متعلق اعلان کرنے اور زمین خریدنے کا حکم دیا۔''

''۹ دسمبر کی صبح کو (جس رات آپ کو الہام اُنزل فیھا کل رحمۃ ہوا تھا...... ناقل) آپؑ اپنی جماعت کو لے کر قبرستان کے لئے ایک زمین مخصوص اور نامزد کرنے کو نکلے چنانچہ اپنے باغ کے جنوبی طرف ایک قطعہ زمین حضور نے اس غرض کے لئے مختص کر دیا اور مولوی عبدالکریم صاحب ... کو اس میں دفن کرنے کا حکم دیا۔''

ایڈیٹر الحکم لکھتے ہیں:

''دسمبر کی کرسمس کی تعطیلات میں ہم تابوت اس قبرستان میں دفن کریں گے۔'' (الحکم ۲۴ دسمبر ۱۹۰۵ء صفحہ ۶ کالم ۲)

اِسی مندرجہ بالا اعلان میں ایڈیٹر الحکم نے لکھا:

''...... جو لوگ اکابر ہوں ان کی قبروں پر ایسے کتبے لگا دیئے جاویں جو ان کے حالات سے مختصر واقفیت کرا سکیں۔ اس طرح پر یہ قبرستان ایک قومی تاریخ ہو گی۔'' (الحکم ۲۴/دسمبر صفحہ ۶ کالم ۲-۳)

20 دسمبر 1905ء کو بہشتی مقبرہ کا قیام عمل میں آیا۔

مزید تفصیلات اس اعلان میں یوں بیان ہوئی ہیں۔ ''...... اس کے اردگرد کئی اور قطعے لینے ضروری ہیں اور پھر اس سارے قبرستان کے گرد ایک احاطہ بنانا ہوگا۔ اور اس زمین کو درست کر کے اس میں روشیں نکال مختلف قسم کے پودے جو بہشتی مقبرہ کے حسب حال ہوں لگائے جائیں گے۔ اور ایک مستقل تنخواہ دار ملازم اس کی حفاظت اور درستی کے لئے رکھا جاوے گا...... باغ اور احمدی محلہ کے درمیان ڈھاب حائل ہے اور برسات میں گذر محال ہوتا ہے۔ اس لئے ابھی اس پر ایک مضبوط پل تیار کیا جاوے گا...... ان ساری ضرورتوں کو مدنظر رکھ کر احمدی قوم کو توجہ دلائی جاتی ہے کہ بہت جلد سر دست کم از کم تین ہزار روپیہ اس کام کے لئے جمع کر کے بھیج دیں۔'' (الحکم ۲۴/دسمبر ۱۹۰۵ء کالم ۳ صفحہ ۶)

الوصیت میں حضرت اقدسؑ فرماتے ہیں:

''اس قبرستان کی زمین موجودہ بطور چندہ کے میں نے اپنی طرف سے دی ہے۔لیکن اس احاطہ کی تکمیل کے لئے کسی قدر اور زمین خریدی جائے گی۔جس کی قیمت اندازاً ہزار روپیہ ہوگی۔اور اس کے خوشنما کرنے کے لئے کچھ درخت لگائے جائیں گے۔اور کنواں لگایا جائے گا۔اور اس قبرستان سے شمالی طرف بہت پانی ٹھیرا رہتا ہے۔جو گذرگاہ ہے۔اس لئے وہاں ایک پل تیار کیا جائے گا۔اور ان متفرق اخراجات کے لئے دو ہزار روپیہ درکار ہے۔سو کل یہ تین ہزار روپیہ ہوا۔جو اس کام کی تکمیل کے لئے خرچ ہوگا۔'' (الوصیت صفحہ ۲۱)

مولوی عبدالکریم صاحب کی تدفین: ۲۷ر دسمبر ۱۹۰۵ء کو مولوی عبدالکریم صاحب کی نعش مبارکہ کو بہشتی مقبرہ میں منتقل کیا گیا۔یہ بہشتی مقبرہ کی پہلی قبر تھی۔

تعمیراتی کام: پل کی تعمیر،قبرستان کے جنوبی جانب کنویں کی کھدائی اور درخت لگانے کا کام۔

1906ء ایک ''ضمیمہ متعلقہ رسالہ الوصیت'' کے نام سے شائع فرمایا۔

''یہ ۶ جنوری ۱۹۰۶ء کو لکھا گیا اور......اخبار الحکم ۱۷ جنوری ۱۹۰۶ء جلد ۱۰ نمبر ۲ میں شائع ہوا۔''

1908ء حضرت اقدس علیہ السلام کی وفات: ۲۸ مئی ''جنازہ گاہ'' میں جواب بہشتی مقبرہ کے شمال مغرب اندرون چاردیواری واقع ہے۔حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل نے انتخاب خلافت کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نماز جنازہ پڑھائی اور آپ کی نعش مبارک کو بہشتی مقبرے میں دفن کر دیا گیا۔

1914ء ۱۴ر مارچ ۱۹۱۴ء کو حضرت مصلح موعود نے انتخاب خلافت کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کی نماز جنازہ پڑھائی۔بعد میں آپ کو بہشتی مقبرہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پہلو میں دفن کر دیا گیا۔

1925ء نومبر ۱۹۲۵ء میں ایک سازش کے بے نقاب ہونے پر کہ حضرت اقدس علیہ السلام کی قبر کی توہین کے لئے کچھ فتنہ پردازوں نے منصوبہ بنایا ہے۔حضرت مصلح موعود نے حضرت اقدس علیہ السلام آپ کے خاندان کے افراد اور حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کی قبروں کے گرد ایک چاردیواری بنوادی۔اور اس زمانہ سے ہی حفاظت کی غرض سے پہرے کا انتظام کر دیا گیا تھا۔جو کہ آج تک قائم چلا آتا ہے۔'' (مرکز احمدیت قادیان از مولوی برہان احمد ظفر صفحہ ۱۲۲)

1947ء مولوی برہان احمد ظفر صاحب درویشاں قادیان اپنے والد کی روایت یوں لکھتے ہیں:

''......پارٹیشن کا وقت بہت خطرہ کا وقت تھا اور ہم لوگ یہاں پر مقامات مقدسہ کی حفاظت کے لئے رہے تھے۔اور ان مقامات

مقدمہ میں سے بہشتی مقبرہ کا بھی ایک بہت بڑا مقام تھا اس کی حفاظت بھی ضروری تھی۔ اس کی حفاظت کے لئے ڈیوٹیاں تو لگتی تھیں۔ لیکن پھر بھی یہ خدشہ تھا کہ دشمن تو ہر وقت طاق میں رہتا ہے۔ وہ کہیں بہشتی مقبرہ کو نقصان نہ پہنچائے کیونکہ باقی مقامات تو پھر بھی شہر کے اندر تھے لیکن یہ شہر سے باہر ذرا دوری پر تھا اس لئے اس حفاظت کو اور زیادہ بہتر کرنے کے لئے یہ انتظام کیا گیا کہ تمام درویشان سوائے جن کے سپرد خاص ڈیوٹیاں ہوتی تھیں صبح ناشتے کے بعد بہشتی مقبرہ کی طرف چلے جاتے اور سارا سارا دن بہشتی مقبرہ کے گرد مٹی کی دیوار بناتے رہے۔ اور بیان کیا کہ وہ دیوار اس قدر چوڑی بنائی گئی تھی کہ اس پر ایک آدمی آسانی سے بغیر کسی خوف و خطر کے کہ وہ نیچے گر جائے سو سکتا تھا اور یہ دیوار اتنی موٹی اس نظریہ سے بنائی گئی تھی کہ اگر ایسے حالات ہو جائیں کہ سب کو قادیان سے نکل جانے پر مجبور کر دیا جائے تو قبل از آمد ثانی اس کے نشانات منہدم نہ ہوں بلکہ صاف نظر آئیں۔ لیکن خدا تعالیٰ نے ایسے حالات پیدا نہ ہونے دیئے۔'' (مرکز احمدیت قادیان صفحہ ۱۲۳)

''موجودہ پختہ دیوار کی تعمیر سے قبل بہشتی مقبرہ کے ارد گرد ایک دیو ہیکل خام دیوار مٹی کی بنائی گئی تھی۔ جسے ہمارے درویش بھائیوں نے اپنے ہاتھوں سے تعمیر کیا تھا اور حقیقتاً یہ درویشوں کا ایک بہت بڑا کارنامہ تھا اور وہ منظر بڑا دل افروز ہوتا تھا۔ جب درویش اپنے سروں پر مٹی ڈھو کر دیوار کی تعمیر کر رہے ہوتے تھے اور اس یادگاری وقارِ عمل میں حصہ لیتے تھے......''

(الفرقان درویشان قادیان نمبر صفحہ ۱۱۱-۱۱۲)

درویشان کے لیل ونہار: ہر جمعہ کے روز فجر کی نماز کے بعد بہشتی مقبرہ میں اجتماعی طور پر دعا کی جاتی ہے...... بہشتی مقبرہ کے ارد گرد قریباً پانچ فٹ چوڑی دیوار بنائی جا رہی ہے۔ اس کا نصف سے زائد حصہ مکمل ہو چکا ہے۔ بہشتی مقبرہ میں چار پختہ کوارٹرز (دومنزلہ) تیار کئے گئے جن میں دھوپ بارش اور رات کے وقت درویش آرام کر سکتے ہیں۔ ان کوارٹروں کی تعمیر سے اگر عام حالات میں کی جاتی تو زمین کی قیمت کے علاوہ اس کام پر سات آٹھ ہزار روپیہ خرچ ہوتا...... مگر آخرین ہے ان درویشوں پر جنہوں نے تمام کام اپنے ہاتھ سے سرانجام دے کر بغیر کوئی رقم خرچ کئے اس شاندار خدمت کو بجا لانے کی سعادت حاصل کی۔ بہشتی مقبرہ، [بیوت الذکر] اور گلی کوچوں کی صفائی اور لنگر خانہ کے لئے لکڑی وغیرہ کا انتظام بھی وقارِ عمل کا ایک حصہ ہے۔ علاوہ ازیں بہشتی مقبرہ کے ارد گرد باغ سے ملحقہ زمین میں ہل چلا کر سبزیاں وغیرہ کاشت کرنے کا کام بھی وقارِ عمل میں شامل ہے۔ (تاریخ احمدیت جلد سیزدھم صفحہ ۶۹)

بہشتی مقبرہ سے ملحق باغ کا مقدمہ: اپریل ۱۹۴۸ء میں ایک سازش کے تحت مقامی حکام نے باغ اور بہشتی مقبرہ کو الگ الگ ظاہر کرنے کی کوشش کی اور موقف اپنایا کہ باغ کے حقیقی مالک ہندوستان سے پاکستان جا چکے ہیں لہٰذا اسے شرنارتھیوں کے نام الاٹ کرنا چاہیئے۔ جماعت احمدیہ قادیان کے احتجاج اور ذمہ دار افسران کے سامنے باغ کی مذہبی حیثیت کرنے پر ڈپٹی کمشنر صاحب نے عارضی طور پر باغ کی الاٹمنٹ کے خلاف حکم امتناعی جاری کر دیا۔ بالآخر ستمبر ۱۹۴۹ء

میں مشرقی پنجاب کی صوبائی حکومت نے فیصلہ کیا کہ بڑا باغ اور مقبرہ بدستور جماعت احمدیہ کے قبضہ میں رہیں گے۔ البتہ باغ کے ساتھ اور اسی میں شامل دو باغیچے اور ایک بہشتی مقبرہ سے ملحقہ کھیت جماعت کی ملکیت سے نکال لیا گیا۔ لیکن ہندوستان کی احمدی جماعتوں کے مسلسل احتجاج اور پیہم درخواستوں کے نتیجہ میں ۵ جنوری ۱۹۵۳ء کو یہ فیصلہ بھی منسوخ کر دیا گیا۔ (تاریخ احمدیت جلد ۱۳ صفحہ ۷۵-۷۶)

1955ء ۱۹۵۵ء میں قادیان میں سیلاب کی صورت پیدا ہوگئی جس کے باعث بہشتی مقبرہ کے چاروں طرف بنائی گئی کچی دیوار گر گئی۔ (مرکز احمدیت قادیان صفحہ ۱۲۳)

1956-57ء مجلس کارپرداز کے مشورہ کے بعد اس کے چاروں طرف پختہ اینٹوں کی دیوار سن ۵۷-۱۹۵۶ء میں بنا دی گئی۔ اور سب سے آخر میں شمالی جانب والی دیوار تعمیر ہوئی اور اس دیوار کے جنوب مشرق میں ایک ایک کمرہ بھی تعمیر کیا گیا جس میں پہرہ دار قیام کر سکے۔ اسی طرح ایک کمرہ مزار مبارک کے قریب مزار کے گرد بنائی گئی دیوار کے شمال مشرقی کونہ پر بھی تعمیر کیا گیا۔ جو اس وقت گر چکا ہے۔ جو کہ دو منزلہ تھا۔ باقی کے دو کمروں میں سے جنوب مشرقی والے کمرہ کو اور جنوب مغرب والے کمرہ کو درست کر کے ایک ایک فیملی کے رہنے کے قابل بنا دیا گیا ہے۔

اس پختہ دیوار کے متعلق رسالہ الفرقان کے درویشانِ قادیان نمبر میں یوں ذکر ہوا ہے۔

"محلّہ احمدیہ سے بہشتی مقبرہ کی طرف جائیں تو ڈھاب کے پل کے پاس پہنچ کر ایک بلند اور مضبوط طویل دیوار نظر آتی ہے۔ جو ڈھاب سے شروع ہو کر تکیہ پیر شاہ چراغ تک بطرف ننگل چلی گئی ہے اور وہاں سے مغرب کی طرف مڑ کر سارے بڑے باغ کے گرداگرد ہوتی ہوئی ڈھاب کے کنارے کنارے وہیں پہنچ گئی ہے۔ یہی وہ چار دیواری بہشتی مقبرہ ہے۔ جو جماعت کے مخلص و مخیّر احباب کے ایثار و تعاون کی ایک یادگار ہے اور بہترین یادگار ہے...... اس کی تعمیر اور اس کے لئے روپیہ کی فراہمی کا سہرا محترم جناب شیخ عبدالحمید صاحب عاجز ناظر بیت المال کے سر ہے...... جنہوں نے قریباً دس سال کی متواتر اور ان تھک مساعی سے تحریکات کر کر کے اسے مکمل کروایا۔ اور پھر ان تحریکات میں حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ کا بھی بڑا حصہ ہے۔ جنہوں نے اپنے ذاتی اثر و رسوخ سے اور ذاتی دلچسپی سے دوستوں کو تحریکیں کیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر بخشے۔ آمین (مرکز احمدیت قادیان صفحہ ۱۲۳)

چار دیواری کے لئے عطیات دینے والوں کے نام سنگ مرمر کی پلیٹوں پر کندہ کروا کر مزار مبارک حضرت مسیح موعود والی چار دیواری کی غربی دیوار میں نصب کئے گئے ہیں۔ اس کے لئے چندہ کی فراہمی میں درویشان قادیان نے بھی حصہ لیا۔ اور ایک درویش میاں خدا بخش صاحب قلی نے مبلغ ۱۹۸۷ روپے عطیہ دیئے۔

1960ء مولوی برھان احمد ظفر صاحب لکھتے ہیں:

''حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاندان کا باغ آم کے درختوں پر مشتمل تھا۔ اور باوجود اس کے کہ اپنی پہلی رونق کھو چکا تھا ہماری ہوش تک قائم رہا۔ اور ہم چھوٹے چھوٹے تھے جب اس باغ کے پرانے درخت کاٹ لئے گئے اور ان کی جگہ اور کئی قسم کے نئے درخت لگائے گئے۔ قریباً ۱۹۶۰ء کی بات ہے کہ اس وقت مکرم چوہدری فیض احمد صاحب مرحوم سیکرٹری بہشتی مقبرہ تھے۔ آپ کو باغبانی کا بہت شوق تھا۔ آپ نے اس وقت بہشتی مقبرہ کو خوبصورت بنانے کے لئے کافی کوشش کی۔ نئے نئے درختوں کے علاوہ خوبصورت پھول بھی لگائے۔ اور اسی زمانہ میں ہی بہشتی مقبرہ کے اندر کی طرف قبروں میں امرود کے درخت لگا کر اس کو خوبصورت بنایا گیا۔ اور باہر نیا گیٹ بھی بنایا گیا۔ بہشتی مقبرہ میں داخل ہونے کے لئے مشرق کی طرف سے گیٹ ہے اور داخل ہوتے ہی سامنے جنازہ گاہ نظر آتا ہے۔ جہاں قدرت ثانیہ کا ظہور ہوا تھا۔ بہشتی مقبرہ کے پورے احاطہ کے قریب لائٹیں لگائی گئی تھیں۔ اسی طرح عورتوں کے لئے جنازہ گاہ کے قریب ہی ایک پارک کا انتظام کیا گیا اس میں چار جھولے اور ایک پھسل بنڈا (سلائیڈ) اور بچوں کے لئے دوسری قسم کے جھولوں کا انتظام کیا گیا تھا......''

''بہشتی مقبرہ کی خوبصورتی میں اضافہ کی غرض سے ایک فوارہ بھی لگایا گیا ہے اور اس کے لئے ایک اونچی ٹینکی بنائی گئی۔ اس میں پانی بھرنے کے لئے ایک ٹیوب ویل پہلے سے ہی موجود تھا۔ جس کے ذریعہ پھلواری کی سیرابی کا کام لیا جاتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشاد کی روشنی میں بہشتی مقبرہ کے مغربی جانب ایک کنواں بھی کھودا گیا تھا اور اسی کنویں کے قریب ہی ایک ٹیوب ویل کا انتظام کیا گیا جو اب تک موجود ہے۔'' (بحوالہ کتاب مرکز احمدیت صفحہ ۱۲۴)

1972ء ۱۹۷۲ء میں بہشتی مقبرہ کے اندر لگائے گئے امرود کے تمام درخت قبروں کو پھل توڑتے وقت ہونے والی بے حرمتی سے بچانے کی خاطر کاٹ ڈالے گئے۔ اس کے نتیجے میں دب نامی گھاس اس قدر بڑھ گئی کہ برسات کے دنوں میں ایک جنگل کی صورت بن جاتی تھی۔ (بعد ازاں اس کو صاف کر دیا گیا)

1980ء فیصلہ ہوا کہ اصل دروازہ صرف صبح کھلے گا باقی اوقات کے لئے مزار مبارک کی چار دیواری کی جنوبی جانب کی دیوار کے ایک حصے کو گرا کر اس میں لوہے کی سلاخیں لگوا دی گئیں۔ اس وقت (۱۹۹۲ء) تقریباً دس ایکڑ میں اچھی نسل کے آم کے درخت لگے ہوئے ہیں۔ (ایضاً صفحہ ۱۲۵)

1990ء تقریباً ۱۴ ایکڑ میں امرود کا باغ (قبروں والی جگہ کو چھوڑ کر) تھا جو ۱۹۹۰ء میں کاٹ دیا گیا۔

بہشتی مقبرہ کے باہر لوہے کا گیٹ ہے۔ اس کے اخراجات مکرم سیٹھ صدیق احمد صاحب بانی آف کلکتہ مرحوم نے

دیئے تھے۔مزار مبارک کے مغربی جانب والے دروازے کو جوآمدورفت کے لئے استعمال ہوتا تھا دیمک کھا گئی۔اس کی جگہ پر لوہے کا گیٹ مکرم غلام محمد صاحب لون آف کاٹھ پورہ کشمیر نے ۱۹۷۲ء میں لگوایا۔ (مرکز احمدیت قادیان صفحہ ۱۲۵)

☆شہ نشین: حضرت مسیح موعودؑ اس مقدس باغ میں جس جگہ تشریف فرما ہوتے وہ پختہ چبوترے کی شکل میں بنی ہوئی تھی اوراس کے اندر کی طرف ڈیڑھ فٹ اونچی نشستیں بنی ہوئی تھیں چبوترے کی جانب مشرقی دیوار کے درمیان میں حضور کی نشست گاہ تھی یہ چبوترہ گھنے درختوں کے سایہ میں بنا ہوا تھا اور اسے شہ نشین حضرت مسیح موعودؑ کے نام سے پکارا جاتا تھا،1960ء کے لگ بھگ دیمک کی وجہ سے اسکی بنیادیں کھوکھلی ہونے اوراس پر آم کا درخت گر جانے کے باعث شہ نشین منہدم ہوگیا....9/نومبر 1970ء کو بروز پیر ساڑھے چار بجے شام حضرت مولوی عبدالرحمان صاحب امیر جماعت،صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب اور دیگر ممبران صدر انجمن وتحریک جدید اور بعض دوسرے بزرگان نے علی الترتیب بنیادی اینٹیں رکھتے ہوئے شہ نشین کی تعمیر کا کام شروع کیا، پہلے اس کا رقبہ 13x13 فٹ تھا اب یہ رقبہ 16x16 فٹ کر کے اس میں قدرے توسیع کردی گئی ہے،حضورؑ کے وقت کے شہ نشین کا ملبہ موجودہ شہ نشین کے اندر محفوظ کردیا گیا ہے اور جانب مشرق دیوار کو اصل بنیاد پر ہی قائم رکھا گیا ہے اور حضور کی نشست گاہ کو بھی شہ نشین میں اسی مقام پر قائم رکھا گیا ہے(میری پسندیدہ بستی قادیان دارالامان مؤلفہ عبدالرشید آرکیٹکٹ لندن ص 208)

اس میں تو کچھ شک ہی نہیں کہ آخر ہم سب مرنے والے ہیں....

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں:

’’یہ قبرستان کا امر بھی اسی قسم کا ہے مومن اس سے خوش ہوں گے اور منافقوں کا نفاق ظاہر ہو جائے گا۔میں نے اس امر کو جب تک تواتر سے مجھ پر نہ کھلا پیش نہیں کیا۔اس میں تو کچھ شک ہی نہیں کہ آخر ہم سب مرنے والے ہیں اب غور کرو کہ جو لوگ اپنے بعد اموال چھوڑ جاتے ہیں وہ اموال ان کی اولاد کے قبضہ میں آتے ہیں مرنے کے بعد انہیں کیا معلوم کہ اولاد کیسی ہو۔بعض اوقات اولاد ایسی شریر اور فاسق فاجر نکلتی ہے کہ وہ سارا مال شراب خانوں اور زناکاری میں ہر قسم کے فسق وفجور میں تباہ کیا جاتا ہے اوراس طرح پر وہ مال بجائے مفید ہونے کے مضر ہوتا ہے اور چھوڑنے والے پر عذاب کا موجب ہو جاتا ہے جبکہ یہ حالت ہے تو پھر کیوں تم اپنے اموال کو ایسے مواقع پر خرچ نہ کرو جو تمہارے ثواب اور فائدہ کا باعث ہو۔‘‘

[الحکم جلد 10 نمبر 1،10/جنوری 1906ء بحوالہ ملفوظات جلد 4 ص 593]

وصیت کی بابت ایک اہم ارشاد

فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نوراللہ مرقدہ

''......ابھی تک جنہوں نے وصیت نہ کی ہو وہ کرکے اپنے ایمان کے کامل ہونے کا ثبوت دیں کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لکھا ہے جو شخص وصیت نہیں کرتا مجھے اس کے ایمان میں شبہ ہے پس وصیت معیار ہے ایمان کے کامل ہونے کا۔ مگر ۱۰/۱ حصہ کی وصیت اقل ترین معیار ہے۔ یعنی یہ تھوڑے سے تھوڑا حصہ ہے۔ جو وصیت میں دیا جاسکتا ہے۔ مگر مومن کو یہ نہیں چاہیئے کہ چھوٹے سے چھوٹے درجہ کا مؤمن بننے کی کوشش کرے۔ بلکہ بڑے سے بڑے درجہ کا مومن بننا چاہیئے۔ یہ درست ہے کہ رشتہ داروں اور لواحقین کو مدنظر رکھ کر کہا گیا ہے۔ کہ ۳/۱ حصہ سے زیادہ نہ دے۔ مگر دیکھا گیا ہے کہ اکثر دوست ۱۰/۱ حصہ کی وصیت کرنے پر کفایت کرتے ہیں۔ جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ شاید ان کا یہ خیال ہو کہ وصیت کا مفہوم ۱۰/۱ حصہ کی وصیت کرنا ہی ہے۔ حالانکہ یہ ادنیٰ مقدار بیان کی گئی ہے اور مومن کے لئے یہی بات مناسب ہے کہ جس قدر زیادہ دے سکے دے ایمان اور مومن کی شان کو مدنظر رکھتے ہوئے تو یہی ہونا چاہیئے۔ جو وصیت کرے ۳/۱ حصہ کی وصیت کرے۔ ہاں جو اتنا حصہ مجبوراً نہ دے سکے۔ وہ اس سے کم دے دے۔ پس **اصل وصیت** ۳/۱ حصہ کا نام ہے۔ ہاں جو یہ نہ دے وہ اس سے کم ۱۰/۱ تک دے سکتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں اگر ایک شخص اپنی موت کا نظارہ اپنی آنکھوں کے سامنے لائے۔ اور اپنی حالت پر نظر کرے۔ تو اسے معلوم ہو کہ مجھ سے بے شمار غلطیاں اور کمزوریاں سرزد ہو چکی ہیں۔ اب مرنے کے وقت تو مجھے خدا تعالیٰ سے صلح کر لینی چاہیئے۔ یہ خیال کرکے خدا تعالیٰ کی راہ میں سب کچھ دے دینا بھی اس کے لئے دوبھر نہیں ہوسکتا۔ دیکھو جو شخص خود جائیداد پیدا کرتا ہے۔ اُسے یہ بھی امید رکھنی چاہیئے کہ اس کی اولاد بھی ایسی ہی ہوگی کہ جائیداد بڑھائے گی۔ جو شخص اس بات سے ڈرتا ہے کہ اگر میں وصیت میں جائیداد دے دوں گا تو اولاد کیا کھائے گی۔ وہ یہ خیال کرتا ہے کہ اس کی اولاد نالائق ہوگی۔ ایک شخص جس کے پاس کچھ نہ تھا۔ اس نے کوشش کرکے کئی ہزار کی جائیداد پیدا کرلی۔ تو اسے امید رکھنی چاہیئے کہ اس کی اولاد اس سے بھی بڑھ کر ترقی کرے گی اور اسی رنگ میں اولاد کی تربیت کرنی چاہیئے۔ کہ وہ دنیا میں ترقی کرسکے۔ ورنہ جو اولاد کی اس طرح تو تربیت نہیں کرتا اور یہ سمجھتا ہے۔ جو کچھ میں نے کمایا ہے اسی پر اولاد کا گذارہ ہوگا۔ وہ اپنی اولاد کو نالائق سمجھتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ 'أنا عند ظن عبدی بی' بندہ میرے متعلق جیسا خیال کرتا ہے میں ویسا ہی کر دیتا ہوں۔ اگر کسی کو یہ خیال ہو کہ ہماری اولاد نکمی اور نالائق ہوگی۔ ہم جو دے جائیں گے اور اسی پر اس کا گذارہ ہوگا۔ اسے بڑھا نہیں سکے گی۔ تو خدا تعالیٰ ایسی اولاد سے یہی معاملہ کرے گا کہ اسے نالائق بنا دے گا۔ لیکن اگر یہ خیال ہو کہ ہماری اولاد ہم سے بھی زیادہ

ہوشیار اور قابل ہوگی اور دین کی خدمت کرنے کرنے میں ہم سے بھی بڑھ جائے گی تو میں سمجھتا ہوں- ایسی اولاد کو خدا تعالیٰ ضائع نہیں کرے گا- کسی خدا کے بندہ کا قول ہے کہ کسی سچے مومن کی سات پشتوں تک کسی کو سوال کرتے نہیں دیکھا جائے گا-

پس وصیت کرتے ہوئے احباب کو یہ بھی خیال رکھنا چاہئیے کہ خدا تعالیٰ نے جو اعلیٰ حصہ مقرر کیا ہے وہ ۱/۳ ہے- اور ہر مومن کو کوشش کرنی چاہئیے کہ زیادہ سے زیادہ حصہ کی وصیت کرے- ہاں اگر مجبوریوں کی وجہ سے ۱/۳ حصہ کی نہ کر سکے تو ۱/۴ حصہ کی کرے- اگر ۱/۴ حصہ کی نہ کر سکے- تو ۱/۵ کی کرے اگر ۱/۵ حصہ کی نہ کر سکے- تو ۱/۶ حصہ کی کرے- اگر ۱/۷ حصہ کی نہ کر سکے تو ۱/۸ حصہ کی کرے- اگر ۱/۸ حصہ کی نہ کر سکے تو ۱/۹ حصہ کی کرے- اگر کچھ بھی نہ کر سکے- تو ۱/۱۰ حصہ کی کرے-

میں اُمید کرتا ہوں کہ اگر دوست اس رنگ میں اپنے فرائض ادا کریں گے- تو خدا کے فضل سے بہت جلد کامیابی حاصل ہوگی- میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ آپ لوگوں کی کوششوں میں برکت ڈالے اور جو [دین حق] کی اشاعت کا کام اس نے ہمارے ذریعہ جاری کیا ہے اُسے ہماری سستی سے نقصان نہ پہنچے- بلکہ دن بدن ترقی کرے-''

بہشتی مقبرہ کی غرض.........آنے والی نسلوں کے لئے نمونہ

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں:

''غرض جب خدا تعالیٰ نے مجھ پر ظاہر کر دیا کہ اب تھوڑے دن باقی ہیں تو اسی لئے میں نے وہ تجویز سوچی جو قبرستان کی ہے اور یہ تجویز میں نے اللہ تعالیٰ کے امر اور وحی سے کی ہے اور اسی کے امر سے اسکی بناء ڈالی ہے کیونکہ اسکے متعلق عرصہ سے مجھے خبر دی گئی تھی۔ میں جانتا ہوں کہ یہ تجویز بھی بہت سے لوگوں کے لئے ابتلاء کا موجب ہوگی لیکن اس بنا سے غرض یہی ہے کہ تا آنیوالی نسلوں کے لئے ایک ایسی قوم کا نمونہ ہو....تا لوگ جانیں کہ وہ 'دین حق' اور اسکی اشاعت کیلئے فدا شدہ تھے۔''

[اقتباس از تقریر فرمودہ 26/دسمبر 1905ء الحکم جلد 10 نمبر 1 ص 5-3، 10/جنوری 1906ء بحوالہ ملفوظات جلد 4 ص 593-592]

رسالہ الوصیت ایڈیشن اوّل کا ایک صفحہ

بلکہ تم اس حالت میں زمین کے کیڑے ہو اور تھوڑے ہی دنوں تک تم اسطرح ہلاک ہو جاؤ گے جسطرح کہ کیڑے ہلاک ہوتے ہیں اور تم میں خدا نہیں ہوگا ... بلکہ تمہیں ہلاک کر کے خدا خوش ہوگا لیکن اگر تم اپنے نفس سے درحقیقت مر جاؤ گے تب تم خدا میں ظاہر ہو جاؤ گے اور خدا تمہارے ساتھ ہوگا اور وہ گھر بابرکت ہوگا جس میں تم رہتے ہوگے اور اُن دیواروں پر خدا کی رحمت نازل ہوگی جو تمہارے گھر کی دیواریں ہیں۔ اور وہ شہر بابرکت ہوگا جہاں ایسا آدمی رہتا ہوگا۔ اگر تمہاری زندگی اور تمہاری موت اور تمہاری ہر ایک حرکت اور تمہاری نرمی اور گرمی محض خدا کے لئے ہو جائیگی اور ہر ایک تلخی اور مصیبت کے وقت تم خدا کا امتحان نہیں کرو گے اور تعلق کو نہیں توڑو گے بلکہ آگے قدم بڑھاؤ گے تو مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ تم خدا کی ایک خاص قوم ہو جاؤ گے تم بھی انسان ہو جیسا کہ مَیں انسان ہوں اور وہی میرا خدا تمہارا خدا ہے۔ پس اپنی پاک قوتوں کو ضائع مت کرو۔ اگر تم پُورے طور پر خدا کی طرف جُھکو گے تو دیکھو مَیں خدا کی منشا کے موافق تمہیں کہتا ہوں کہ تم خدا کی ایک قوم برگزیدہ ہو جاؤ گے خدا کی عظمت اپنے دلوں میں بٹھاؤ اور اُسکی توحید کا اقرار نہ صرف زبان سے بلکہ عملی طور پر کرو تا خدا بھی عملی طور پر اپنا لطف و احسان تم پر ظاہر کرے۔ کینہ وری سے پرہیز کرو اور بنی نوع سے سچی ہمدردی کے ساتھ پیش آؤ ہر ایک راہ نیکی کی اختیار کرو نہ معلوم کس راہ سے تم قبول کئے جاؤ۔

تمہیں خوشخبری ہو کہ قُرب پانے کا میدان خالی ہے۔ ہر ایک قوم دنیا سے پیار کر رہی ہے اور وہ بات جس سے خدا راضی ہو اُسکی طرف دُنیا کو توجہ نہیں وہ لوگ جو پُورے زور سے اس دروازہ میں داخل ہونا چاہتے ہیں اُنکے لئے موقع ہے کہ اپنے جوہر دکھلائیں اور خدا سے خاص انعام پاویں یہ مت خیال کرو کہ خدا تمہیں ضائع کر دیگا تم خدا کے ہاتھ کا ایک بیج ہو جو زمین میں بویا گیا خدا فرماتا ہے کہ یہ بیج بڑھیگا اور پھولیگا اور ہر ایک طرف سے اسکی شاخیں نکلیں گی اور ایک بڑا درخت ہو جائیگا پس مبارک وہ جو خدا کی بات پر ایمان رکھے اور درمیان میں آنیوالے ابتلاؤں سے نہ ڈرے کیونکہ ابتلاؤں کا آنا بھی ضروری ہے تا خدا تمہاری آزمائش کرے کہ کون اپنے دعویٰ

مجلس معتمدین کی فہرست اصل رجسٹر سے تحریر کا عکس جس میں ممبران کے اسماء اور حضرت مسیح موعودؑ کے دستخط ہیں۔ یہ تحریر مکرم مولوی محمد علی صاحب سیکرٹری مجلس کی ہے۔ جن کے ساتھ دستخط ثبت ہیں۔

(۳) بوقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اصحاب ذیل کو مجلس معتمدین کے ارکین اور عہدہ دار حضور نے نامزد فرمائے

۱۔ حضرت مولوی حکیم نور الدین صاحب بھیروی — پریزیڈنٹ

۲۔ مولوی محمد علی ایم اے ایل ایل بی — جنرل سیکرٹری

۳۔ خواجہ کمال الدین صاحب بی اے وکیل چیف کورٹ پنجاب — قانونی مشیر

ارکین:

۴۔ صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب

۵۔ مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی

۶۔ خان صاحب نواب محمد علی خان صاحب رئیس مالیر کوٹلہ

۷۔ سیٹھ عبد الرحمن صاحب مدراس

۸۔ مولوی غلام حسن صاحب سب رجسٹرار پشاور

۹۔ میر حامد شاہ صاحب سیالکوٹ

۱۰۔ شیخ رحمت اللہ صاحب لاہور

۱۱۔ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب اسسٹنٹ سرجن

۱۲۔ ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب ״

۱۳۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب ״

۱۴۔ ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب ״

دستخط حضرت مسیح موعود علیہ السلام

[illegible]

خاکسار
محمد علی سیکرٹری
[illegible]

مجلس کارپرداز صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ 2005ء

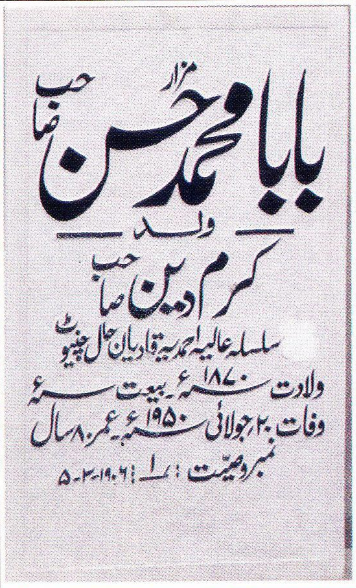


بیٹھے ہوئے (دائیں سے بائیں) مکرم جمیل الرحمٰن رفیق صاحب، مکرم مرزا عبدالصمد احمد صاحب سیکرٹری مجلس، مکرم ملک خالد مسعود صاحب صدر مجلس، مکرم مبارک مصلح الدین احمد صاحب، مکرم سید خالد احمد شاہ صاحب

کھڑے ہوئے (دائیں سے بائیں) مکرم سید قمر سلیمان صاحب، مکرم سید محمود احمد شاہ صاحب، مکرم مولانا مبشر احمد کاہلوں صاحب، مکرم مرزا فضل احمد صاحب

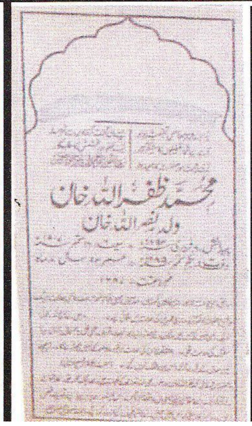


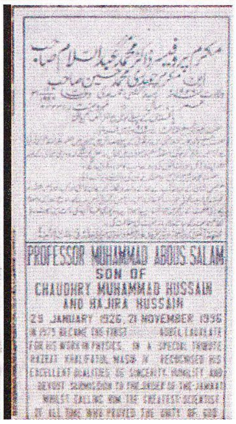


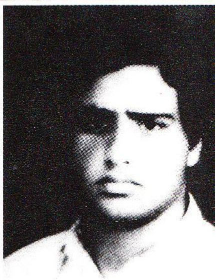












ں جمال احمد صاحب

انٹرویو سیکرٹری مجلس کارپرداز صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان

صاحبزادہ مرزا عبدالصمد احمد صاحب کا

رسالہ انصاراللہ کے وصیت نمبر کے لئے خصوصی انٹرویو

[انٹرویو: سید مبشر احمد ایاز، خواجہ ایاز احمد، مدیرونائب مدیر]

حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے 20/دسمبر 1905ء کو نظام وصیت کی بنیاد رکھی اور جولائی 1906ء تک اس کے تفصیلی قواعد اور دیگر امور کو ضمیمہ کے طور پر ہی رسالہ الوصیت میں شائع بھی فرمادیا، ان کے مطابق انجمن کارپرداز مصالح قبرستان کا قیام بھی عمل میں لایا گیا اور اس انجمن کے ممبران کو حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ نے خود نامزد فرمایا جس کے صدر حضرت حکیم مولوی نورالدین صاحب کو مقرر فرمایا، بعدازاں یہ انجمن اپنے فرائض کو ادا کرتی رہی اور اب اپنے بعض تدریجی اور ترمیمی ارتقاء کو طے کرتے ہوئے مجلس کارپرداز کے نام سے موسوم ہے، اس مجلس کے صدر اور سیکرٹری کے علاوہ ممبران کی ایک معین تعداد ہوتی ہے جن کو حضرت خلیفۃ المسیح ہر سال نامزد فرماتے ہیں، انٹرویو کے وقت اس مجلس کے ممبران کی تعداد 9 ہے، اس مجلس کے صدر محترم ملک خالد مسعود صاحب اور سیکرٹری مرزا عبدالصمد احمد صاحب ہیں، جو کہ دنیا بھر کے موصیان کی بابت جملہ امور کی نگرانی اور ریکارڈ اور دیگر امور کے انتظامی طور پر انچارج بھی کہلائے جاسکتے ہیں، مؤرخہ 05-05-05 دوپہر ایک بجے سے ساڑھے تین بجے تک محترم سیکرٹری صاحب کے دفتر میں یہ انٹرویو لیا گیا، خاکسار محترم سیکرٹری صاحب کا ممنون ہے کہ ادارہ کی درخواست کو قبول کرتے ہوئے اپنا قیمتی وقت اس انٹرویو کے لئے مختص کیا اور بیش قیمت معلومات فراہم کیں۔

اس سارے عرصہ میں آپکے ساتھ آپ کے نائب اسسٹنٹ سیکرٹری محترم نصیر احمد چوہدری صاحب بھی تشریف فرما رہے، خاکسار ان ہردو احباب کا شکرگزار ہے۔ فجزاھما اللہ احسن الجزاء

آپ سے جو انٹرویو لیا گیا اس کی تفصیلات سوالاً جواباً قارئین کی خدمت میں پیش ہیں۔

◈ محترم سیکرٹری صاحب! سب سے پہلے تو آپ اپنا تعارف اور اپنے دفتر کا عمومی تعارف ہمارے قارئین کو بتائیے؟

▣ اکتوبر 87ء کو میری تقرری بطور سیکرٹری مجلس کارپرداز ہوئی، تب یہ دفتر موجودہ دفتر اشاعت اور اصلاح وارشاد کے دفتر کے ساتھ ملحقہ ایک کمرے میں ہوتا تھا، اور 1989ء میں صدر انجمن کی بالائی منزل کی تعمیر کے بعد یہ موجودہ عمارت

[بالائی منزل] میں منتقل ہو گیا، تب کے عملہ کی نسبت کارکنان میں اضافہ کے ساتھ ساتھ موصیان کی سہولت اور بہتر خدمت کے لئے کچھ نئے شعبہ جات کا اضافہ بھی کیا گیا ہے، مثال کے طور پر نائب سیکرٹری کی مستقل اسامی کی منظوری ہوئی اور آجکل محترم نصیر احمد چوہدری صاحب اس عہدے پر فائز ہیں جو کہ دفتری امور کی عمومی نگرانی کے فرائض سرانجام دیتے ہیں، اس کے علاوہ شعبہ استقبال کا قیام عمل میں لایا گیا جس کے انچارج محترم سید طاہر محمود ماجد صاحب ہیں جو بالخصوص تدفین کے جملہ مراحل کی نگرانی کرتے ہیں اور احباب کی رہنمائی کرتے ہیں۔

شعبہ کمپیوٹر: جدید ٹیکنالوجی سے استفادہ کرتے ہوئے نظام وصیت کے جملہ امور اور ریکارڈ کو محفوظ کرنے کے لئے شعبہ کمپیوٹر قائم کیا گیا ہے، یہ کمپیوٹر جماعت کے ایک ہونہار اور ذہین مخلص اور ماہر کمپیوٹر محترم صاحبزادہ غلام قادر صاحب شہید کی یاد بھی دلاتا ہے کیونکہ یہ سارا سسٹم آپ کی نگرانی اور محنت کی ایک یادگار ہے، اس شعبہ کی نگرانی مکرم نعیم اللہ ملہی صاحب کے سپرد ہے، جو کہ ڈاکٹر [**Ph.D**] سید غلام احمد فرخ صاحب کی زیر ہدایت اس شعبہ کو کامیابی سے چلا رہے ہیں،

محترم سیکرٹری صاحب نے بتایا کہ اس شعبہ کے تحت گزشتہ تمام پرانے موصیان کا ریکارڈ اور جملہ کوائف کو محفوظ کیا جا رہا ہے اور اب تک **80%** کام مکمل ہو چکا ہے اور نئے موصیان [یعنی شعبہ کمپیوٹر کے اجراء کے بعد کے موصیان] کے تمام کوائف کمپیوٹر میں **feed** ہو چکے ہیں اور ادائیگیوں کے تمام اندراجات مکمل ہیں اور سالانہ حساب کتاب کمپیوٹرائزڈ ہر موصی کو بھجوایا جاتا ہے۔ ہر چند کہ یہ تمام ریکارڈ **manual** طریق پر رجسٹروں میں بھی درج ہوتا ہے۔

◈ سوال: سیکرٹری صاحب! آپ یہ بتلائیے کہ ربوہ کا بہشتی مقبرہ کب وجود میں آیا اور اسکا رقبہ وغیرہ کتنا ہے؟

▣ جواب: ربوہ کا نقشہ یکم فروری **1949**ء کو تیار ہوا یہ نقشہ سابق صوبہ پنجاب کے پروانشل ٹاؤن پلینر مسٹر حبیب جے۔ اے سوجی نے تیار کیا تھا جسے صوبائی گورنمنٹ نے منظور کیا جس پر نواب محمد عبداللہ خانصاحب نے بحیثیت چیف سیکرٹری صدر انجمن احمدیہ پاکستان دستخط کئے اس نقشہ میں ربوہ کی شمالی جانب پہاڑیوں کے دامن میں **75** کنال پر مشتمل اراضی قبرستان بہشتی مقبرہ کے نام سے مختص کی گئی تھی۔ **1989**ء میں اس میں توسیع کرتے ہوئے مزید **24** کنال اراضی اس میں شامل کی گئی اور اب یہ کل **99** کنال پر مشتمل ہے جو مستطیل شکل میں شرقاً غرباً پھیلا ہوا ہے۔ ہر چند کہ پاکستان بننے کے بعد بعض موصیان [جو بعد میں قطعہ خاص میں دفن ہوئے] نے وفات پائی لیکن بہشتی مقبرہ کا قیام پاکستان میں ابھی عمل میں نہ آیا تھا اس لئے وہ امانتاً دفن کئے گئے مثلاً حضرت مولانا شیر علی صاحب نے **13/** نومبر **1947**ء کو لاہور میں انتقال فرمایا، حضرت مولوی عبدالرحیم نیر صاحب **17/** ستمبر **1948**ء کو گوجرانوالہ میں وفات پا گئے، حضرت حافظ صوفی غلام محمد صاحب نے **17/** اکتوبر **1947**ء کو لاہور میں وفات پائی، البتہ ربوہ کے بہشتی

مقبرہ میں سب سے پہلی تدفین ایک موصیہ کی تھی محترمہ فاطمہ بیگم صاحبہ [کتبہ پران کانام فاطمہ بی بی لکھا ہوا ہے] اہلیہ چوہدری برکت علی صاحب وکیل المال اول تحریک جدید،آپ کی وفات 27-04-1949 ہے اور وصیت نمبر ہے 4538،ازاں بعد حضرت مولوی شیر علی صاحب اور دوسرے رفقاء کو یہاں منتقل کیا گیا۔

محترم سیکرٹری صاحب نے بتایا کہ بہشتی مقبرہ میں موجودہ بلاکس اور قطعات کی تقسیم 1952ء میں کی گئی جس کو 1953ء میں باقاعدہ کیا گیا،

آپ نے اسکی تفصیل میں جاتے ہوئے مزید بتایا کہ 1953ء میں حضرت اماں جان کی وفات کے وقت موجودہ چاردیواری کا قیام عمل میں لایا گیا اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی ہدایات کے مطابق تقریباً درمیان میں یہ جگہ مختص کی گئی اس طرح کہ اس کے چاروں طرف رفقائے حضرت اقدس کی قبریں ہوں گی جنہیں 'قطعہ رفقاء' کہا جاتا ہے،اس چاردیواری میں سب سے پہلی تدفین جیسا کہ ذکر کیا جا چکا ہے کہ حضرت اماں جان کی ہوئی،

محترم سیکرٹری صاحب نے بتایا کہ کہ پہلی مرتبہ اس چاردیواری میں 'توسیع' اس وقت ہوئی جب حضرت سیدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ کی وفات ہوئی تو اس وقت چاردیواری کی شرقی جانب ایک قبر جتنی جگہ کی بیرونی جانب توسیع کی گئی تھی، یہ 1987ء کی بات ہے البتہ بعد میں جنوبی جانب سے اس کی توسیع کی گئی جیسا کہ اب موجودہ صورت حال ہے،

ایک سوال کے جواب میں سیکرٹری صاحب نے بتایا کہ احاطہ چاردیواری میں خاندان حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ کے وہی افراد دفن ہوسکتے ہیں جن کی غیر معمولی جماعتی خدمات ہوں۔اسی طرح خاندان مسیح موعود سے تعلق نہ رکھنے والے احباب بھی خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کی اجازت سے چاردیواری میں دفن ہوسکتے ہیں۔

◈ سیکرٹری صاحب! یہاں ایک سوال یہ بھی ہے کہ کیا غیر موصی بھی اس قبرستان میں دفن ہوسکتا ہے..........؟

▣ سیکرٹری صاحب نے اس کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ دیکھیں وصیت ایک نظام ہے، جو غیر معمولی مالی قربانی اور نیکی اور تقویٰ کی امتیازی کیفیت کا نام ہے،اور ظاہر ہے کہ جو اس نظام میں شامل ہی نہیں اس کے بارے یہ سوال ہی زیرِ بحث نہیں آنا چاہیے...... ہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ نے اس نظام کا جب اجراء فرمایا تو دوسری تفصیلات کے ساتھ ساتھ رسالہ الوصیۃ [روحانی خزائن جلد 20 ص: 318-320] میں چار شرائط کا ذکر فرمایا جس میں شق 4 کے تحت فرمایا''ہر ایک صالح جو اسکی کوئی بھی جائداد نہیں اور کوئی مالی خدمت نہیں کرسکتا اگر یہ ثابت ہو کہ وہ دین کیلئے اپنی زندگی وقف رکھتا تھا اور صالح تھا تو وہ اس قبرستان میں دفن ہوسکتا ہے''۔

تو اس شق کے تحت ایک راستہ تو ہے کہ جب ایسا امر سامنے آئے تو اس پر غور ہوسکتا ہے کہ لیکن یہ کام یہ اختیار حضرت خلیفۃ المسیح کو حاصل ہے کہ وہ جو مناسب سمجھیں،حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے کئی ایسے بزرگان کو بہشتی مقبرہ

میں دفن کئے جانے کی اجازت دی مثلاً حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی ،اسی طرح حضرت شہزادہ عبداللطیف صاحب، وغیرہ وہ بزرگ ہیں کہ جو وہاں دفن تو نہیں ہو سکے البتہ ان کی یادگار وہاں نصب کی گئی۔اسی طرح حضرت صاحبزادہ پیر سراج الحق صاحب نعمانی بھی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نوراللہ مرقدہ کے ارشاد پر بغیر وصیت کے بہشتی مقبرہ قادیان میں دفن کئے گئے پھر ایک اور خوش نصیب نوجوان ہیں جن کی وصیت تو نہ تھی لیکن حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے ارشاد پر بہشتی مقبرہ ربوہ میں ان کی تدفین ہوئی ،یہ مکرم جمال احمد صاحب ہیں، جولاہور کے رہنے والے تھے [ان کا تفصیلی تعارف اسی شمارہ میں ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔مدیر] یہاں ایک اور وضاحت کرتا چلوں کہ بعض ایسے موصیان بھی دفن کئے جاتے ہیں کہ جن کی پہلے وصیت اس رنگ میں تو نہیں ہوئی ہوتی کہ ان کی وصیت منظور ہوئی ہو، بلکہ یہ علم میں آتا ہے کہ فوت ہونے والے کی خواہش تو تھی یا یہ کہ وصیت فارم منگوایا تھا لیکن مکمل نہیں کر سکا یا اس جیسی کئی صورتیں ہوسکتی ہیں دیکھنے والی بات صرف یہ ہے کہ اگر مرنے والا زندہ رہتا تو اپنی وصیت کو تکمیل تک پہنچا تا تو ایسے معاملات مجلس میں پیش ہو کر حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں پیش ہوتے ہیں اور حضور انور کی منظوری سے انہیں باقاعدہ موصی قرار دے کر بہشتی مقبرہ میں دفن کیا جاتا ہے، یوں کہہ لیں کہ ان کی وصیت کا پروسیجر ان کی وفات کے بعد مکمل ہوا۔اور یہ جو میں نے ذکر کیا ہے اسکی مثال کے طور پر مکرم صاحبزادہ مرزا غلام قادر صاحب بھی ہیں،

اس ضمن میں ایک اور دلچسپ واقعہ بھی سناتا چلوں جو کہ ایمان افروز اور نظام سلسلہ کو سمجھنے کے لئے بھی ممد ثابت ہوگا،واقعہ یوں ہے ،اور یہ واقعہ مجھے خود محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب نے سنایا تھا، صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب جو کہ ہمارے موجودہ ناظر اعلیٰ اور امیر صاحب مقامی کے بھائی تھے ،یعنی حضرت صاحبزادہ مرزا عزیز احمد صاحب کے بیٹے ،وہ بہت بیمار ہوئے اور بچنے کے امکانات بھی کچھ بہت زیادہ نہ تھے.....حضرت خلیفۃ المسیح الثانی عیادت کے لئے جایا کرتے تھے اور ایک دن اپنے ساتھ وصیت فارم لے گئے کہ وصیت کی تحریک کریں گے لیکن شاید شدت جذبات سے آپ اظہار نہ کر سکے ہوں ،آپ واپس چلے آئے اور ان کی والدہ صاحبہ کو فارم دے آئے..وصیت کرنے کی خواہش تو یقیناً ہوگی ،فارم پر ہونے کے بعد دفتر وصیت میں پہنچا تو اس وقت کے سیکرٹری مجلس کارپرداز حضرت سید سرور شاہ صاحب نے یہ کہہ کر وصیت کو منظور نہ فرمایا کہ یہ قواعد کے مطابق نہیں ، کیونکہ مرض الموت کی وصیت ہے، حضور نے اس پر کچھ نہیں فرمایا اور خاموش رہے ،جب مرزا مبارک احمد صاحب کی وفات ہوئی تو آپ نے انہیں بہشتی مقبرہ میں دفن کئے جانے کا ارشاد فرمایا اور آپ بہشتی مقبرہ قادیان میں دفن ہوئے۔

[خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہی واقعہ اسی طرح محترم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب ایم اے ناظر دیوان نے بھی خاکسار کو بتایا تھا۔مدیر]

◈ سیکرٹری صاحب !اب جبکہ دفن و تدفین کا ذکر ہو رہا ہے آپ ہمیں بتایئے کہ قبروں پر جو کتبات لگائے جاتے ہیں

تو کیا ان کے لئے کوئی خاص طریق کار مقرر ہے یا یہ کہ جو چاہے جس طرح کا چاہے کتبہ لگا سکتا ہے؟

جواب: نہیں ایسا ہرگز نہیں ہے، کتبہ پر جو عبارت ہوتی ہے وہ مجلس کی اجازت اور منظوری کے بغیر نہیں لکھی جا سکتی، اور عبارت کے الفاظ معین اور واقعی قابل ذکر ہونے چاہئیں، وگرنہ نیکی تقویٰ اور پرہیزگاری تو موصی کی بنیادی شرائط میں ہی شامل ہے اس طرح یہ تو قابل ذکر اس لئے نہیں ہو سکتے کہ لفظ 'موصی' میں ہی یہ ساری باتیں شامل ہیں، ہاں نمایاں جماعتی خدمات ہوں یا حضرت خلیفۃ المسیح کے ارشادات میں سے کوئی عبارت بنائی گئی ہو تو اسکی ہر طرح کی تسلی اور تصدیق و توثیق کے بعد مجلس کی منظوری سے اجازت دی جاتی ہے،

اسی طرح تدفین کے بعد موصی کے ورثاء اور لواحقین سے پوچھا جاتا ہے کہ آپ خود کتبہ لگوانا چاہیں گے یا دفتر لگا دے، کیونکہ اگر کوئی وارث کتبہ نہیں لگاتا تو یہ ذمہ داری دفتر کی ہے کہ وہ لگائے گا، لیکن اگر موصی کے ورثاء کتبہ لگوانا چاہتے ہوں تو عبارت کے طریق کار کا تو ذکر ہو چکا، کتبے کا سائز بھی مقرر شدہ ہے اس سے بڑا سائز قابل قبول نہیں ہوتا اور کتبے کی پشت پر بھی کوئی نام یا عبارت لکھنے کی اجازت نہیں دی جاتی اور یوں ایک سادہ اور پروقار خوبصورتی ہم بہشتی مقبرے میں دیکھ سکتے ہیں۔

سوال: سیکرٹری صاحب! ایک خیال یہ دلوں میں آتا ہے کہ احمدیت اللہ کے فضل سے دن بدن تیزی سے پھیل رہی ہے، کوئی ملک نہیں جہاں اب احمدیت اپنا وجود نہیں رکھتی، اور اسی نسبت سے اب موصیان کی تعداد بھی بڑھ رہی ہے اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی حالیہ تحریک کی برکت سے تو موصیان کی تعداد تو روز بروز بڑھتی جا رہی ہے تو کیا یہ بہشتی مقبرہ کافی ہوگا..........

جواب: بات آپ کی درست ہے، اسی لئے کچھ عرصہ سے تمام ملکوں میں یہ تحریک کی جا رہی ہے اور اس بات کو ضروری قرار دیا جا رہا ہے کہ اپنے اپنے ملک 'مقبرہ موصیان' قائم کئے جائیں یعنی ایسے قطعات مخصوص کئے جائیں جہاں صرف موصیان دفن ہوں اور آپ کے لئے یہ دلچسپ بات بتاتا چلوں کہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے گویا پہلے ہی ہمیں ایسے حالات کا سامنا کرنے کے لئے ایک حل بتلا دیا تھا چنانچہ آپ رسالہ الوصیۃ میں فرماتے ہیں ''اگر کوئی صاحب دسواں حصہ جائداد کی وصیت کریں اور اتفاقاً انکی موت ایسی ہو کہ مثلاً کسی دریا میں غرق ہو کر ان کا انتقال ہو یا کسی اور ملک میں وفات پاویں جہاں سے میت کو لانا متعذر ہو تو ان کی وصیت قائم رہے گی اور خدا تعالیٰ کے نزدیک ایسا ہی ہوگا کہ گویا وہ اسی قبرستان میں دفن ہوئے ہیں اور جائز ہوگا کہ ان کی یادگار میں اسی قبرستان میں ایک کتبہ اینٹ یا پتھر پر لکھ کر نصب کیا جائے۔ روحانی خزائن جلد 20 ص: 325-324}

چنانچہ اس تحریک کے مطابق بہت سے ملکوں میں ایسے مقبرہ ہائے موصیان کا قیام عمل میں آچکا ہے، اور ایسے

مدفون موصیان کے کتبہ جات 'یادگار' کے طور پر یہاں لگائے جاتے ہیں۔ ہاں یہ بات ضرور مدنظر رہے کہ انہیں بہشتی مقبرہ کا نام نہیں دیا جائے گا بلکہ مقبرہ موصیان کا نام دیا جاتا ہے۔

◈ سوال: کیا وفات سے قبل قبر کے لئے جگہ بھی مختص یعنی **resreve** کروائی جاسکتی ہے اور کبھی ایسا ہوا ہے؟

▣ جواب: نہیں اب ایسا نہیں ہے، کسی قسم کی **Reservation** نہیں ہوتی، ہاں چند ایک استثنائی مثالیں تو ہیں کہ انہوں نے خلیفۃ المسیح سے درخواست کر کے اپنے لئے جگہ ریزرو کروائی تھی، مثال کے طور پر ڈاکٹر عبدالسلام صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ سے درخواست کی تھی کہ انہیں اسی قطعہ میں دفن کئے جانے کی اجازت مرحمت فرمائی جائے اور قبر کی جگہ ریزرو رکھی جائے جہاں ان کے والدین دفن ہیں، ایسا ہی محترم چوہدری شاہنواز صاحب کی اہلیہ مجیدہ شاہنواز صاحبہ، اور صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب نے درخواست کی تھی جسے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے منظور فرمایا تو یہ استثنائی مثالیں ہیں وگرنہ عام ترتیب کے مطابق ہی تدفین ہوتی ہے، ہاں چاردیواری کے قریباً سامنے غربی جانب ایک قطعہ ایسا **Reserve** ہے جسے قطعہ خاص کہا جاتا ہے، حضرت مولانا عبدالمالک خان صاحب ناظر اصلاح وارشاد کی وفات پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے ارشاد فرمایا تھا کہ اس قطعہ کو مخصوص کر دیا جائے جہاں وہ موصیان دفن ہوں جن کی نمایاں جماعتی خدمات ہوں۔

◈ سوال: سیکرٹری صاحب! اب کچھ ایسی بنیادی باتوں کی بابت بتلایئے کہ جو وصیت کرنے والے کے لئے ضروری ہوں اور اس کی سہولت کا باعث ہوں؟

▣ جواب: جی ہاں! ضرور!! سب سے پہلے تو یہ ہے کہ وصیت کرنے والا، رسالہ الوصیت کو پڑھے اور بار بار پڑھے، پھر وہ وصیت فارم حاصل کرے، یہ فارم مقامی جماعت سے اور دفتر سے براہِ راست بھی منگوایا جاسکتا ہے، یہ یاد رکھا جائے کہ وصیت فارم اصل ہی استعمال کیا جائے اسکی فوٹو کاپی قابل قبول نہیں ہوگی۔ فارم کو بغور پڑھنے کے بعد پر کیا جائے اور تمام سوالوں کا جواب لکھا جائے اور نام ولدیت اور پتہ پورا پورا لکھا جائے، آمد کے علاوہ جائداد کی تفصیل بھی لکھی جائے اور دستخط کے ساتھ ساتھ انگوٹھا بھی لگوایا جائے اور کسی بھی قسم کی کٹنگ **Cutting** یا اووررائٹنگ **Overwritting** نہ کی جائے، اگر ایسا ہو تو اس پر اپنے دستخط یا **initial** کئے جائیں، **Blanco** ہرگز استعمال نہ کی جائے۔ فارم پر کرنے کے بعد مقامی صدر صاحب، یا سیکرٹری صاحب وصایا یا سیکرٹری صاحب مال کو دے دیں وہ مقامی مجلس عاملہ کی سفارش کے ساتھ یہاں مرکز میں بھجوا دیں۔

جونہی یہ فارم ملتا ہے تو ابتدائی کاروائی کے بعد اس کو ایک نمبر الاٹ کیا جاتا ہے جو مسل نمبر کہلاتا ہے اس کا مطلب یوں سمجھ لینا چاہئے کہ اب یہ وصیت منظوری کے لئے دفتری مراحل طے کر رہی ہے اور وصیت کرنے والا اسکے مطابق اب

چندہ وغیرہ ادا کرنا شروع کردے اور وصیت نمبر کی جگہ یہ نمبر یعنی مسل نمبر لکھوائے اور دفتری خط وکتابت میں بھی یہ نمبر بطور حوالہ **Refrence** کے لکھا جائے اور جونہی وصیت منظور ہو جاتی ہے تو پھر اس موصی کو وصیت نمبر الاٹ کیا جاتا ہے اور تب مسل نمبر ختم ہو جاتا ہے اور پھر وصیت نمبر استعمال کیا جاتا ہے،

یہاں سیکرٹری صاحب سے سوال کیا گیا کہ وصیت فارم پر کرنے کے لئے مالی قربانی کا پانچ سالہ گوشوارہ بھی ساتھ پر کرنا ہوتا ہے جس کی وجہ سے بعض اوقات تاخیر ہو جاتی ہے خصوصاً اس وقت جب وصیت کرنے والا پانچ سالوں کے دوران کئی جگہوں پر رہائش پذیر رہ چکا ہو......اسکے جواب میں محترم سیکرٹری صاحب نے فرمایا کہ اب یہ گوشوارہ ختم کر دیا گیا ہے کیونکہ آپکی بات درست ہے کہ کافی دقتیں پیدا ہوتی تھیں، اب اس کی جگہ عمومی مالی قربانی / چندہ جات کی ادائیگی کی تصدیق کا کالم بنا دیا گیا ہے،

◈ سوال: سیکرٹری صاحب! جیسا کہ آپ نے فرمایا ہے کہ جائداد کی تفصیل بھی لکھی جائے تو جائداد سے کیا مراد ہے؟ کیا زمین، پلاٹ اور گاڑیاں وغیرہ بھی اس میں شامل ہیں؟

▣ جواب: جائداد کی دو قسمیں ہوسکتی ہیں پہلی قسم تو جائداد منقولہ کہلائے گی مثلاً زیورات، **shares** شیئرز، حق مہر، پرائز بانڈز، نقدی وغیرہ اور دوسری قسم غیر منقولہ از قسم مکان، پلاٹ، زمین وغیرہ

اب اسکے علاوہ عام استعمال کی اشیاء جائداد میں شمار نہیں ہوں گی جیسے سائیکل، کمپیوٹر، سلائی مشین وغیرہ، ہاں ایسی مستعمل اشیاء جو موصی کے مرنے کے بعد ترکہ کہلائے اور **valuable** ہو تو وہ جائداد شمار ہو گی مثلاً گاڑی وغیرہ

◈ سوال: موصی اپنی آمد پر تو ساتھ چندہ ادا کرتا ہے تو جائداد پر کیسے چندہ ادا کیا جاتا ہے؟

جواب: جی ہاں، آمد پر تو ساتھ کے ساتھ ہی چندہ ادا کرنا چاہیئے جو بھی شرح اس نے مقرر کی ہے **1/10** یا کوئی اور، البتہ جائداد پر چندہ ادا کرنے کے کئی ایک طریق ہیں، [جائداد پر دیا جانے والا چندہ اصطلاح میں حصہ جائداد، کہلاتا ہے] ہر چند کہ جائداد پر چندہ تو دراصل اسکے ترکہ پر قابل ادا چندہ ہے، لیکن موصی کی اس سہولت کے پیش نظر کہ وہ اپنی زندگی میں ہی ساری ادائیگی کر کے مطمئن ہو جائے یہ طریق بھی بنایا گیا ہے کہ موصی اپنی جائداد کی تفصیل لکھ کر دفتر وصیت کے شعبہ 'تشخیص جائداد' کو بھجوا دیتا ہے اسکے تحت اسکی جائداد کی قیمت **Market Value** لگوانے کے بعد موصی کو بتلا دیا جاتا ہے کہ یہ اسکی قیمت ہے اور اسکے مطابق وہ ادائیگی کر سکتا ہے اور یہ ادائیگی موصی کو بہر حال دو سال کے اندر اندر کرنی ہوتی ہے، ہاں موصی کا ایسا مکان جس میں وہ خود رہائش پذیر ہو تو اسکے لئے دو سال کی بجائے پانچ سال مدت مقرر ہے، اسی طرح ایک یہ سہولت بھی ہے کہ موصی اپنی جائداد پر 'حصہ جائداد' علی الحساب ادا کرتا رہے، وہ موصی کے کھاتہ

میں درج ہوتا رہے گا اور پھر جب چاہے موصی اپنی جائداد کی تشخیص کروانے کے بعد ادائیگی کرے پیشگی ادا کی جانے والی رقم اس کے ذمہ واجب الادا حصہ جائداد سے محسوب کر لی جائے گی، تو یہ بھی ایک سہولت ہے، دراصل موصی کی سہولت کے لئے یہ طریق مقرر کئے ہیں وگرنہ جب وفات ہوتی ہے تو بعض اوقات اتنی بھاری رقم کی فوری ادائیگی کا انتظام کرنا مشکل ہوتا ہے، گو کہ ایسے مواقع پر یہ طریق بھی مقرر ہے کہ پھر دو ذمہ دار قابل قبول افراد کی شخصی ضمانت سے معاملہ طے پا جاتا ہے لیکن کبھی ایسا ممکن نہیں ہوتا تو پھر موصی کی بہشتی مقبرہ کے باہر امانتاً تدفین ہوتی ہے اور ادائیگی کے بعد پھر بہشتی مقبرہ میں نعش منتقل کی جاتی ہے جو موصی کے ورثاء اور خود دفتر کے لئے ایک تکلیف دہ امر ہوتا ہے کہ موصی نے اس لئے وصیت نہیں کی تھی، اسکی تو خواہش یقیناً یہی ہوگی کہ وہ ظاہری طور پر بھی ایسی جگہ دفن ہو جس کے لئے حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے دعائیں کی تھیں اور وہ ان دعاؤں کا مورد بنے۔ اس لئے ہم یہی **Recommend** کریں گے کہ حتی الوسع موصی اپنی زندگی میں ہی حصہ جائداد ادا کر دے تو یہ بہتر ہوگا۔

◈ سوال: آپ نے چندہ ادا کرنے کی شرح کا ذکر فرمایا ہے تو کیا **1/10** سے زیادہ بھی چندہ ادا کیا جا سکتا ہے؟

▣ جواب: جی ہاں، یہ یاد رکھنے کی بات ہے کہ وصیت نام ہے غیر معمولی مالی قربانی کا، تو **1/10** تو کم از کم معیار یا شرح ہے، اس سے زیادہ **1/3** تک جتنا چاہے موصی ادا کر سکتا ہے، اور اسکے لئے بس موصی کا لکھ دینا کافی ہے کہ وہ اس شرح سے چندہ ادا کرے گا، اور اسی طرح جب چاہے وہ اپنی اس بڑھائی ہوئی شرح میں کمی بھی کر سکتا ہے کہ نہیں میں اب آئندہ **1/10** کی شرح سے ہی ادا کروں گا، اس میں کوئی لمبی چوڑی دفتری کاروائی میں نہیں پڑا جاتا،

سوال: آپ موصی صاحبان کو اور کن باتوں کا کہنا چاہیں گے کہ جس سے ان کی وصیت کے معاملات خوش اسلوبی سے سرانجام پاتے رہیں؟

▣ جواب: ہاں یہ بہت ضروری ہے کیونکہ ہمیں جن باتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے اسکی روشنی میں مَیں یہ درخواست کرنا چاہوں گا کہ موصی جب بھی اپنی رہائش تبدیل کرے، ملازمت کے نتیجہ میں **station** تبدیل ہو، ہماری بچیاں موصیات جو ہیں، ان کی شادی ہوتی ہے وغیرہ وغیرہ تو وہ اپنا نیا ایڈریس فوراً دفتر لکھیں اور جس جماعت سے وہ **shift** ہو رہے ہیں وہاں بتلائیں کہ وہ کہاں جا رہے ہیں اور جس جماعت میں وہ آئے ہیں وہاں کے سیکرٹری صاحب مال اور صدر صاحب کو بتلائیں کہ وہ اب اس جماعت میں شامل ہو رہے ہیں،

☆ دوسری بات یہ ہے کہ ماہوار آمد پر باقاعدگی سے ہر ماہ چندہ ادا کرنے کی کوشش کریں یہ علاوہ اموال میں برکت کے اس بات کا بھی موجب بنے گا کہ پھر بعد میں اکٹھی ادائیگی کے بوجھ سے بچائے گا،

☆اسی طرح کاروبار، یا زمین کی آمد کی صورت میں جو بھی حساب کا طریق ہو ششماہی، یا سالانہ تو بھی باقاعدگی سے چندہ ادا کریں،

☆جن موصی احباب کے بزنس کی کیفیت اس طرح ہے کہ مختلف مما لک میں پھیلا ہوا ہے تو وہ اپنا چندہ بھی اسی طرح ادا کریں گے یعنی جس ملک کی کرنسی ہے اسی ملک میں چندہ ادا کریں گے۔

☆پاکستان سے علاوہ مما لک کے موصیان وکالت مال ثانی تحریک جدید کے توسط سے ہمارے ساتھ خط وکتابت رکھیں، ان کی آمد و جائداد کی ادئیگی کا حساب وکالت مال ثانی کرتی ہے اور ان کا حساب بھی باقاعدگی سے اسی چینل سے بھیجا جارہا ہوتا ہے اس کے مطابق وہ اپنا حساب رکھ سکتے ہیں اور جونہی کوئی مسئلہ ہو تو فوراً وہ رابطہ فرمائیں۔ مرکزی طور پر ان سب کی آمد کا حساب اور جائداد کی ادائیگی کا ریکارڈ دفتر وصیت ہی رکھتا ہے،

☆موصی کو ہر سال کے آخر پر، یعنی مالی سال [جون] کے اختتام پر اسکی ادائیگیوں کا گوشوارہ بھجوایا جاتا ہے اس گوشوارہ کے ساتھ تصدیق فارم بھی ہوتا ہے اس فارم کو فوری طور پر پر کر کے بھیجا جانا ضروری ہے تا کہ اس موصی کا حساب درست شمار ہو سکے

☆وصیت کرنے کی عمر تو 15 سال ہے، یعنی پندرہ سال کے بعد جب چاہے وصیت کرسکتا ہے البتہ اس کی بلوغت کی قانونی عمر جو شمار ہوتی ہے اس کے بعد وصیت کی تجدید کے لئے دوبارہ لکھا جاتا ہے، تب دوبارہ وصیت فارم پر کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی، اور یہ عمر مختلف مما لک کی مختلف ہوسکتی ہے، جیسے عموماً اٹھارہ سال ہے، لیکن وصیت وہ پندرہ سال کی عمر کے بعد کرسکتا ہے،

◈ سوال: آخر پر یہ سوال کہ اس وقت تک موصیان کی تعداد کتنی ہے اور اگر مرحلہ وار دیکھا جائے تو کیا تعداد ہوگی اور حضور انور کی حالیہ تحریک سے کیا فرق پڑا ہے؟

◘ جی ہاں، ہمارے پاس ریکارڈ موجود ہے لیکن ہندوستان اور پاکستان کی 1947ء میں **partition** کی وجہ سے میں یہ وثوق سے نہیں کہہ سکوں گا کہ یہ تعداد سو فیصد ہی درست ہوگی اسکے لئے میں معذرت چاہوں گا، یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ 47ء کے بعد پاکستان میں وصیت کرنے والوں اور انڈیا سے وصیت کرنے والوں کے نمبروں میں ایک تبدیلی نوٹ کرنی ہوگی اور وہ یہ کہ پارٹیشن تک کے نمبر تو **common** رہے، اسکے بعد الگ الگ نمبر الاٹ ہونے لگے، مثال کے طور پر اگر 47ء تک وصیت نمبر 9880 تصور کیا جائے تو پارٹیشن کے بعد پاکستان سے وصیت کرنے والے کو 9881 نمبر الاٹ ہوگا اور انڈیا سے وصیت کرنے والے کو بھی 9881 نمبر ملے گا، یعنی پارٹیشن تک ایک ہی نمبر تھا اور اسی آخری نمبر سے دونوں ملکوں سے یہی نمبر شروع رکھا گیا، اور یہ بھی بتاتا چلوں کہ انڈیا کی مجلس کارپرداز کے تحت

صرف انڈیا کے موصیان کا ریکارڈ رکھا جاتا ہے ،باقی تمام دنیا بھر کے ممالک کے موصیان کا ریکارڈ پاکستان کی مجلس کارپرداز کے تحت رکھا جاتا ہے ،یعنی وہ تمام صدر انجمن احمدیہ پاکستان کے تحت ہیں ، یہاں تک کہ اگر کوئی قادیان کا وصیت نمبر رکھنے والا جب دوسرے کسی ملک میں شفٹ ہوتا ہے تو اس کا حساب کتاب اور نمبر صدر انجمن احمدیہ پاکستان کے تحت ہمارے اسی دفتر وصیت کے ماتحت ہو جائے گا اس کا نمبر وہی رہے گا البتہ ساتھ Q لکھا جائے گا۔ تو اب میں اعداد و شمار کی طرف آتا ہوں ،

حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ میں موصیان کی تعداد 303 تھی ،خلافت اولیٰ میں 500 ،خلافت ثانیہ میں 17200 ،خلافت ثالثہ میں 7650 اور خلافت رابعہ میں 9500 تعداد رہی ،اور خلافت خامسہ میں حضور انور کی تحریک سے پہلے کی تعداد 2000 تھی ،اور اوسطاً سالانہ تعداد کم وبیش 500 موصی سالانہ کے حساب سے اضافہ ہوتا رہا [البتہ اگر 1906ء سے 2004ء تک کو لیا جائے تو اندازاً قریباً پونے چار سو موصی سالانہ کے حساب سے اضافہ ہوتا رہا۔ مدیر]

اب جہاں تک تعلق ہے کہ حضور انور کی تحریک کے بعد کیا تناسب ہے تو یہ حیرت انگیز ہے ، ناقابل یقین ، ناقابل بیان ہے ،وہ جذبہ اور وہ شوق جو ایک احمدی کو عطا کیا گیا ہے ،کیا جادو ہے امام کی آواز میں ، کیا تاثیر ہے اس کی پکار میں ، کیا سحر ہے اس کے الفاظ میں ، کہ احمدی اس کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے یوں لپکتا ہے کہ جیسے اس نے وہ آواز آج ہی سنی ہو ، اب جیسا کہ میں عرض کر رہا تھا کہ اوسطاً 500 تعداد رہی ، اور اگر آپ کا حساب سامنے رکھیں تو 400 بھی نہیں بنتی ،تو اب جولائی بلکہ اگست 2004ء میں حضور نے تحریک فرمائی ہے وصیت کو بڑھانے کی تو ابھی دسواں مہینہ شروع ہوا ہے ،اب جس وقت آپ انٹرویو لے رہے ہیں آج 5/ مئی ہے ، تو نو ماہ مکمل ہوئے تو اس نو مہینوں میں ہی 9200 نئے موصیان ریکارڈ ہو چکے ہیں [انڈیا کے مخلصین کی تعداد اس میں شامل نہیں] تو جیسا میں نے بتایا ہے کہ ہمارے لئے تو یہ نئی بات نہیں ، ایمان افروز ضرور ہے کہ کس طرح خلیفہ کی آواز پر ایک احمدی پروانوں کی طرح لپکتا ہے ، اور بے چین ہو کر وہ کہتا ہے کہ

جان و مال و آبرو حاضر ہیں تیری راہ میں

یہ تو نئے موصیان کی بات ہے میں ایک اور بات بھی بتانا چاہتا ہوں کہ حضور انور نے جب خطاب فرمایا ہے تو خاکسار بھی جلسہ میں شامل تھا ، اور حضور کا خطاب ختم ہوا ہے تو سٹیج پر ہی مجھے ایک دوست نے روک لیا اور کہنے لگے کہ میں نے وصیت تو کی ہوئی ہے لیکن پیارے آقا کی تحریک ہے وصیت کی بابت تو میری یہ درخواست ہے کہ میری شرح آپ بڑھا دیں ، تو دوسری طرف ایک یہ بھی لبیک کہنے کی دوڑ لگی ہے ، کہ ہمیں درخواستیں موصیان کی آ رہی ہیں کہ ہم نے وصیت تو کر لی ہوئی ہے اب حضور کی تحریک پر لبیک کیسے کہیں ،آپ ہماری شرح بڑھا دیں ،تو 1/10 سے

1/8,1/5,1/3 کی درخواستیں بھی مسلسل آرہی ہیں،اورہمیں پورایقین ہے کہ پیارے آقانے جوٹارگٹ دیاتھاہمارے احمدی بھائی اوربہنیں پیارے آقاکی اس خواہش کوپوراکریں گے اورہم اس ٹارگٹ سے کہیں آگے چلے جائیں گے۔انشاءاللہ

اس کے ساتھ ہی ہمارایہ انٹرویوجوکہ کم وبیش اڑھائی گھنٹے پرمشتمل تھا،ختم ہوا،انٹرویوکے اختتام پرہماری درخواست پرمحترم سیکرٹری صاحب نے کچھ نایاب تاریخی سرٹیفیکٹ کی نقول عطاکیں جوان کے شکریہ کے ساتھ ہم اس خصوصی اشاعت میں شامل کررہے ہیں،ان میں سب سے پہلے وصیت کی سعادت حاصل کرنے والے موصی محترم باباحسن محمدصاحب کاسرٹیفکیٹ ہے،اسی طرح مجلس کارپرداز کے لئے باعث فخروسعادت یہ امربھی ہے کہ اس مجلس کے تین صدراس وقت تک ایسے ہیں کہ جوبعدمیں مسندِ خلافت پرمتمکن ہوئے حضرت مولوی حکیم نورالدین صاحب ،حضرت صاحبزادہ مرزابشیرالدین محموداحمدصاحب اورحضرت صاحبزادہ مرزامسروراحمدصاحب،ہم تین ایسے سرٹیفیکیٹ کے عکس شامل اشاعت کررہے ہیں کیونکہ دفتروصیت کے لئے یہ نادرونایاب بھی ہے اورایک متبرک تاریخی ریکارڈبھی،

[نوٹ:یہ انٹرویومحترم سیکرٹری صاحب مجلس کارپرداز کے ملاحظہ کے بعدشائع کیاجارہاہے تاہم دفتری قواعدوضوابط کی تشریح وتوضیح وہی ہوگی جودفتروصیت کرے گااس کے مندرجات کوحتمی نہ سمجھاجائے۔ادارہ]

دوقابل رشک وجود

حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں:’’ان دنوں میں میری جماعت میں سے دوایسے مخلص آدمیوں نے اس کام کے لئے چندہ دیاہے جوباقی دوستوں کے لئے درحقیقت جائے رشک ہیں۔ایک ان میں سے منشی عبدالعزیزنام ضلع گورداسپورمیں پٹواری ہیں جنہوں نے باوجوداپنی کم سرمائیگی کے ایک سوروپیہ اس کام کے لئے چندہ دیاہے۔اورمیں خیال کرتاہوں کہ یہ سوروپیہ کئی سال کاان کا اندوختہ ہوگا۔اورزیادہ وہ قابل تعریف اس سے بھی ہیں کہ ابھی وہ ایک اورکام میں سو(100)روپیہ چندہ دے چکے ہیں اوراب اپنے عیال کی بھی چنداں پرواہ نہ رکھ کریہ چندہ پیش کردیا۔جزاھم اللہ خیر الجزاء۔

دوسرے مخلص جنہوں نے اس وقت بڑی مردانگی دکھلائی ہے میاں شادی خان لکڑی فروش ساکن سیالکوٹ ہیں۔ابھی وہ ایک کام میں ڈیڑھ سو روپیہ چندہ دے چکے ہیں۔اوراب اس کام کے لئے دوسوروپیہ چندہ بھیج دیاہے۔اوریہ وہ متوکل شخص ہے کہ اگراس کے گھرکاتمام اسباب دیکھاجائے توشایدتمام جائیدادپچاس روپیہ سے زیادہ نہ ہو۔انہوں نے اپنے خط میں لکھاہے کہ’’چونکہ ایام قحط ہیں اوردنیوی تجارت میں صاف تباہی نظرآتی ہے توبہترہے کہ ہم دینی تجارت کرلیں اس لئے جوکچھ اپنے پاس تھاسب بھیج دیا........‘‘

(مجموعہ اشتہارات۔جلدسوم۔صفحہ 314-315)

بہشتی مقبرہ میں سب سے پہلے دفن ہونے والے

حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹی

مکرم احمد طاہر مرزا صاحب۔ ربوہ

حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹی نور اللہ مرقدہ یکے از رفقاء313 کا وصال 11/اکتوبر1905ء کو سینتالیس سال کی عمر میں قادیان میں ہوا۔ آپ کے بارہ میں سیدنا حضرت اقدس علیہ السلام کو بعض الہامات ہوئے، جن میں آپ کا مقام و مرتبہ بیان کیا گیا ہے۔ آپ کا جنازہ سیدنا حضرت مسیح موعودؑ نے دو دفعہ پڑھایا۔ پہلی مرتبہ وصال کے وقت، دوسری مرتبہ اس وقت جب آپ کا تابوت بہشتی مقبرہ منتقل کیا گیا۔ آپ کا سلسلہ احمدیہ میں ایک خاص مقام ہے۔ چونکہ اکتوبر1905ء میں آپ کا وصال ہو گیا تھا۔ اس لئے ظاہراً آپ نظام وصیت میں شامل نہ ہو سکے۔ تاہم جب سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نظام وصیت کا اعلان فرمایا اور پھر بہشتی مقبرہ کا افتتاح فرمایا تو حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی کی خدمات سلسلہ اور فدائیت کے نمونوں کے پیش نظر بہشتی مقبرہ میں آپ کو سب سے پہلے دفن ہونے کا اعزاز بخشا۔ گو موصی نمبر 1 حضرت بابا حسن محمد صاحب نور اللہ مرقدہ تھے جو حضرت مولانا رحمت علی صاحب مجاہد جاوا و سماٹرا کے والد تھے۔ تاہم اول دفن ہونے والے حضرت مولوی صاحب موصوف بنے۔ حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹی نور اللہ مرقدہ کی تدفین کے بارہ میں بعض کوائف درج ذیل ہیں۔

بہشتی مقبرہ کا باقاعدہ افتتاح

حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی مؤسس و مدیر الحکم تحریر فرماتے ہیں:

> ”یہ ہفتہ (26 دسمبر 1905ء) اسی وجہ سے بھی سلسلہ کی تاریخ میں نمایاں یادگار رہوگا کہ بہشتی مقبرہ کا باقاعدہ افتتاح 26 دسمبر 1905ء کو ہوا۔ جبکہ ... کے لیڈر مولوی عبدالکریم (نور اللہ مرقدہ) کو اس مقبرہ میں منتقل کیا گیا۔“

(الحکم قادیان 10 جنوری 1906ء ص2)

حضرت مولوی محمد جی روایت کرتے ہیں:

”حضرت مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم کی نعش جب مقبرہ بہشتی میں دفن کرنے لگے۔ تو قبر زیادہ

کشادہ کرنے کی ضرورت پڑی۔ قبر کے تیار ہونے تک حضور علیہ السلام ٹوٹی ہوئی منجھ کے بان والی چارپائی پر تشریف فرما رہے۔ اور خاکسار حضور علیہ السلام کی ٹانگیں دبا رہا تھا۔''

(رجسٹر روایات نمبر 8 روایت نمبر 52 ص 70)

دو بار نماز جنازہ:

''حضرت مولوی عبدالکریم صاحب (نوراللہ مرقدہ) مرحوم کی جب نعش مقبرہ بہشتی میں دفن کرنے کے لئے لائی گئی۔ تو حضور علیہ السلام نے دوبارہ ان کی نماز جنازہ پڑھائی تھی۔ اس واقعہ کی روئیداد حضرت شیخ عرفانی الکبیر کے قلم سے پیش ہے:۔

''حضرت مولانا عبدالکریم صاحب (نوراللہ مرقدہ) کا تابوت 26 ردسمبر 1905ء کو بعد نماز ظہر و عصر نکالا گیا اور احباب بادیدہ گریاں اپنے کندھوں پر اٹھا کر باغ میں لے گئے۔ خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی جنازہ کے ہمراہ تھے۔ 27 تاریخ کی صبح ۱۰ ربجے کے قریب اعلیٰ حضرت نے اپنی جماعت کو لیکر پھر جنازہ پڑھا۔ عرصہ تک آپ کے مدارج کی ترقیات کے لئے دعا کرتے رہے۔ ۲۶ ردسمبر کو جبکہ حضرت (مسیح موعود علیہ السلام) بہشتی مقبرہ یعنی جدید قبرستان میں مولوی عبدالکریم صاحب (نوراللہ مرقدہ) کی قبر کو دیکھ کر بیٹھ گئے تھے۔ میرے محترم بھائی منشی نواب خان صاحب ثاقب نے مرحوم کی وفات پر ایک ترجیع بند پڑھا۔ حضرت (مسیح موعود علیہ السلام) نے اس کو بہت پسند فرمایا...... حضرت (مسیح موعود علیہ السلام) کا ارادہ آپ کچھ لکھنے کا تھا۔ منشی ثاقب صاحب کی نسبت فرمایا:۔ ''ہمارا لکھنے کا ارادہ تھا۔ انہوں نے ہمارا منشاء پورا کر دیا''

(الحکم قادیان ۱۰رجنوری ۱۹۰۶ء)

حضرت مسیح موعودؑ نے مولانا صاحب مرحوم کی شان میں ایک قصیدہ بھی رقم فرمایا جو کہ آپ کے مزار کے کتبہ پر درج ہے، جس کے دو شعر یہ ہیں

کے تواں کردن شمارِ خوبیٔ عبدالکریم	آنکہ جاں داد از شجاعت بر صراطِ مستقیم
اے خدا! بر تُربتِ اُو ابرِ رحمت ہاببار	داخلش کن از کمالِ فضل در بیت النعیم

عجب تھا عشق اس دل میں محبت ہو تو ایسی ہو

حضرت قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری فرماتے ہیں۔

''میرے پہلے قیام گورداسپور میں ایک واقعہ پیش آیا کہ ایک دفعہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب نے حضرت احمد سے عرض کی کہ حضور لنگری کہتا ہے کہ لنگر کا خرچ ختم ہو گیا ہے۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ بعض مخلص احباب کو متوجہ کیا جاوے۔ چند مخلص افراد کو امداد لنگر کے واسطے خطوط لکھے گئے۔ اور کئی مخلصوں کے جواب اور رقوم آئیں۔ ان میں سے ایک واقعہ خاکسار کو یاد ہے کہ وزیرآباد کے شیخ خاندان نے (جو مخلص احمدی تھے) کا ایک پسر نوجوان خط ملتے وقت ... فوت ہوا تھا اور اس کے کفن دفن کے واسطے مبلغ دوسو روپے بغرض اخراجات اس کے پاس موجود تھے۔ اس نے اسی وقت ایک خط حضرت احمد کو لکھا۔ یہ خط ایک سبز کاغذ پر تحریر تھا جس کے عنوان میں لکھا۔

اے خوشا مال کہ قربان مسیحا گردد

مبارک ہے وہ مال جو خدا کے مسیح کے لئے قربان کر دیا جاوے۔

نیچے خط میں لکھا کہ میرا نوجوان لڑکا ... فوت ہوا ہے۔ میں نے اس کی تجہیز و تکفین کے واسطے مبلغ دوسو روپے تجویز کئے تھے۔ جو ارسال خدمت کرتا ہوں۔ اور لڑکے کو اس کے لباس میں دفن کرتا ہوں۔ یہ ہے وہ اخلاص جو حضرت صاحب کے مریدوں کے دلوں میں حضرت صاحب کے واسطے تھا۔''

(قاضی محمد یوسف فاروقی احمدی قاضی خیل۔ رسالہ ظہور احمد موعود صفحہ 70`71۔ مطبوعہ 30 جنوری 1955ء)

سب سے پہلے موصی

حضرت بابا محمد حسن صاحب

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو الٰہی اشارے گو کہ کم و بیش 1898ء سے ہو رہے تھے کہ ایک ایسا قبرستان بنایا جائے جہاں صرف ایسے مخلصین ہی دفن ہوں جو خدمت دین میں ہر قسم کی قربانی میں نمایاں ہوں، 1898ء میں جو کشف ہوا اسکی تفصیل آپ کے الفاظ میں یوں تھی 'مجھے ایک جگہ دکھلا دی گئی کہ یہ تیری قبر کی جگہ ہوگی، ایک فرشتہ میں نے دیکھا کہ وہ زمین کو ناپ رہا ہے تب ایک مقام پر اس نے پہنچ کر مجھے کہا کہ یہ تیری قبر کی جگہ ہے، پھر ایک جگہ مجھے ایک قبر دکھلائی گئی کہ وہ چاندی سے زیادہ چمکتی تھی اور اس کی تمام مٹی چاندی کی تھی تب مجھے کہا گیا کہ یہ تیری قبر ہے اور ایک جگہ مجھے دکھلائی گئی اور اس کا نام بہشتی مقبرہ رکھا گیا اور ظاہر کیا گیا کہ وہ ان برگزیدہ جماعت کے لوگوں کی قبریں ہیں جو بہشتی ہیں۔' [تاریخ احمدیت جلد 2 ص 438-437]، اسی طرح حضرت نواب محمد علی خان صاحب کے نام اپنے ایک مکتوب مرقومہ 6/ اگست 1898ء میں فرماتے ہیں 'میرے دل میں خیال ہے کہ اپنے اور اپنی جماعت کے لئے خاص طور پر ایک قبرستان بنایا جائے... بقول شیخ سعدیؒ کہ 'بداں را بہ نیکاں بخشد کریم' یہ بھی ایک وسیلہ مغفرت ہوتا ہے جسکو شریعت میں معتبر سمجھا گیا ہے۔ اس قبرستان کی فکر میں ہوں کہ کہاں بنایا جائے....' [تاریخ احمدیت جلد 2 ص 438]

☆ مؤرخہ 8/ دسمبر 1905ء کو آپ فرماتے ہیں: 'میں چاہتا ہوں کہ جماعت کے لئے ایک زمین تلاش کی جاوے جو قبرستان ہو، یادگار ہو اور عبرت کا مقام ہو... اس قبرستان میں ہمارا ہر دوست جو فوت ہو اسکی قبر ہو۔ میرے دل میں خدا تعالیٰ نے پختہ طور پر ڈال دیا ہے کہ ایسا ہی ہو، جو خارجاً مخلص ہو اور وہ فوت ہو جاوے اور اسکا ارادہ ہو کہ اس قبرستان میں دفن ہو۔ اس جماعت کو بہ ہیئت مجموعی دیکھنا مفید ہوگا.... عجیب مؤثر نظارہ ہوگا جو زندگی میں ایک جماعت تھے مرنے کے بعد بھی ایک جماعت ہی نظر آئیگی۔ یہ بہت خوب ہے، جو پسند کریں وہ پہلے سے بندوبست کر سکتے ہیں کہ یہاں دفن ہوں جو لوگ صالح معلوم ہوں ان کی قبریں دور نہ ہوں، ریل نے آسانی کا سامان کر دیا ہے اور اصل تو یہ ہے مَا تَدْرِیْ نَفْسٌ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ مگر اس میں یہ کیا لطیف نکتہ ہے کہ بِاَیِّ اَرْضٍ تُدْفَنُ نہیں لکھا۔ صلحاء کے پہلو میں دفن بھی ایک نعمت ہے۔'

[الحکم جلد 13 نمبر 1 ص 13، 7/ جنوری 1909ء بحوالہ ملفوظات جلد 4 ص 587-586]

☆ بالآخر آپ نے 20/ دسمبر 1905ء کو ایک رسالہ تحریر فرمایا 'الوصیت' نام سے جو کہ فوری طور پر چھپوا کر تیار کیا گیا اور الحکم اور البدر کے شماروں میں فوری اور ترجیحی بنیادوں پر شائع کیا گیا، الحکم کے شمارہ مؤرخہ 10/ اور 17/ جنوری 1906ء میں

یہ رسالہ مع ضمیمہ متعلقہ رسالہ الوصیۃ شائع ہوا،

☆ یہ بات کہ آپ کو دیر سے اس قبرستان کی طرف غیبی اشارے ہو رہے تھے، حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے اس ارشاد سے بھی تائید ہوتی ہے جس میں آپ فرماتے ہیں ''...عرصہ ہوا کہ خدا تعالیٰ نے مجھ پر ظاہر کیا تھا کہ ایک بہشتی مقبرہ ہوگا گویا اس میں وہ لوگ داخل ہوں گے جو اللہ تعالیٰ کے علم اور ارادہ میں جنتی ہیں.....''

[الحکم جلد 10 نمبر 4 ص 3-2 مؤرخہ 31/ جنوری 1906ء بحوالہ ملفوظات جلد 4 ص 616]

☆ بہر حال حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے جب یہ اعلان شائع کیا تو مخلصین نے جوق در جوق لبیک کہا اور ہر چند کہ آپ نے 1/10 کی مالی قربانی پیش کرنے کا کہا تھا، لیکن ان جاں نثاروں نے 1/5 اور 1/6 اور 1/3 تک کی قربانی پیش کی، اللہ تعالیٰ نے ان کے اس مخلصانہ جذبہ کو قبول فرمایا اور خدا کے اس پیارے نے ان کی اس قربانی کو بنظرِ احسن دیکھا اور خوشی سے ان کا ذکر خیر بھی فرمایا، آپ نے فرمایا'' ....الوصیت اشتہار میں جو میں نے حصہ جائداد کی اشاعتِ ... [دین حق] کے لئے وصیت کرنے کی قید لگائی ہے میں نے دیکھا کہ کل بعض نے 1/6 کردی ہے یہ صدق ہے جو ان سے کرواتا ہے.. تم اس بات کو کبھی مت بھولو کہ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم کے بغیر جی ہی نہیں سکتے.....''

[الحکم جلد 10 نمبر 4 ص 3-2 مؤرخہ 31/ جنوری 1906ء بحوالہ ملفوظات جلد 4 ص 616]

چونکہ پہلے موصی کا ذکر کرنا بھی مقصود ہے اس ضمن میں تاریخ احمدیت میں ہمیں یوں لکھا ہوا ملتا ہے'' قواعد وضوابط کے مطابق پہلی وصیت بابا محمد حسن صاحب اوجلوی کی منظور کی گئی'' [تاریخ احمدیت جلد 2 ص 441] البتہ اسکے حواشی صفحہ 452 حاشیہ نمبر 19 پر لکھا ہے 'یاد رہے کہ الوصیت کی اشاعت کے معاً بعد ہی وصیتوں کے لکھنے کا سلسلہ شروع ہوگیا تھا اور عملاً پہلی وصیت نور الدین صاحب ولد اللہ بخش صاحب آف لاہور نے کی تھی۔ الحکم 13/ جنوری 1906ء ص 11'

اس کی مزید تفصیل میں جائیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ نے جب رسالہ الوصیت شائع فرمایا اور جو کہ الحکم کے 10/ اور 17/ جنوری کے شماروں میں شائع بھی ہوگیا تو اسکے معاً بعد سب سے پہلے ہمیں ایڈیٹر الحکم حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحب کی وصیت چھپی ہوئی نظر آتی ہے، یہ وصیت الحکم کے 24/ جنوری 1906ء کے شمارہ میں صفحہ نمبر 3 پر 'وصیتِ یعقوب' کے عنوان سے ملتی ہے۔ آپ اس میں لکھتے ہیں' میں اس وقت بقائمی ہوش وحواس ضروری سمجھتا ہوں کہ اسی اعلان الوصیت کے ماتحت اپنی وصیت شائع کردوں ....میری کل جائداد... کا 1/3 حصہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ یا آپ کے مقرر کردہ امین کے منشاء کے ماتحت سلسلہ عالیہ احمدیہ.... یعنی اشاعت [دین حق] میں صرف کردیا جائے .....' آپ نے یہ وصیت 20/ جنوری 1906 کو تحریر فرمائی تھی۔ اس کے بعد 31/ جنوری 1906ء کے شمارہ الحکم کے صفحہ 12-11 پر تین وصایا چھپی ہیں جن میں سے پہلی وصیت کے ساتھ لکھا ہوا ہے نمبر 1 اور اس کے علاوہ مزید دو وصیتیں ہیں، یہ

ایک نمبر نورالدین احمدی ولد اللہ بخش صاحب ساکن حال لاہور ہیں 1/9 حصہ کی وصیت ہے اور 22/ جنوری کو وصیت تحریر کر رہے ہیں، ان کے بعد محمد حسن صاحب ہیں جو کہ 1/5 حصہ کی وصیت کر رہے ہیں اور 26/ دسمبر 1905ء کو وصیت تحریر کر رہے ہیں، پھر جمال الدین ولد شیخ سلطان صاحب گوجرانوالہ 1/5 حصہ کی وصیت کرتے ہیں اور 14/ جنوری 1906ء کی تحریر وصیت ہے، نمبر 1 لکھا ہوا ہونے کی وجہ سے یہ قیاس کرنا کہ یہی موصی نمبر ایک تھے یا وصیت نمبر ایک تھی قابل غور امر ہوگا کیونکہ تاریخ تحریر کے اعتبار سے تو اس سے پہلے تین وصیتیں لکھی جا چکی ہیں یعنی حسن محمد صاحب جو کہ 26/ دسمبر 05ء کو اور جمال الدین صاحب 14/ جنوری کو اور خود عرفانی صاحب 20/ جنوری کو وصیت لکھ رہے ہیں، جہاں تک نمبر 1 لکھنے کا رواج ہے تو وہ معلوم یوں ہوتا ہے کہ کوئی باقاعدہ نمبر شمار یا سیریل نمبر نہیں تھا کیونکہ باقی دونوں وصیتوں پر کوئی نمبر نہیں ہے ،اور بعد میں بلکہ بہت بعد میں شائع ہونے والی وصیتوں پر پھر نمبر 1 لکھا ہوا دکھائی دے گا مثلاً الحکم 30/ ستمبر 1906ء صفحہ 11 پر دو وصایا شائع ہوئی ہیں اور ان پر بالترتیب نمبر 1 اور نمبر 2 لکھا ہوا ہے ،اور آخری بات یہ کہ پہلی تمام لکھی گئی وصیتوں کو دوبارہ زیر غور لایا گیا کیونکہ بعد میں قواعد وضوابط وضع کئے جاتے ہیں اور الحکم 10/ فروری 06ء کو صفحہ 10 پر فارم وصیت کے عنوان سے موصی کے لئے ایک فارم اور مزید ہدایات شائع ہوتی ہیں اور ایک اعلان یہ شائع ہوتا ہے کہ ''وصیت کی فارم اور ضروری ہدائتیں شائع ہو چکی ہیں تمام دوست ان کو بغور مطالعہ فرماویں اور وہ کل احباب جو آج تک وصیتیں پہنچ چکی ہیں ان ہدایات کے مطابق از سرِ نو وصیتیں لکھیں.....''

اس کے بعد 10/ اگست 1906ء الحکم صفحہ 11 پر سیکرٹری مولوی محمد علی صاحب کے نوٹ کے ساتھ از سرِ نو وصایا شائع ہوئی جو کہ باقاعدہ وصیت کہلائے جانے کی مستحق ہے اور اس سے پہلے سیکرٹری صاحب کی طرف سے ایک نوٹ ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلی وصیتیں یا تو قواعد کے مطابق لکھنے کے لئے واپس کر دی گئیں یا کوئی اور سقم رہ گیا ہوگا کیونکہ بعد میں ہمیں نورالدین صاحب کی وصیت کا کوئی پتہ نہیں چلتا، بہر حال سیکرٹری صاحب کی طرف سے جو باقاعدہ وصیتیں شائع ہوئیں تو اس میں سب سے پہلی وصیت محمد حسن صاحب ولد کرم الدین صاحب ساکن اوجلہ کی تھی۔

حضرت بابا محمد حسن صاحب کا تعارف مکرم احمد طاہر مرزا صاحب نے ہمیں لکھ کر ارسال فرمایا ہے آپ لکھتے ہیں:

حضرت بابا محمد حسن صاحب کی ولادت ۱۱ جولائی ۱۸۷۰ء کو اوجلہ میں ہوئی - جو گورداسپور سے ایک میل جانب مشرق اور قادیان سے 17 میل شمال مشرق پر واقع ہے- رفقائے قادیان کے سلسلہ میں آپ کا اسم گرامی 68 نمبر پر اس طرح سے ہے-'بابا حسن محمد ابن چوہدری کرم الدین صاحب اوجلہ متصل گورداسپور حال قادیان دارلامان ، بیعت وشرف زیارت 1895ء

آپ نے 1895ء میں بیعت کا شرف حاصل کیا۔ 1902ء میں قادیان ہجرت کر کے تشریف لے آئے۔
5 مارچ 1906ء کو موصی نمبر اول کا شرف حاصل کیا۔ قیام پاکستان کے بعد آپ چنیوٹ میں رہائش پذیر رہے۔ جہاں تا وفات حسب ارشاد حضرت مصلح موعود نور اللہ مرقدہ جولائی 1950ء تک بیت احمدیہ میں مقیم رہے۔
آپ کا وصال 20 جولائی 1950ء کو چنیوٹ میں ہوا۔ اور 21 جولائی کو حضرت مفتی محمد صادق صاحب بھیروی نے آپ کا جنازہ پڑھایا۔ آپ کی تدفین مقامی قبرستان ربوہ میں ہوئی۔ بعد میں آپ کو بہشتی مقبرہ ربوہ میں منتقل کر دیا گیا۔ آپ مجاہد جاوا وسماٹرا حضرت مولوی رحمت علی صاحب کے والد ماجد ہیں۔ (الفضل لاہور 26 جولائی 1950ء و 6 ستمبر 1950ء)

روایات حضرت بابا محمد حسن صاحب

(**انتخاب**: یہ انتخاب ان روایات سے ہے جو مکرم چوہدری عبدالستار بی اے آنرز ایل۔ ایل۔ بی نے اس نوٹ سے روزنامہ الفضل ربوہ میں شائع کروائی تھیں کہ یہ روایات مجھ سے حضرت بابا محمد حسن نے [جو بابا حسن محمد کے نام سے بھی مشہور تھے] 30 اور 31 دسمبر 1937ء کو قادیان میں پنجابی زبان میں بیان کیں اور میں اسی وقت اردو میں لکھتا گیا۔ میں نے روایات کے اصل الفاظ میں حتی الواسع بہت کم تبدیلی کی ہے۔)

میں احمدی کس طرح ہوا:

فرمایا: ''میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ابتداء میں سخت مخالف تھا۔ اس وقت میں ڈاکخانہ میں بحیثیت چٹھی رساں ملازم تھا۔ اپنے بھائی منشی عبدالعزیز صاحب اوجلوی کو احمدیت کی وجہ سے سخت الفاظ کہہ دیا کرتا مگر حضرت اقدس کی شان میں برے الفاظ نہ کہتا۔ آخر ایک روز میرے دل میں خیال آیا کہ گذشتہ انبیاء کے وقت میں بھی بہت سے لوگ شک میں رہے اور ان کو قبول نہ کیا۔ ایسا نہ ہو کہ حضرت مرزا صاحب واقعی وقت کے امام ہوں اور میں ان کے انکار کی وجہ سے منکرین کے زمرہ میں شامل ہو جاؤں۔ اس لئے میں نے اس معاملہ میں خدا تعالیٰ سے رو ، رو کر دعائیں کرنا شروع کیں میں قبرستان میں دعائیں کرتا تا خدا تعالیٰ میری ہدایت فرمائے۔ لوگوں میں چرچا شروع ہو گیا کہ رات کے وقت آجکل قبرستان میں کوئی جن یا چڑیل روتی رہتی ہے۔ میں نے دل میں سوچا کہ ایسا نہ ہو کہ لڑکے مجھے قبرستان میں کوئی جن یا چڑیل سمجھ کر مارنے لگ جائیں اس لئے میں نے قبرستان میں دعا کرنا ترک کر دیا۔ میں اپنے گاؤں اوجلہ کی [بیت الذکر] میں دعائیں کرتا اور روتا۔ لوگ کہتے کہ [بیت الذکر] میں کوئی جن آگیا ہے اور وہ رات کو روتا رہتا ہے پھر میں نے [بیت الذکر] بھی چھوڑ دی۔ جنگل میں میری کچھ زراعتی زمین تھی اس جگہ میں نے دعائیں کرنا اور رونا شروع کیا۔ جب چودہ روز مجھے اس طرح دعائیں کرتے گذر گئے تو اس وقت چاند کی چودھویں رات تھی۔ میرے چاروں طرف میدان تھا جس میں کوئی فصل وغیرہ نہ تھی۔ میں درود شریف پڑھ رہا تھا۔ مجھے یکدفعہ غنودگی آئی اور دائیں طرف سے مجھے

آواز آئی۔ تیرا نام کیا ہے؟ میں نے کہا محمد حسن۔ پھر میں نے اس بلانے والے سے دریافت کیا کہ تیرا کیا نام ہے؟ اتنے میں میری آنکھ کھل گئی میں نے ارد گرد دیکھا تو کوئی آدمی نہ تھا میں حیران ہو کر پھر درود شریف پڑھنے میں مشغول ہو گیا۔ اس کے بعد پندرھویں رات میں نے خواب میں قادیان کی تمام زمین دیکھی اور [بیت] قطعے میں کثرت سے لوگ دیکھے۔ ایک شخص کو کھڑے تقریر کرتے دیکھا۔ کسی شخص نے مجھے پکڑا اور کہا یہ خلیفہ ہے۔ میں نے اس شخص کو کہا میں خلیفہ نہیں پوچھتا۔ میں اصل امام وقت پوچھتا ہوں۔ اس نے کہا کہ ذرا ٹھہر جاؤ۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام تشریف لائے اور اس شخص نے کہا کہ یہ اصل امام وقت ہیں۔ میں حضور کے سامنے جا بیٹھا اور خواب میں بیعت کرنے لگا۔ جب یہ الفاظ بیعت پڑھے **رب انی ظلمت نفسی و اعترفت بذنبی فاغفرلی ذنوبی فانه لایغفر الذنوب الاانت** تو میری چیخیں نکل گئیں اور لوگ کہنے لگے کہ یہ سچا ایمان لایا ہے۔ پھر میری آنکھ کھل گئی۔ مگر پھر میں دوبارہ سو گیا اور دیکھا کہ سائیں رحمت اللہ جو ہمارے گاؤں میں خادم [بیت] تھا اور فوت ہو گیا ہوا تھا۔ اس نے مجھے خواب میں کہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حضرت جبرائیل علیہ السلام ایک جنگل میں چھوڑ گئے ہیں۔

میں اپنی خوابیں کسی کو نہ بتلایا کرتا تھا۔ ان دو خوابوں کے دیکھنے کے بعد اسی روز میرے بھائی منشی عبدالعزیز صاحب نے مجھے کہا کہ قادیان جلسہ ہے کیا تم چلو گے۔ میں نے کہا ہاں میں ضرور چلوں گا راستے میں میں نے ان سے پوچھا کہ کیا بیعت کے وقت رب انی ظلمت نفسی ۔۔۔ پڑھاتے ہیں میرے بھائی نے کہا کہ تمہیں کیسے پتہ ہے۔ میں خاموش ہو گیا کیونکہ میں خوابیں نہیں بتلایا کرتا تھا۔ جب میں قادیان پہنچا تو جو نظارہ میں نے خواب میں دیکھا تھا وہی قادیان میں دیکھا۔ جب [بیت] اقصےٰ میں مَیں گیا تو ایک شخص کھڑا ہو کر [دعوت الی اللہ] کرنے لگا۔ یہ حضرت مولوی نورالدین صاحب (خلیفۃ المسیح اوّل) تھے میں نے خواب میں انہی کو تقریر کرتے ہوئے دیکھا تھا۔ پھر ہم بیٹھے رہے۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت مسیح موعودؑ تشریف لائے۔ آپ کی وہی شکل تھی جو میں نے خواب میں دیکھی تھی پھر میں نے بیعت کر لی اور الفاظ بیعت میں رب انی ظلمت نفسی والی دعا بھی پڑھی۔ بیعت کرتے ہی میرے دل میں یہ گذرا کہ اب قادیان نہ چھوڑنا چاہیے۔ خواہ بھیک مانگ کر ہی گذارہ کرنا پڑے۔

پھر ہم واپس اپنے گاؤں اوجلہ چلے گئے جو قادیان سے 12 میل کے فاصلہ پر ہے۔ ہر جمعہ میں پیدل چل کر قادیان میں پڑھتا۔ میرے خیال میں مَیں نے 1898ء تا 1899ء میں بیعت کی۔ [آپ کی بیعت 1895ء کی ہے۔ مدیر]

میں قادیان کیونکر گیا:

فرمایا: میں اپنے گاؤں اوجلہ میں اکیلا احمدی تھا۔ میرے چچا زاد بھائی منشی عبدالعزیز صاحب باہر ملازم تھے

۔میں اکیلا ہونے کی وجہ سے کچھ گھبرا گیا اور اس امر کے متعلق ایک عریضہ لکھ کر حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور آگے جا کر حضور کی داہنی طرف بیٹھ گیا۔ رقعہ ابھی میرے پاس ہی تھا مگر حضورؑ نے میرے بیٹھتے ہی بات شروع کر دی کہ بعض دوست گھبراتے ہیں..... گاؤں یا شہر میں متقی کو آرام ہو تو خدا اسی جگہ اس کے ساتھ ایک جماعت بنا دیتا ہے۔ چنانچہ میں پھر واپس اپنے گاؤں میں چلا گیا اور تھوڑے دنوں کے بعد ہی خدا تعالیٰ نے میرے قادیان آنے کا انتظام فرما دیا۔

میرے بھائی منشی عبدالعزیز صاحب نے مولوی محمد علی صاحب کو کہا کہ محمد حسن ہجرت کر کے قادیان آنا چاہتا ہے اس کیلئے اگر کوئی انتظام ہو جائے تو بہتر ہے۔ مولوی محمد علی صاحب نے کہا کہ جس طرح میں قادیان آ گیا ہوں اسی طرح محمد حسن صاحب بھی آ جائیں۔ میں مارچ 1902ء میں قادیان ہجرت کر کے آ گیا۔ اور رسالہ ریویو آف ریلیجنز اردو کی جلد بندی کا ٹھیکہ میں نے لے لیا۔ میں نے مولوی محمد علی صاحب سے کہا کہ اگر یہ رسالہ ہر ماہ کی 20 تاریخ تک تیار نہ ہو تو میں ہر جانہ کا ذمہ دار ہوں مگر میں یہ چاہتا ہوں کہ مجھ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مبارک مجلس میں جانے سے نہ روکا جائے جب حضور سیر کیلئے باہر نکلیں تو ہمراہ جانے سے نہ روکا جائے اور حضرت مولوی نورالدین صاحب کے درس میں شامل ہونے سے نہ روکا جائے۔ مولوی محمد علی صاحب نے میری یہ بات خوشی سے قبول کر لی اور مجھ کو ایک چپڑاسی دیدیا جس کا نام اللہ دتہ تھا۔ میں نے اسے کہا کہ ایک وقت کھانا مجھ سے کھایا کرو اور اس کے عوض جب حضرت مسیح موعودؑ گھر سے باہر تشریف لائیں مجھے اطلاع کرتے رہا کرو۔ اسی وجہ سے میں حضرت اقدسؑ کی صحبت میں زیادہ رہا''

حضرت مسیح موعودؑ کی ہمدردی:

فرمایا: ''قادیان آنے کے تھوڑے عرصہ بعد میرا ایک شیر خوار لڑکا فوت ہو گیا۔ میں قادیان میں کسی کا بھی واقف نہ تھا۔ حضرت مسیح موعودؑ نے [بیت] میں نماز پڑھنے کیلئے آتے ہی حضرت مولوی نورالدین صاحب (خلیفہ اوّل) کو آواز دی مولوی صاحب مولوی صاحب! مولوی صاحب آ کر حضورؑ کی طرف بڑھے۔ حضرت نے فرمایا یہاں ایک دوست محمد حسن ہیں ان کا لڑکا شیر خوار فوت ہو گیا ہے کیا آپ نے لڑکا دیکھا ہے کیا بیماری تھی۔

میں نے آگے بڑھ کر عرض کیا کہ حضور میرا لڑکا تھا۔ فرمانے لگے کیا بیماری تھی۔ عرض کیا کہ میرے خیال میں اٹھرا تھا۔ اس کے بعد میں خاموش ہو گیا۔ میں حضرت مسیح موعودؑ کے سامنے باتیں نہیں کیا کرتا تھا۔ خاموش رہتا تھا۔ حضورؑ بھی سمجھتے تھے کہ میں خاموش رہتا ہوں۔ حضرت مسیح موعودؑ نے پھر فرمایا: محمد حسن اولاد کس کام کیلئے ہوتی ہے اولاد مشکل وقت میں کام آنے کیلئے ہوتی ہے۔ پھر فرمایا:

محمد حسن انسان پر دو مشکل اوقات آتے ہیں۔ ایک دنیا میں اور ایک آخرت میں۔ دنیا میں اگر اولاد بڑی عمر کی ہو جاتی ہے اور باپ بوڑھا ہو جاتا ہے اور اولاد کو نصیحت کرنا چاہتا ہے تو اولاد کہتی ہے ابا جی آپ کی باتیں ہمیں پسند نہیں آتیں۔ ایسی نصیحتیں

آپ ہمیں نہ کریں ورنہ ہم الگ ہو جائیں گے یا کسی اور جگہ چلے جائیں۔ یہ بات سن کر ماں باپ کا دل بہت غمگین ہو جاتا ہے کہ اب ہم کیا کریں۔ دوسرا مشکل وقت انسان پر آخر وقت میں آتا ہے دوزخ اور بہشت سامنے ہوتا ہے۔ آدمی کو غم پر غم ہوتا ہے نابالغ بچے جو فوت ہو جاتے ہیں انہیں کہا جائے گا تم بہشت میں چلے جاؤ۔ وہ بچے بہشت میں چلے جائیں گے۔ اس جگہ دیکھیں گے کہ ان کے ماں باپ نہیں ہیں وہ رونے لگ جائیں گے اور کہیں گے اے رب! ہمارے ماں باپ کہاں ہیں جس جگہ ہمارے ماں باپ ہیں ہمیں وہاں پہنچا دے۔ حکم ہو گا اپنے ماں باپ کو تلاش کر کے لاؤ پھر وہ اپنے ماں باپ کو تلاش کر کے پہلے ان کو بہشت میں داخل کریں گے بعد میں خود داخل ہوں گے۔

پھر مجھ کو حضرت اقدس فرمانے لگے محمد حسن! یہ اولاد اچھی یا وہ اولاد اچھی جو بڑی ہو کر سرکشی اختیار کرتی ہے اس پر تمام لوگ [بیت] میں مجھے مبارک باد دینے لگے۔“

وقف جائداد اور موصی نمبر اوّل کا امتیاز:

فرمایا: ”میں دفتر ریویو آف ریلیجنز اردو میں دفتر ہی کا کام کرتا تھا۔ ایک روز حضرت مسیح موعودؑ نے آدھی رات سے ایک مضمون لکھنا شروع کیا اور پریس میں کاپی نویسوں کو حکم دیا کہ باقی سب کاموں کو چھوڑ دو۔ اور اس مضمون کو لکھو تا کہ یہ مضمون آج ہی چھپ جائے۔ یہ کتاب الوصیت تھی۔ چنانچہ یہ کتاب چھپنی شروع ہو گئی اور میں نے اللہ دتا مددگار کارکن کو ساتھ لیا اور جلدی جلدی فرمے وغیرہ بنانا شروع کر دیئے۔ میر مہدی حسن صاحب میرے پاس آئے اور کہا کہ جس طرح ہو سکے مجھے ایک نسخہ آج ہی تیار کر دو۔ یہ کونسی کتاب ہے جو چھپوائی جا رہی ہے۔ میں نے میر مہدی حسن صاحب سے کہا پہلے شائع کرنا منع ہے مگر انہوں نے کہا میں صبح ہی آپ کو لا دوں گا شائع نہ کی جائے گی۔ پھر میں نے دو نسخے کتاب کے تیار کئے۔ ایک نسخہ میں رات کو خود لے گیا اور ایک میر مہدی حسن صاحب کو دیا۔ میر صاحب کا مجھے علم نہیں انہوں نے کیا کیا۔ مگر میں نے رات کو ایک دفعہ الوصیت پڑھی۔ پھر اکیلا بیٹھ کر لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون کی آیت مد نظر رکھ کر میں نے سوچا محمد حسن تم زمیندار کو نہری زمین پسند ہوتی ہے۔ چنانچہ میں نے اپنی نہری زمین وقف کرنے کا ارادہ کر لیا۔ پھر میرے دل میں آیا کہ قادیان میں تجھے کیا چیز پیاری ہے۔ اس وقت قادیان میں مکان نہیں ملتے تھے مگر میں نے مکان خرید لیا ہوا تھا۔ پس میں نے مکان کو بھی دین کے لئے وقف کرنے کا ارادہ کر لیا۔ میں اپنی زندگی دین کیلئے پہلے ہی وقف کر چکا تھا۔ میں نے سوچا کہ اب تمہارے پاس کیا رہا۔ اس خیال سے میرا دل نہایت خوش ہوا کہ میرا سب مال خدا کا مال ہو گیا اور میں نے اپنے پاس کچھ نہیں رکھا۔ صبح ہوتے ہی میں نے ایک دوست حافظ عبدالرحیم صاحب کو بلایا کہ یہ وصیت میری طرف سے لکھ دو۔ اس نے کہا کہ محمد حسن ابھی تو بالکل حکم وغیرہ نہیں ہوا تم یہ کیا کام کرتے ہو۔ میں نے کہا میں تم سے مشورہ نہیں چاہتا۔ میں نے تم کو ثواب کی خاطر لکھنے کیلئے کہا ہے۔ ورنہ لکھنا مجھے بھی آتا ہے۔ پھر اس نے میری وصیت لکھ دی کہ میری

زمین، میرا مکان، اور میری زندگی خدا کیلئے وقف ہے۔ یہ وصیت میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں بھیج دی۔ اسوقت میں پہلی شرط وصیت سمجھ نہ سکا۔ مگر میرا یہ طریق تھا کہ جب کبھی کوئی عریضہ حضرت اقدس کی خدمت میں روانہ کرتا تو اس کے ساتھ کچھ نہ کچھ رقم بھیج دیتا۔ اس روز بھی اس وصیت کے ساتھ ایک روپیہ حضرت اقدس کی خدمت میں بھیجا۔ سنا گیا کہ جس وقت حضرت اقدس کی خدمت میں میری وصیت پہنچی اس وقت دفتر کے منشی کو حضور نے بلایا اور فرمایا کہ جلدی نیا رجسٹر لاؤ۔ وہ فوراً نیا رجسٹر لے گیا پھر حضرت اقدس نے میرا نام اس رجسٹر میں سب سے اوّل نمبر پر درج فرمایا۔ اور وہ روپیہ جو میں نے وصیت کے ساتھ بھیجا تھا پہلی شرط میں داخل کر دیا اس طرح سب سے اوّل موصی میں ہوا۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس روز جلسہ کر کے میری وصیت کے الفاظ اشاروں سے بتا دیئے اور فرمایا کہ جو شخص کسی نیک کام کو پہلے کرتا ہے وہ سب کے درجے لے جاتا ہے۔ پھر آہستہ آہستہ لوگوں نے وصیتیں کرنا شروع کیں۔''

وقف اولاد:

فرمایا: ''حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک روز جلسہ کیا اور تمام بڑے بڑے آدمی جماعت کے بلائے اور ان سے سوال کیا کہ میری جماعت کے دو بڑے آدمی مولوی عبدالکریم صاحب اور مولوی برہان الدین صاحب فوت ہو گئے۔ بتاؤ ان کی جگہ لینے کیلئے اور کون تیار ہوئے ہیں؟ لوگوں نے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ ایک مدرسہ دینیات کھولنے کی تجویز ہوئی۔ بعد میں حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا کہ دینیات کی شاخ علیحدہ کھولی جائے اور اس میں لڑکے داخل کئے جائیں اور انہیں وہ علوم اس میں پڑھائے جائیں جن سے انہیں کسی ملک میں کوئی مشکل نہ پڑے۔

لوگ اپنے لڑکے وہاں داخل نہیں کرتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ شاخ دینیات میں جو لڑکے دیئے جائیں میں ان لڑکوں کو دیگر ممالک میں جرنیل کر کے روانہ کروں گا۔ میرا ایک ہی لڑکا تھا (یعنی مولوی رحمت علی [مربی] جاوا و سماٹرا) میں نے اس کو مدرسہ احمدیہ میں داخل کرنا چاہا مگر مولوی محمد علی صاحب نے اس کو داخل کرنے سے انکار کر دیا۔ پھر دوسرے روز میں نے مولوی محمد علی صاحب سے درخواست کی مگر انہوں نے میرا لڑکا شاخ دینیات میں داخل کرنے سے انکار کر دیا۔ میرا لڑکا چھوٹا تھا تیسرے روز رات کو میں نے اپنے بچے رحمت علی کو کہا کہ میں بیٹا تیرے لئے کوشش تو بہت کرتا ہوں مگر وہ مدرسہ احمدیہ میں تمہیں داخل نہیں کرتے۔ میرے لڑکے رحمت علی نے صبح ہوتے ہی مجھ کو کہا کہ میاں جی مجھ کو الہام ہوا ہے فیکفیکھم اللہ۔ یہ بات بچے کی سُن کر میں حیران ہو گیا کہ یہ چھوٹا بچہ ہے بمشکل 9-10 سال کا تھا اس کو الہام ہوا ہے۔ پھر میں دفتر چلا گیا اور ایک رقعہ حضرت اقدس کی خدمت میں لکھنا شروع کیا۔ چوہدری اللہ داد خاں اس وقت دفتر میگزین ریویو آف ریلیجنز اردو میں ہیڈ کلرک تھے۔ انہوں نے مجھے یہ رقعہ لکھتے دیکھا تو کہا کہ محمد حسن! مولوی محمد علی صاحب کو سب اختیارات حاصل ہیں۔ شاید وہ لکھ دیں کہ رحمت علی کو کہیں داخل نہ کیا جائے۔ مگر

میں نے کہا کہ یہ رقعہ مجھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں روانہ کر لینے دو۔ اس وقت ہلکی ہلکی بارش ہورہی تھی اور حضرت صاحبزادہ میاں بشیر الدین محمود احمد جو اس وقت خلیفہ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ ہیں۔ اُس وقت بالکل چھوٹے تھے وہ اچانک دفتر میں آ گئے۔ میں نے کہا میاں جی میرا ایک کام کر دو۔ یہ رقعہ حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں پہنچا دو۔ وہ رقعہ انہوں نے لے لیا اور بھاگ گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد پھر آئے اور مجھ کو کہا تمہارا رقعہ حضرت صاحب کو دیا تھا۔ اس پر حضرت صاحب سے جواب لکھا کر مولوی محمد علی صاحب کو دے آیا ہوں میں نے رقعہ میں لکھا تھا: ''آپ کو (حضرت مسیح موعودؑ کو) میرا تمام حال معلوم ہے۔ میں نے اپنا سب کچھ خدا کی راہ میں وقف کر دیا ہوا ہے۔ میرا ایک ہی لڑکا ہے اسے بھی آج میں وقف کرتا ہوں۔ اگر حضور اس کو اپنے حکم سے شاخ دینیات (مدرسہ احمدیہ) میں داخل کر دیں گے تو میں کامیاب ہو گیا۔ میں ایک کام پسند نہیں کروں گا کہ میرے لڑکے کو وظیفہ دیا جائے میں اپنے لڑکے کو صدقے کے مال سے پڑھانا نہیں چاہتا۔ جہاں سے میں کھاؤں گا میرا لڑکا وہاں سے کھائے گا۔''

حضرت مسیح موعودؑ نے اس رقعہ پر یہ لکھ کر مولوی محمد علی صاحب کو روانہ کیا ''میں محمد حسن پر بڑا خوش ہوں اس نے مجھ کو لڑکا شاخ دینیات کیلئے دیا ہے۔ میرے حکم سے اس کو شاخ دینیات میں داخل کر دو۔ دوسری بات سے میں محمد حسن پر اور بھی خوش ہوا جو شخص صدقہ کے مال سے پڑھانا چاہتا ہے وہ کامیاب نہیں ہوتا اس پر محمد حسن نے خوب سوچا ہے۔''

اگلے روز مولوی محمد علی صاحب دفتر میگزین ریویو آف ریلیجنز اردو میں آئے اور مجھے بہت ناراض ہونے لگے اور کہنے لگے کہ افسوس تم پر میرا خیال تھا کہ رحمت علی کو بی۔اے، ایم۔اے کرایا جائے۔ کچھ میں مدد دوں گا۔ کچھ تم اس کی پڑھائی میں امداد کرو گے۔ مگر تم نے اس کو مُلا بنانا چاہا ہے۔ (مولوی محمد علی صاحب۔۔۔ ہمارے دور نزدیک سے رشتہ دار تھے۔) میں نے عرض کیا کہ..... حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا تھا اپنے لڑکے شاخ دینیات کیلئے دو۔ میرا ایک ہی لڑکا تھا سو میں نے دیدیا۔ اس لڑکے کا اللہ حافظ ہے۔ یہ وہی لڑکا ہے جو آجکل مولوی رحمت علی [مربی] جاوا وسماٹرا کے نام سے مشہور ہے

نماز پڑھنے کا ارشاد

فرمایا کہ ''مقدمہ دیوار کے سلسلہ میں حضرت مسیح موعودؑ گورداسپور تشریف لائے ہوئے تھے۔ میں نے اپنی چادر دری کے اوپر بچھادی اور عرض کیا کہ حضور یہاں تشریف فرما ہوں۔ پھر میں نے عرض کیا کہ حضور مجھے کوئی خاص عمل کرنے کیلئے بتلائیں۔ فرمایا کہ ''نماز پڑھا کرو'' میں خاموش ہو گیا

حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں چادریں بھیجنا

''مارچ 1902ء سے لے کر میں قادیان میں رہا اور ہمیشہ میرا یہی طریقہ رہا کہ تین مہینے کے بعد یا چھ مہینے کے بعد دو چادریں حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں جب تک حضور زندہ رہے روانہ کرتا رہا۔ ایک چادر مصلّے کیلئے اور ایک چادر پلنگ کیلئے مجھ کو حضرت مسیح موعودؑ جواب میں لکھتے: ''خدا تعالیٰ تمہاری یہی خدمت قبول فرمائے''

کیا عمدہ موقعہ ہے.......

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں:

''عرصہ ہوا کہ خدا تعالیٰ نے مجھ پر ظاہر کیا تھا کہ ایک بہشتی مقبرہ ہوگا گویا اس میں وہ لوگ داخل ہوں گے جو اللہ تعالیٰ کے علم اور ارادہ میں جنتی ہیں پھر اسکے متعلق الہام ہوا اُنزل فیہا کل رحمۃ اس سے کوئی نعمت اور رحمت باہر نہیں رہتی اب جو شخص چاہتا ہے کہ وہ ایسی رحمت کے نزول کی جگہ میں دفن ہو۔ کیا عمدہ موقعہ ہے کہ وہ دین کو دنیا پر مقدم کرلے اور اللہ تعالیٰ کی مرضی کو اپنی مرضی پر مقدم کرلے۔ یہ صدی جس کے تیئس سال گزرنے کو ہیں گذر جائے گی اور اس کے آخر تک موجودہ نسل میں سے کوئی نہ رہے گا اور اگر نکما ہو کر رہا تو کیا فائدہ؟ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم اپنا صدقہ پہلے بھیجو یہ لفظ صدقہ کا صدق سے لیا گیا ہے۔ جب تک اللہ تعالیٰ کی راہ میں کوئی کامل نمونہ اپنے صدق اور اخلاص کا نہیں دکھاتا لاف زنی سے کچھ بن نہیں سکتا۔

الوصیت اشتہار میں جو میں نے حصہ جائداد کی اشاعت [دین حق] کے لئے وصیت کرنے کی قید لگائی ہے میں نے دیکھا کہ کل بعض نے 1/5 کی کردی ہے، یہ صدق ہے جو ان سے کراتا ہے...تم اس بات کو کبھی مت بھولو کہ خدا تعالیٰ کے فضل وکرم کے بغیر جی نہیں سکتے چہ جائیکہ موت سر پر ہو.....''۔

[الحکم جلد 10 نمبر 4 ص 2-3، 31/ جنوری 1906ء بحوالہ ملفوظات جلد 4 ص 616]

شہر یاراں شہر دلبر

مکرم رضوان خالد صاحب

قادیان دارالامان میرے پیار کا پہلا شہر شہر یاراں شہر دلبر بھی عجیب شہر ہے اس کی گلیوں کے پیچ وخم، محبوب کے گیسوؤں سے کھلتے بکھرتے اور مہکتے ہیں- درو دیوار باتیں کرتے ہیں اور باتیں بھی ایسی کہ ان سے خوشبو آئے- اور خوشبو وہ کہ کہنے والے کہتے ہیں

شرط ہے شدت احساس جمال　　　رنگ تو رنگ ہے خوشبو چمکے

بٹالہ سے قادیان آتے ہوئے ایک مقام ایسا بھی آتا ہے کہ مینارۃ المسیح یکبار طلوع ہوتا اپنی چمک دکھلاتا ہے- بڑھتے قدم رکتے ہیں- اور ٹھہرنے والے تیز تیز چلنے لگتے ہیں- عشاق چشم آہو کی حیرانی سے یہ منظر دیکھتے ہیں اور یہ دید دعا میں ڈھل جاتی ہے- دعا ہی قادیان کا پہلا تعارف ہے یہی حرف آخر ہے اور اگر احمدیت کو ایک لفظ میں Paint کرنا چاہو تو ''دعا'' لکھو-

بزرگوں کا طریق یہی دیکھا ہے اور اچھا لگتا ہے کہ قادیان پہنچ کر خود کو بیت مبارک کی آغوش میں دے دیتے ہیں- نماز کا وقت ہو تو فرض نماز کی ادائیگی ورنہ دو نفل ادا کرتے ہیں- بعد اس کے دارالمسیح کے احاطہ سے نکل کر جامعہ احمدیہ کے سامنے سے گزرتے ہوئے مہمان خانہ پر ایک نظر کرتے ہوئے عموماً بہشتی مقبرہ کا رخ کرتے ہیں-

مقصود ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس حکم کی اتباع کرنا کہ جو بھی مسیح پاک کو پائے ان کو میرا اسلام پہنچاوے-

جی تو بہت چاہتا ہے کہ اس شہر بے مثال کی کتھا کہتے جائیں- تم سنتے جاؤ اور ہم کیا کہیں گے ایک عالم اس کے ذکر سے روشن ہے بہت ہیں جو اپنے قول سے، عمل سے قادیان دکھلاتے ہیں- اور جو قیامت کی نظر رکھتے ہیں- وہ تو چہرے پر نگاہ ڈالتے ہی کہہ دیتے ہیں کہ آپ ''قادیانی'' ہیں- اس پر مستزاد یہ کہ مخالفین بھی مانتے ہیں کہ قادیان والے لباس تقویٰ کا پہنتے ہیں اور قول سدید سے سنورتے ہیں اور عمل صالح ان کی رگوں میں خون کی طرح گردش کرتا ہے- قادیان کا ہر منظر گلی، کوچہ، بام و در سب آئینہ خانہ ہے اور چشم منتظر و مشتاق کو ایک کے بعد ایک خوشگوار حیرت سے دوچار کرتا ہے- جذب کرتا ہے- سمیٹتا ہے- اپنا لیتا ہے- اپنا بنا کر چھوڑ دیتا ہے کہ میرا پیغام محبت ہے جہاں تک پہنچے لے جاؤ-

"Love for All Hatred for None

اور حضرت مسیح پاک سے وعدہ تھا کہ ''میں تیری (دعوت) کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا''

سو دنیا بھر میں 'قادیان' تعمیر ہو رہے ہیں۔ دارالامان قائم ہو رہے ہیں۔ خدا کرے کہ ایسا ہی ہوتا چلا جائے (آمین)

قادیان کے مناظر میں سے ایک منظر بہشتی مقبرہ کا ہے۔ اس منظر کے رنگ نرالے ہیں اور ان رنگوں کی دید انمول ہے۔ بہشتی مقبرہ کئی بار دیکھا ہے اس کی داستان کہاں سے شروع کریں۔ ہر موڑ اور لحہ خم کاکل کی طرح ہے کہ یہاں بھی حسین ہے اور وہاں بھی دلکش۔ گیسوئے خمدار کی یہ کہانی یونہی سہی کچھ یہاں سے کچھ وہاں سے۔

پہلا پھول جو یادوں کی اس ندی میں دھیرے سے بہہ کر آیا ہے وہ ایک رات کا منظر ہے۔ شب نصف سے زیادہ بیت چکی تھی کہ ہم بہشتی مقبرہ پہنچے۔

شہر خموشاں اپنے تمام تر سکھ سکینت کے ساتھ راحت وآرام دیتا تھا۔ گیٹ پر کھڑے خدام، روشوں کے کنارے، فوارے، پھول پتے سب خاموش تھے۔ ہم دھیرے سے مزار مسیح پر جا کھڑے ہوئے غرض تھی دعا کرنا۔

احمدیوں کی دعا سورہ فاتحہ، درود شریف اور خدا تعالیٰ کے حضور عرض کرنا ہے جو مدفون ہیں ان کی مغفرت اور درجات کی بلندی اپنی مغفرت اعمال صالحہ کی توفیق اور اس کے بعد ہر شخص اپنے پیارے مولیٰ سے مانگ لے۔ اس کی رضا شفقت محبت عنایت کرم اور ہمارا مولیٰ احمدیت کا مولیٰ بہت کریم ہے کہ جھولیاں بھر بھر دیتا ہے۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا مزار سادہ و بے تکلف ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ نہ چادریں چڑھائی جاتی ہیں اور نہ کوئی اور تصنع، ہاں اس سادگی وخموشی میں دل کے نہاں خانوں سے ایک آواز ایک تحریر ابھرتی ہے اور سارے منظر پر چھا جاتی ہے۔ اور روشن ونمایاں کر دیتی ہے۔ ہمارا پیارا مولیٰ کریم اپنے اس پیارے مسیح سے بہت پیار کرتا تھا۔

حضرت مسیح پاکؑ فرماتے ہیں

''خدا نے مجھے میری وفات سے اطلاع دی ہے ...اور مجھے ایک جگہ دکھلا دی گئی ہے کہ یہ تیری قبر کی جگہ ہوگی ایک فرشتہ میں نے دیکھا کہ وہ زمین کو ناپ رہا ہے تب ایک مقام پر اس نے پہنچ کر مجھے کہا کہ یہ تیری قبر کی جگہ ہے پھر ایک جگہ مجھے ایک قبر دکھلائی گئی کہ وہ چاندی سے زیادہ چمکتی تھی اور اس کی تمام مٹی چاندی کی تھی تب مجھے کہا گیا کہ تیری قبر ہے اور ایک جگہ مجھے دکھلائی گئی اور اس کا نام بہشتی مقبرہ رکھا گیا اور ظاہر کیا گیا کہ وہ ان برگزیدہ جماعت کے لوگوں کی قبریں ہیں جو بہشتی ہیں'' (الوصیت صفحہ ۱۷)

بہشتی مقبرہ ہر بار اپنی اور کھینچتا ہے نت نئی ادائیں اور اس پر دہ قیامت جو حیا لے آئی۔

پچھلے سال ۲۰۰۴ء ایک دن جو مزار مسیحؑ کے بعد دعا سے واپسی کے لئے قصد کیا تو رفقاء حضرت مسیح پاک کی خوابگاہوں نے بڑھ کر تھام لیا۔ ایک ایک کر کے رفقا حضرت مسیح پاک کے مزارات کے کتبات دیکھنے شروع کئے وہ جنت فشاں زندگیوں کے امین بزرگ تھے یہ 'آخـــریـــن' ایک ایک کر کے نگاہوں کے سامنے آتے چلے گئے حضرت مولوی

نورالدین صاحب، مولوی عبدالکریم صاحب، سید سرور شاہ صاحب، منشی اروڑے خاں صاحب

یہ ملائکہ صفت لوگ تھے۔ ان کی زندگیوں کے تذکرے محفوظ ہیں جہاں جہاں سنو گے پڑھو گے بے اختیار کہو گے اے مسیح پاک تو صادق ہے تیرا خدا اوعدوں کا سچا خدا ہے تبھی تو اس نے اس بہشتی مقبرہ کے متعلق تجھے خبر دی تھی کہ یہ بہشتی مقبرہ ان برگزیدہ جماعت کے لوگوں کی قبریں ہیں جو بہشتی ہیں۔ اس روز بہشتی مقبرہ ایک جہاں حیرت و معرفت کے در کھولتا تھا۔ رفقاء حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں کی قبولیت ان کی ہمدردی خلق کے واقعات، خدا تعالیٰ کا ان سے حسن سلوک، ان کے رؤیا و کشوف، امام وقت سے وفاداری و عشق بے پناہ، وہ اس زندگی میں بھی جنتی تھے اور اُس میں بھی خدا کے پیارے۔

تم 'ولمن خاف مقام ربہ جنتان' کی تفسیر و شرح کا بیان دیکھنا چاہو تو ان بزرگوں کی مبارک سوانح کا مطالعہ کرو اور جنہوں نے ان بزرگوں سے فیض پایا ان سے ان کے قصے سنو۔ حضرت مولوی نورالدین صاحب سے لے کر حضرت مولوی محمد حسین صاحب سبز پگڑی والے تک یہ سب مولیٰ کریم کے پیارے تھے انہوں نے امام وقت کو اپنی جان مال وقت عزت ہر ایک شئے سے بڑھ کر چاہا اور مولیٰ کریم نے ان پر اپنے انعامات بھی بارش کی طرح نازل فرمائے۔

بہشتی مقبرہ بھی خدا کے فضل اور رحم کا نشان ہے جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعے سے عطا کیا گیا۔ حضرت مسیح پاک کی دعائیں ان گلاب چہروں کو کھینچ کر لائی تھیں اور وہ بھی اس زمانے میں جب موسم خزاں کا تھا۔

بہار آئی ہے اس وقت خزاں میں
لگے ہیں پھول میرے بوستاں میں

وہ دعائیں کیا تھیں بہت بار سنیں اور پڑھیں لیکن جو اس روز ان بینرز پہ جو بہشتی مقبرہ قادیان میں لگائے گئے تھے اس ماحول میں پڑھ کر لطف آیا اور دل نے حمد کے ترانے گائے۔ وہ معاملہ ہی کچھ اور تھا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''اور میں دعا کرتا ہوں کہ خدا اس میں برکت دے۔ اور اسی کو بہشتی مقبرہ بنا دے۔ اور یہ اس جماعت کے پاک دل لوگوں کی خواب گاہ ہو۔ جنہوں نے درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم کر لیا۔ اور دنیا کی محبت چھوڑ دی۔ اور خدا کے لئے ہو گئے۔ اور پاک تبدیلی اپنے اندر پیدا کر لی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحابؓ کی طرح وفاداری اور صدق کا نمونہ دکھلایا۔ آمین یا رب العالمین''

''پھر میں دعا کرتا ہوں کہ اے میرے قادر خدا اس زمین کو میری جماعت میں سے ان پاک دلوں کی قبریں بنا۔ جو فی الواقع تیرے لئے ہو چکے اور دنیا کے اغراض کی ملونی ان کے کاروبار میں نہیں۔ آمین یارب العالمین''

''پھر میں تیسری دفعہ دعا کرتا ہوں کہ اے میرے قادر کریم! اے خدائے غفور و رحیم! تو صرف ان لوگوں کو اس جگہ قبروں کی جگہ دے جو تیرے اس فرستادہ پر سچا ایمان رکھتے ہیں اور کوئی نفاق اور غرض نفسانی اور بدنیتی اپنے اندر نہیں رکھتے اور جیسا کہ حق ایمان اور اطاعت کا ہے بجالاتے ہیں اور تیرے لئے اور تیری راہ میں اپنے دلوں میں جان فدا کر چکے ہیں۔ جن سے تو راضی ہے اور جن کو تو جانتا ہے کہ وہ بکلی تیری محبت میں کھوئے گئے۔ اور تیرے فرستادہ سے وفاداری اور پورے ادب اور انشراحی ایمان کے ساتھ محبت اور جانفشانی کا تعلق رکھتے ہیں۔ ہیں۔ آمین رب العالمین'' (الوصیت صفحہ 20-18)

کبھی ان تحریرات کا طلسم اسیر کرتا تھا اور کبھی رفقاء حضرت اقدسؑ کی یاد میں زنجیر کرتی تھیں۔ اور دل تھا کہ چاہتا تھا کہ دھونی رما کر وہیں کہیں بیٹھ رہیں۔ ہم بے اختیار ہو کر مزار مسیح پر حاضر ہو گئے۔ ایک اَن کہا نظام متحرک ہوا۔ وقت کا امام کلام کرتا تھا سارا عالم، سے سمندر سب سنا کرتے تھے اور وہ جن کو وقت کے سحر نے پتھر کر دیا تھا ان میں زندگی پڑتی تھی۔ معترض نادم اور شرمندہ ہوتا تھا اور معتقدین مسیحؑ لبیک کہتے تھے۔ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:

''ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے۔ ہماری اعلیٰ لذّات ہمارے خدا میں ہیں کیونکہ ہم نے اُس کو دیکھا اور ہر ایک خوبصورتی اُس میں پائی یہ دولت لینے کے لائق ہے اگرچہ جان دینے سے ملے۔ اور یہ لعل خریدنے کے لائق ہے اگرچہ تمام وجود کھونے سے حاصل ہو۔ **اے محرومو! اس چشمہ کی طرف دوڑو**۔ کہ وہ تمہیں سیراب کرے گا۔ یہ زندگی کا چشمہ ہے جو تمہیں بچائے گا۔ میں کیا کروں اور کس طرح خوشخبری کو دلوں میں بٹھا دوں۔ کس دف سے میں بازار میں منادی کروں کہ تمہارا یہ خدا ہے تا لوگ سُن لیں اور کس دوا سے میں علاج کروں تا سننے کے لئے لوگوں کے کان کھلیں۔''

(کشتی نوح روحانی خزائن جلد نمبر ۱۹ صفحہ ۲۱-۲۲)

دھونی رما کر نہ تو وہ رفقاء بیٹھے جن کی یہ آرام گاہ تھی اور نہ حضرت مسیح پاکؑ - آپؑ کی ساری زندگی خدمت دین کے لئے وقف تھی اک ایک لمحہ اور خدا کی قسم یہی زندگی بہشتی زندگی ہے - بہشتی مقبرہ اس زندگی کی طرف بلاتا ہے -

یہ جنت نشاں زندگیاں تھیں کہ بہشتی مقبرہ کو کھینچ لائیں یا بہشتی مقبرہ ہے کہ ایسے گوہر نایاب تلاش کر کے انتخاب کر کے عالم کو دکھلاتا ہے یہ فقیہہ شہر کے سوچنے کی باتیں ہیں - ہم تو اتنا جانتے ہیں کہ ہر دو اپنی جانب بلاتے ہیں - بلا کر اپنا بناتے ہیں اور یہ کہہ کر آزاد کر دیتے ہیں کہ جاؤ ایک عالم مر رہا ہے اس پانی کے بغیر اس کو بھی امام وقت کی طرف صدا دو - اس حصن حصین کی خبر کرو کہ راحت و آرام اب اسی گلشن میں ہے -

ہمارا مشورہ تو یہی ہے کہ ان پاک لوگوں کی سوانح کا مطالعہ کرے اور بہشتی مقبرہ جائے - پھر سوچے کہ کونسی جنت ہے جو مسیح وقت نے تعمیر کی ہے - کیا یہی وہ جنت نہیں ہے جس کے متعلق قرآن شریف نے کہا تھا - اذا الجنة ازلفت ......

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ آنے والا بزرگ مسیح ”ویحدثھم بدرجاتھم فی الجنة“ (مسلم) علم و عمل کی جنت، دین کو دنیا پر مقدم کرنے کی جنت، نفس کی ملونی سے پاک ہونے کی جنت، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی جنت، احمدیوں کی جنت کوئی فرض بہشت نہیں ہے کہ بہشتی مقبرہ کی چاردیواری سے باہر جس کا نشاں نہ ملے - ایک ایک گھر مکان میں مکینوں میں یہ جنت تمہیں ملے گی - اور یہ کہنا ہے کہ حضرت خلیفة المسیح الثانی (......) نے جو فرمایا اس کو حرز جان بنالیں - کہیں دیر نہ ہو جائے -

آپ فرماتے ہیں:

”یہ خدا نے ہمارے لئے ایک نہایت ہی اہم چیز رکھی ہے اور اس ذریعہ سے جنت کو ہمارے قریب کر دیا ہے - پس وہ لوگ جن کے دل میں ایمان اور اخلاص تو ہے مگر وہ وصیت کے بارے میں سستی دکھلاتے ہیں میں انہیں توجہ دلاتا ہوں کہ وہ وصیت کی طرف جلدی بڑھیں انہی سستوں کی وجہ سے دیکھا جاتا ہے - کہ بعض بڑے بڑے مخلص فوت ہو جاتے ہیں ان کو آج کل کرتے کرتے موت آ جاتی ہے پھر دل کڑھتا ہے اور حسرت پیدا ہوتی ہے کہ کاش یہ بھی مخلصین کے ساتھ دفن کئے جاتے مگر دفن نہیں کئے جا سکتے - سب کے دل ان کی موت پر محسوس کر رہے ہوتے ہیں کہ وہ مخلصین تھے اور اس قابل تھے کہ دوسرے مخلصین کے ساتھ دفن کئے جاتے - مگر ان

کی ذراسی غفلت اور ذراسی سستی اس میں حائل ہو جاتی ہے۔‘‘ (الفضل یکم ستمبر 1932ء)

یہ خوش رنگ مناظر دیکھنے محسوس کرنے شروع کئے اور اب ان سے جدا ہونے کو دل تیار نہیں ہوتا اور کیوں کر جدا ہوں ہر احمدی کی روح روح میں یہی مناظر بس گئے ہیں ٹھہر گئے ہیں۔

حضرت مسرور! آج آپ نے ایک بار پھر اس بہشتی زندگی کی طرف بلایا ہے۔ لبیک یا سیدی! لبیک وسعد یک امامنا!! ہم حاضر ہیں اے ہمارے پیارے۔

دے چکے دل اب تن خاکی رہا ہے یہی خواہش کہ ہو وہ بھی فدا

اور وقت رخصت یہی عرض کرنا ہے کہ

بہار آئی ہے دل وقفِ یار کر دیکھو

......❖......

تنگدل اور کم ظرف لوگ.......

حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں: ’’بعض شخصوں کے دل میں خیال پیدا ہو سکتا ہے کہ آئے دن ہم پر ٹیکس لگائے جاتے ہیں کہاں تک برداشت کریں۔ میں جانتا ہوں کہ ہر شخص ایسا دل نہیں رکھتا کیونکہ ایک طبیعت کے ہی سب نہیں ہوتے بہت سے تنگدل اور کم ظرف ہوتے ہیں اور اس قسم کی باتیں کر بیٹھتے ہیں مگر وہ نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ کو ان کی پرواکیا ہے۔ ایسے شبہات ہمیشہ دنیاداری کے رنگ میں پیدا ہوا کرتے ہیں اور ایسے لوگوں کو توفیق بھی نہیں ملتی۔ لیکن جو لوگ محض خدا تعالیٰ کے لئے قدم اٹھاتے ہیں اور اسکی مرضی کو مقدم کرتے ہیں اور اس بناء پر جو کچھ بھی خدمتِ دین کرتے ہیں اس کے لئے اللہ تعالیٰ خود انہیں توفیق دے دیتا ہے اور اعلاء کلمۃ ... کیلئے جن اموال کو وہ خرچ کرتے ہیں ان میں برکت رکھ دیتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے اور جو لوگ صدق اور اخلاص سے قدم اٹھاتے ہیں انہوں نے دیکھا ہوگا کہ کس طرح پر اندر ہی اندر انہیں توفیق دی جاتی ہے۔ وہ شخص بڑا ہی نادان ہے جو یہ خیال کرتا ہے کہ آئے دن ہم پر بوجھ پڑتا ہے اللہ تعالیٰ بار بار فرماتا ہے ... یعنی خدا تعالیٰ کے پاس آسمان اور زمین کے خزانے ہیں۔ منافق ان کو سمجھ نہیں سکتے لیکن مومن اس پر ایمان لاتا اور یقین کرتا ہے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر سب لوگ جو اس وقت موجود ہیں اور اس سلسلہ میں داخل ہیں یہ سمجھ کر کہ آئے دن ہم پر بوجھ پڑتا ہے وہ دست بردار ہو جائیں اور بخل سے یہ کہیں کہ ہم کچھ نہیں کر سکتے تو خدا تعالیٰ ایک قوم اور پیدا کر دے گا جو ان سب اخراجات کو بوجھ خوشی سے اٹھائے اور پھر سلسلہ کا احسان مانے.....‘‘

[الحکم جلد 10 نمبر 22 ص 2-3، 24/جون 1906ء بحوالہ ملفوظات جلد 4 ص 650-651]

بخل اور کنجوسی کی لعنت

از: مکرم ریاض محمود باجوہ صاحب - ربوہ

جو لوگ بخل کرتے ہیں اور دوسرے لوگوں کو بھی بخل کرنے کی ہدایت کرتے ہیں اور جو کچھ اللہ نے اپنے فضل سے انہیں دیا ہے اُسے چھپاتے ہیں اور ہم نے کافروں کے لئے ذلیل کرنے والا عذاب تیار کیا ہے۔ [سورہ النساء آیت ۳۸]

سنو! تم وہ لوگ ہو جن کو اس لئے بلایا جاتا ہے کہ تم اللہ کے راستہ میں خرچ کرو اور تم میں سے بعض ایسے ہوتے ہیں جو بخل سے کام لیتے ہیں اور جو بھی بخل سے کام لے وہ اپنی جان ہی کے متعلق بخل سے کام لیتا ہے ورنہ اللہ بے نیاز ہے اور تم ہی محتاج ہو اور اگر تم پھر جاؤ تو وہ تمہاری جگہ ایک اور قوم کو بدل کر لے آئے گا اور وہ تمہاری طرح سستی کرنے والے نہیں ہوں گے۔

[سورہ محمد آیت ۳۹]

بخیل اور سخی کی مثال: ''حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بخیل اور سخی کی مثال ان دو آدمیوں کی سی ہے جنہوں نے سینے تک لوہے کی قمیض پہنی ہوئی ہے۔ جس میں وہ جکڑے ہوئے ہیں۔ سخی جب خرچ کرتا ہے تو اس کی آہنی قمیض کا حلقہ کھل جاتا ہے اور اس طرح آہستہ آہستہ وہ قمیض کھل جاتی ہے اور آخر کار وہ اس کی جکڑ سے آزاد ہو جاتا ہے۔ لیکن بخیل کو وہ قمیض جکڑتی چلی جاتی ہے اور اس طرح اس کی گرفت بڑھتی جاتی ہے۔''

(مسند احمد بن حنبل جلد۲ صفحہ ۲۵۶)

''حضرت ابو ہریرہ ہی سے ایک روایت یہ بھی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سخی قریب ہے اللہ سے، قریب ہے جنت سے، قریب ہے آدمیوں سے، بعید ہے دوزخ سے۔ اور بخیل بعید ہے اللہ سے، بعید ہے جنت سے، بعید ہے آدمیوں سے اور قریب ہے دوزخ سے۔ اور جاہل سخی پیارا ہے اللہ کے نزدیک عابد بخیل سے''

(ترمذی کتاب البر والصلہ ماجاء فی السخاء)

اسی طرح ایک روایت ''حضرت ابی سعید خدریؓ کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو خصلتیں مومن میں کبھی جمع نہیں ہوتیں۔ ایک بخل دوسرے بد خلقی۔'' (ترمذی کتاب البر والصلہ ماجاء فی البخل)

عباد الرحمٰن کی علامات: قرآن کریم میں خدا تعالیٰ عباد الرحمٰن کی علامات بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے۔

ترجمہ:۔ ''اور وہ (اللہ کے بندے) ایسے ہوتے ہیں کہ جب خرچ کرتے ہیں تو فضول خرچی سے کام نہیں لیتے اور نہ بخل کرتے ہیں۔ اور ان کا (خرچ) ان دونوں حالتوں کے درمیان درمیان ہوتا ہے۔'' (الفرقان آیت ۶۸)

اس آیت کی تفسیر میں حضرت مصلح موعود...... بیان فرماتے ہیں ''اسراف کا مرض اس زمانہ میں اس قدر بڑھا ہوا

ہے کہ آج کل....کی تعریف اور علامت ہی یہی سمجھی گئی ہے کہ جو کچھ اس کے پاس ہو وہ سب خرچ کر دے اور اپنے پاس کچھ بھی نہ رکھے۔گویا قرآن کریم تو کہتا ہے کہ سچا....وہ ہے جو اسراف نہ کرے اور آج کل کے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ سچا....وہ ہوتا ہے جو سب کچھ بیچ کر کھا جائے.....حضرت خلیفہ اوّل.....فرمایا کرتے تھے کہ روپیہ کمانا آسان ہوتا ہے۔مگر اُسے خرچ کرنا بہت مشکل ہوتا ہے اور حقیقتاً یہ بالکل درست ہے دنیا میں بہت لوگ ہیں جو روپیہ کماتے ہیں لیکن چونکہ انہیں خرچ کرنا نہیں آتا اس لئے وہ ہمیشہ مالی مشکلات میں مبتلا رہتے ہیں۔اور بہت ہیں جو کم کماتے ہیں مگر چونکہ انہیں خرچ کرنا آتا ہے۔اس لئے وہ تھوڑے روپیہ میں بھی آسانی سے اپنا گذارہ کر لیتے ہیں.....یہاں اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ خدائے رحمٰن کا وہ بندہ ہے جو خرچ نہیں کرتا بلکہ لَمْ یَقْتُرُوْا فرمایا ہے۔اور قاتر اس کو کہتے ہیں جو مال جمع رکھے اور اپنے رشتہ داروں، مسکینوں اور محتاجوں وغیرہ پر خرچ نہ کرے۔پس ایک ہی لفظ میں اللہ تعالیٰ نے یہ بھی بتا دیا کہ جس کے پاس مال نہ ہو اس پر کوئی اعتراض نہیں۔اعتراض صرف اس پر ہے جس کے پاس مال ہو اور وہ بجائے حاجتمندوں پر خرچ کرنے کے اُسے جمع کرتا رہے.....بخل ایک ایسا خطرناک عیب ہے جسے دنیا کی تمام قوموں کے ضابطۂ اخلاق میں بُرا قرار دیا گیا ہے۔چنانچہ اگر کسی کو بخیل کہہ دیا جائے تو وہ سمجھتا ہے کہ مجھے گالی دی گئی ہے لوگ جب کسی کی مذمت کرنا چاہیں تو کہتے ہیں ''کنجوس مکھی چوس'' جس کے معنے یہ ہوتے ہیں کہ یہ شخص ایسا بخیل ہے کہ اگر مکھی بھی اُس کے کھانے میں گر پڑے تو یہ اُس کو بھی چوس لیتا ہے۔''

(تفسیر کبیر جلد ۶ صفحہ ۵۶۸ تا ۵۷۳)

قیمتی نصائح: حضرت عبداللہ بن عمروؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''ظلم سے بچو کیونکہ ظلم قیامت کے دن اندھیرے بن کر سامنے آئے گا بے حیائی اور یاوہ گوئی سے بچو کیونکہ اللہ تعالیٰ اسے ناپسند کرتا ہے بخل، حرص اور کینہ سے بچو کیونکہ اسی عیب نے پہلوں کو برباد کیا اس نے انہیں قطع رحمی پر آمادہ کیا۔اس لئے انہوں نے اپنوں سے قطع تعلق کر لیا۔اس نے ان کو بخل پر آمادہ کیا اور وہ بخیل بن گئے۔اس نے ان کو فسق و فجور پر آمادہ کیا اور وہ فاسق و فاجر بن گئے۔''

(مسند احمد بن حنبل جلد ۱ صفحہ ۱۹۵ طبع اوّل)

فرشتے کی دُعا: حضرت ابوہریرہ (......) سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر صبح دو فرشتے آسمان سے اترتے ہیں ان میں سے ایک کہتا ہے اے اللہ سخی کو اور دے اور اس جیسے اور بھی پیدا فرماتا رہ اور دوسرا فرشتہ کہتا ہے کہ اے اللہ بخیل کنجوس کو ہلاک کر اور اس کا مال برباد کر۔'' (بخاری کتاب الزکوٰۃ باب قول اللہ فاما من اعطی واتقی وصدق بالحسنی)

اخلاقی گناہ: حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''پھر ایک بد اخلاقی بُخل کی ہے۔باوجودیکہ خدا تعالیٰ نے اس کو مقدرت دی ہے مگر یہ انسانوں پر رحم نہیں کرتا۔ ہمسایہ خواہ ننگا ہو بھوکا ہو مگر اس کو اس پر رحم نہیں آتا......وہ بجز اس کے کہ دنیا میں مال و دولت جمع کرتا رہے اور کوئی کام

دوسروں کی ہمدردی اور آرام کے لئے نہیں رکھتا - حالانکہ اگر وہ چاہتا اور کوشش کرتا تو اپنے قویٰ اور دولت سے دوسروں کو فائدہ پہنچا سکتا تھا - مگر وہ اس بات کی فکر نہیں کرتا" (ملفوظات جلد سوم جدید صفحہ ۶۰۹-۶۱۰)

انسان کی نیک بختی: حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"پس انسان کی نیک بختی یہی ہے کہ خدا کو ہر ایک چیز پر مقدم رکھے - جو شخص اپنی اولاد کی وفات پر برا مناتا ہے وہ بخیل بھی ہوتا ہے کیونکہ وہ اس امانت کے دینے میں جو خدا تعالیٰ نے اس کے سپرد کی تھی بخل کرتا ہے اور بخیل کی نسبت حدیث میں آتا ہے کہ اگر وہ جنگل کے دریاؤں کے برابر بھی عبادت کرے تو وہ جنت میں نہیں جائے گا پس ایسا شخص جو خدا سے زیادہ کسی چیز کی محبت کرتا ہے اس کی عبادت، نماز، روزہ بھی کسی کام کے نہیں" (ملفوظات جلد پنجم جدید صفحہ ۶۰۳)

اُسوہ رسولؐ: حضرت ابوذر غفاریؓ فرماتے ہیں میں مدینہ کی کالی پتھریلی زمین پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جا رہا تھا اتنے میں سامنے سے اُحد پہاڑ دکھائی دیا - آپؐ نے فرمایا ابوذر میں نے عرض کیا حاضر ہوں میں یا رسول اللہ آپؐ نے فرمایا اگر اس پہاڑ برابر سونا میرے پاس ہو اور میں تین دن سے زیادہ اس میں ایک اشرفی برابر سونا اپنے پاس رہنے دوں تو یہ مجھ کو اچھا نہیں لگتا" (بخاری کتاب الرقاق باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم مَا اُحِبُّ اَنَّ لِیْ مِثْلَ اُحُدٍ ذَهَبًا)

ایک اہم ارشاد: حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"توکل کر کے پورے اخلاص اور جوش اور ہمت سے کام لیں کہ یہی وقت خدمت گذاری کا ہے پھر بعد اس کے وہ وقت آتا ہے کہ ایک سونے کا پہاڑ بھی اس راہ میں خرچ کریں تو اس وقت کے پیسہ کے برابر نہیں ہوگا -" (تبلیغ رسالت جلد دہم صفحہ ۵۴)

مخلص اور وفادار جماعت: اللہ تعالیٰ کا یہ بے حد احسان ہے کہ جماعت احمدیہ کو ابتداء سے اب تک ہر میدان میں قربانیوں کی توفیق ملی اور سرخرو ہونے کی سعادت حاصل ہوئی - جماعت کے بے مثال اخلاص و فدائیت کا تذکرہ کرتے ہوئے حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں "میں خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے مجھے ایک مخلص اور وفادار جماعت عطا کی ہے - میں دیکھتا ہوں کہ جس کام اور مقصد کے لئے مَیں اُن کو بلاتا ہوں - نہایت تیزی اور جوش کے ساتھ ایک دوسرے سے پہلے اپنی ہمت اور توفیق کے موافق آگے بڑھتے ہیں اور میں دیکھتا ہوں کہ اُن میں ایک صدق اور اخلاص پایا جاتا ہے میری طرف سے کسی امر کا ارشاد ہوتا ہے اور وہ تعمیل کے لئے تیار -" (ملفوظات جلد اوّل جدید صفحہ ۲۲۳-۲۲۴)

ایک موصیہ کی مالی قربانی کا جذبہ

''محترمہ کریم بی بی صاحبہ اہلیہ منشی امام الدین صاحب باوجود حالات کی ناسازگاری کے ہمہ وقت مالی قربانی کی راہیں تلاش کرتی رہتی تھیں۔ اور منتظر رہتی تھیں کہ کب مالی قربانی کی ندا آئے اور وہ سب کچھ قربان کریں۔ جب سیدی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے ''بیت الذکر لندن'' کے لئے مستورات میں چندہ کی تحریک فرمائی تو آپ کے پاس کافی زیور موجود تھا۔ آپ نے صرف ایک زیور اپنی والدہ مرحومہ کی نشانی کے طور پر رکھ کر بقیہ سارا زیور اپنی خوشی سے پیش کر دیا۔ چاندی کا زیور تو سیروں کے حساب سے تھا۔ جو سب خوشی سے پیش کر دیا۔''

آپ موصیہ تھیں اور وصیت کے تمام چندوں کا حساب بہت اہتمام سے کر کے اپنی زندگی میں ہی ادا کر دیا تھا۔ حصہ جائیداد کی رقم ایک دفعہ ادا کی لیکن دفتر کی غلطی سے ساری رقم کسی اور مد میں داخل ہو گئی۔ ایک عرصہ کے بعد اس غلطی کا پتہ چلا۔ اس کا ازالہ کاغذات میں درستی کے ذریعہ بآسانی ہو سکتا تھا۔ لیکن آپ نے اسے پسند نہ کیا کہ اگر غلطی سے بھی دوسرے چندہ میں رقم داخل ہو گئی ہو تو اسے وہاں سے دوسری مد میں تبدیل کیا جائے۔ چنانچہ پھر دوبارہ وصیت کا چندہ داخل کر دیا۔''

(....احمد جلد ۱ صفحہ ۱۶۲-۱۶۳)

ایک خوش نصیب نوجوان

میاں جمال احمد صاحب

ہمیں بھی یاد کر لینا چمن میں جب بہار آئے

لاہور کے نوجوان احمدی جو 1953ء کے فسادات میں راہ مولیٰ میں قربان ہوئے۔آپ وہ خوش نصیب غیر موصی ہیں جن کو خلیفۃ المسیح الثانی کے ارشاد کے تحت بہشتی مقبرہ ربوہ میں دفن کیا گیا۔

محترم جمال احمد صاحب مستری نذر محمد صاحب حلقہ بھاٹی گیٹ کے صاحبزادے تھے۔مستری صاحب کی رہائش گاہ اندرون بھاٹی گیٹ میں محلّہ گیٹ رنگہ میں تھی اور مستری نذر محمد صاحب کا لکڑی کا آرا چوک یادگار کے قریب ٹیکسالی گیٹ کے سامنے تھا۔

فسادات کے دوران مستری صاحب نے اپنے گھر والوں کو رنگ محل میں منتقل کر دیا تھا۔اور خود اپنے صاحبزادے میاں جمال احمد صاحب کے ساتھ گھر کی رکھوالی کیلئے ٹھہرے ہوئے تھے۔6مارچ 1953ء کو صبح مستری صاحب حکیم سراج دین کے ساتھ ڈاکٹر عبدالقادر صاحب چینی کے گھر چلے گئے اور میاں جمال احمد صاحب اپنی سائیکل پکڑ کر رنگ محل کی طرف چل پڑے۔اسی دوران مستری صاحب کو پتہ چلا کہ ان کے آرا پر آگ لگا دی گئی ہے اور وہ اس سلسلہ میں مصروف ہو گئے۔میاں جمال صاحب جب رنگ محل جا رہے تھے تو سامنے سے ایک جلوس آ گیا جو جماعت کے خلاف تھا۔اس میں میاں صاحب کے محلّہ دار بھی تھے۔انہوں نے جمال احمد صاحب کو پکڑ لیا کہ یہ بھی مرزائی ہے اس کو مارو۔

کچھ محلّہ داروں نے کہا کہ تم کہہ دو کہ تم احمدی نہیں تم کو چھوڑ دیتے ہیں۔مگر آپ نے انکار کر دیا پھر ایک شخص نے آپ سے کان میں کہا کہ تم صرف مجھے کہہ دو کہ تم مرزائی نہیں ہو میں تم کو بچا لیتا ہوں۔مگر آپ نے اتنا بھی گوارا نہیں کیا کہ جان بچانے کیلئے جھوٹ بولتے۔

اس پر تمام مجمع آپ پر ٹوٹ پڑا اور پتھروں اور چاقوؤں سے وار کر کے آپ کو شہید کر دیا۔اس واقعہ کا گھر والوں کو علم نہ تھا، بعد میں آرمی والوں کو لاش ملی تو انہوں نے اعلان کیا کہ ایک نامعلوم لاش ملی ہے اس

لاش کو جب مستری نذر محمد صاحب نے دیکھا تو بوٹوں سے پہچان لیا کہ یہ تو میاں جمال احمد صاحب کی لاش ہے اور انہوں نے گھر والوں کو آ کر اطلاع دی۔ اس وقت آرمی والے ہی لاش لے گئے اور امانتاً دفن کر دیا۔

تقریباً چھ ماہ بعد جب بہشتی مقبرہ میں آپ کی تدفین کا فیصلہ ہوا تو آرمی والوں نے ان کی لاش کا تابوت ٹیکسالی گیٹ کے سامنے ان کے آرے والی جگہ پر ان کے گھر والوں کے حوالے کر دیا۔ تابوت کا کچھ حصہ خراب ہو چکا تھا۔ مستری نذر محمد صاحب نے ایک ساگوان کی لکڑی کا تابوت تیار کیا اور پرانے تابوت کو لاش سمیت اس میں ڈال دیا۔

میاں جمال احمد صاحب کے چھوٹے بھائی نصیرالدین صاحب اور انکی ایک بہن کے بقول جب اسوقت تابوت کی لکڑی لگائی گئی تو ایک خاص قسم کی خوشبو آ رہی تھی۔ جو ان کے مطابق انہوں نے کبھی نہیں سونگھی۔ انکا کہنا تھا کہ خوشبو میں خاص قسم کی مٹھاس تھی۔ اس کے بعد ان کا تابوت ربوہ پہنچایا گیا۔ حضرت صاحب کے ارشاد کے مطابق مولانا جلال الدین صاحب شمس نے نماز جنازہ پڑھائی اور مولوی ظہور حسین صاحب بخارا نے کتبہ تیار کروایا۔

میاں جمال احمد صاحب اس وقت T.I کالج لاہور میں F.Sc. کے طالبعلم تھے۔ وہ سکاؤٹ تھے اور کھیلوں میں بھرپور حصہ لیتے تھے۔ ہاکی یا فٹ بال کی ٹیم کے ممبر تھے جماعت کے ساتھ گہرا تعلق تھا۔ اپنے گھر کے باہر ایک بورڈ بنایا ہوا تھا اور اس پر منارۃ المسیح کی تصویر بنائی ہوئی تھی۔ اس کے ساتھ انہوں نے ایک عبارت بھی لکھی ہوئی تھی کہ قادیان ہماری چیز ہے یہ ضرور ہمیں مل کر رہے گی۔ جمال صاحب نے اپنا تخلص محبوب رکھا ہوا تھا۔ اور اس بورڈ پر بھی لکھا ہوا تھا۔

جب کبھی حضور لاہور تشریف لاتے تو جمال صاحب ڈیوٹی کیلئے موجود ہوتے اور خوش دلی سے ڈیوٹیاں دیا کرتے تھے۔ جمال صاحب نرم مزاج کے تھے اور لڑائی سے پرہیز کیا کرتے تھے۔ اور اگر کوئی لڑ پڑتا تو اسے پنجابی میں کہتے ''تیرا بھلا ہو''۔ میاں جمال احمد صاحب کے دو تین بھائی بچپن ہی میں فوت ہو گئے تھے اس لئے والدین کیلئے باقی اولاد بہت عزیز ہوتی ہے۔ وفات پر والدہ صاحبہ کا ضبط قابل ستائش تھا۔ وہ اگرچہ کانپ رہی تھیں مگر بے صبری کا کلمہ منہ سے نہ نکالا اور نہ ہی کوئی آنسو بہایا۔ بلکہ انہوں نے باقی بچوں کو بھی سختی سے منع کر دیا کہ کوئی نہ روئے۔

میاں جمال صاحب کے والدین 1986ء میں فوت ہوئے پہلے والدہ اور پھر چھ ماہ بعد ہی والد بھی فوت ہوگئے دونوں بہشتی مقبرہ ربوہ میں قطعہ نمبر 17 میں مدفون ہیں۔ میاں جمال صاحب کے بہن بھائیوں کی تفصیل درج ذیل ہے،

1۔ **امتیاز احمد**: یہ بھی بچپن میں فوت ہوگئے اس وقت جب امتیاز صاحب فوت ہوئے وہ 9th کلاس میں بڑھتے تھے

2۔ **میاں جمال احمد**: F.Sc میں [فوت] ہوئے عمر تقریباً 17 سال تھی۔

3۔ **منیر احمد**: یہ بھی چھوٹی عمر میں ہی فوت ہوگئے اور میاں جمال احمد کی زندگی ہی میں فوت ہوگئے۔

4۔ **حسن احمد**: یہ بھی دو تین سال کی عمر میں فوت ہوگئے۔

5۔ **نصیر الدین صاحب**: یہ حیات ہیں اور واحد بھائی ہیں جنھوں نے لمبی عمر پائی۔ نصیر الدین صاحب کے دو بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں۔ ایک بیٹی فوت ہوگئی ہے۔

میاں جمال احمد صاحب کی بہنیں:

1۔ **رضیہ اکرم** اہلیہ ڈاکٹر محمد اکرم قریشی حال ٹورنٹو آپ بہن بھائیوں میں سب سے بڑی ہیں اور بقید حیات ہیں۔ ان کی تین بیٹیاں اور ایک بیٹا ہے۔ اور تینوں بیٹیوں کی شادی ہوچکی ہے اور صاحب اولاد ہیں۔

2۔ منیرہ سلیم اہلیہ سلیم احمد حال نیویارک یہ بہن جمال احمد سے چھوٹی ہیں۔ ان کے میاں سلیم احمد صاحب نیویارک میں سیکرٹری مال ہیں۔ ان کی چار بیٹیاں اور ایک بیٹا ہے۔ ساری بیٹیوں کی شادی ہوچکی ہے۔

3۔ نصیرہ رشید اہلیہ عبدالرشید حال ٹورنٹو یہ بھی کینیڈا میں مقیم ہیں۔ ان کے چار بیٹے ہیں۔ تین بیٹوں کی شادی ہوچکی ہے۔

(یہ ساری تفصیل محترم نصیر الدین صاحب نے بیان کی ہے جو کہ جمال صاحب کے بھائی ہیں اور خاکسار محترم شیخ طارق محمود پانی پتی صاحب اور شیخ ناصر احمد صاحب آف لاہور کا شکرگزار ہے کہ انہوں نے خاکسار کی درخواست پر دو دن کے اندر اندر اس خاندان کو تلاش کیا اور محترم نصیر صاحب سے ساری تفصیل لکھ کر خاکسار کو ارسال کی۔ مدیر)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے مرحوم جمال صاحب کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

''میاں جمال احمد صاحب کی قربانی کا واقعہ بہت ہی دردناک بھی ہے اور ان کی بہادری پر بھی دلالت کرتا ہے بہت نڈر انسان تھے۔ محترم جمال احمد صاحب والد مستری نذر محمد صاحب حلقہ بھاٹی گیٹ لاہور کو 6 مارچ 1953ء کو (قربان) کیا گیا۔... کے وقت آپ تعلیم الاسلام کالج لاہور میں ایف۔ ایس۔ سی کے طالب علم تھے۔ جب بھی حضرت مصلح موعود تشریف لے جاتے تو مرحوم ساری ساری رات ڈیوٹی دیتے۔ 5 مارچ 1953ء کو آپ ساری رات گھر کی چھت پر پہرہ دیتے رہے۔

''6 مارچ کو جمعہ کے روز آپ اپنی والدہ اور بہن بھائیوں کو ملنے سائیکل پر رنگ محل جا رہے تھے۔ گھر سے کچھ فاصلہ پر محلّہ دار جو آپکو جانتے تھے جلوس کی شکل میں کھڑے تھے۔ آپ پاس سے گزرے تو انہوں نے پتھر برسانے شروع کر دیئے آپ سائیکل سے اتر کر کھڑے ہو گئے۔ ہجوم گالیاں دیتا ہوا آپ کو مارنے کیلئے یہ کہتے ہوئے آگے بڑھا یہ مرزائی ہے اسے جان سے مار دو۔ ایک شخص جو آپ کو ذاتی طور پر جانتا تھا وہ آپ کے پاس آیا کہنے لگا جمال تم کہہ دو کہ تم احمدی نہیں ہو تو میں تمہیں بچا لوں گا۔ اگر تم ویسے نہیں کہنا چاہتے تو میرے کان میں ہی کہہ دو تو پھر بھی میں اس ہجوم کو سنبھال لوں گا۔ کیونکہ آپ نے تو کبھی جھوٹ نہیں بولا تھا۔ آپ کہنے لگے کہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدی ہوں اور اپنی جان بچانے کیلئے جھوٹ نہیں بولوں گا تم نے جو کچھ کرنا ہے کر لو۔ چنانچہ آپ کو نیچے گرا کر چاقوؤں سے (قربان) کیا گیا۔ (قربانی کے وقت آپ کی عمر صرف **17** سال تھی)

''جمال احمد کے بھائی نصیر الدین بلال اپنے خط میں لکھتے ہیں کہ مرحوم کے قاتل حکومت نے پکڑ کر چھوڑ دیئے لیکن خدا تعالیٰ نے ان کو ہمارے سامنے سزا دے دی۔ ایک پاگل ہو کر نہایت بری حالت میں مرا یعنی گندی نالیوں کا گند پیتے ہوئے پھرتا رہا اسی حالت میں وہ مرا اور دوسرا اندھا ہو کر مرا۔''

[خطبہ جمعہ فرمودہ 7/ مئی 1999ء بحوالہ الفضل انٹرنیشنل لندن 25/ جون تا یکم جولائی 1999ء صفحہ 7]

اعلان داخلہ جامعہ احمدیہ

جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے لئے انٹرویو 8 اگست کو ہوگا۔

1- جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے لئے انٹرویو 8-اگست 2005ء بروز سوموار بوقت 7 بجے صبح شروع ہوگا۔

2- جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے لئے درخواست دہندگان امتحان کا نتیجہ نکلنے کے بعد فوری طور پر میٹرک کے نتیجہ کی تحریری اطلاع دیں۔ نتیجہ کی اطلاع ملنے کے بعد انٹرویو کے لئے تفصیلی چٹھی بھجوائی جائے گی۔

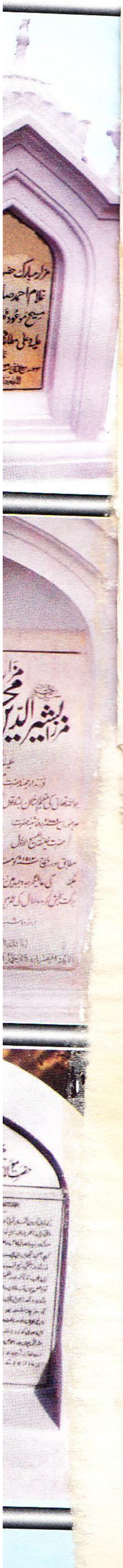
3- داخلہ کے لئے میٹرک کے امتحان میں کم از کم B گریڈ (فرسٹ ڈویژن) ہونا ضروری ہے۔

4- ایف اے/ ایف ایس سی پاس امیدوار کی میٹرک یا ایف اے/ ایف ایس سی میں سے کسی ایک میں B (فرسٹ ڈویژن) ہونا ضروری ہے۔

5- میٹرک پاس امیدوار کی عمر 17 سال سے اور ایف اے/ ایف ایس سی پاس اُمیدوار کی عمر 19 سال سے زائد نہ ہو۔

6- وکالت دیوان کی سابقہ چٹھی کا حوالہ ضرور دیں اور اپنا مکمل پتہ لکھیں۔

(وکیل الدیوان۔تحریک جدید انجمن احمدیہ پاکستان)



اللہ تعالیٰ کریم ہے جو شخص اسکی راہ میں کچھ کھوتا ہے وہی کچھ پاتا ہے

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں: ''یادرکھو جس کا اصول دنیا ہے اور پھر وہ اس جماعت میں شامل ہے خدا تعالیٰ کے نزدیک وہ اس جماعت میں نہیں ہے، اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہی اس جماعت میں داخل اور شامل ہے جو دنیا سے دست بردار ہے یہ کوئی مت خیال کرے کہ میں ایسے خیال سے تباہ ہو جاؤں گا۔ یہ خدا شناسی کی راہ سے دور لے جانے والا خیال ہے خدا تعالیٰ کبھی اس شخص کو جو محض اسی کا ہو جاتا ہے ضائع نہیں کرتا بلکہ وہ خود اس کا متکفل ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کریم ہے جو شخص اسکی راہ میں کچھ کھوتا ہے وہی کچھ پاتا ہے۔ میں سچ کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ انہیں کو پیار کرتا ہے اور انہیں کی اولاد بابرکت ہوتی ہے جو خدا تعالیٰ کے حکموں کی تعمیل کرتا ہے اور یہ کبھی نہیں ہوا اور نہ ہوگا کہ **خدا تعالیٰ کا سچا فرمانبردار ہو وہ یا اسکی اولاد تباہ و برباد ہو جاوے۔** دنیا ان لوگوں ہی کی برباد ہوتی ہے جو خدا تعالیٰ کو چھوڑتے ہیں اور دنیا پر جھکتے ہیں۔''

[الحکم جلد 10 نمبر 1، 10/ جنوری 1906ء بحوالہ ملفوظات جلد 4 ص 595]

اظہار تشکر: خاکساران تمام احباب کا شکر گزار ہے جنہوں نے اس وصیت نمبر کی تیاری میں کسی بھی رنگ میں تعاون فرمایا، بالخصوص محترم سیکرٹری صاحب مجلس کارپرداز کا جنہوں نے ہر قسم کا تعاون فرمایا اور ریکارڈ سے مطلوبہ کاغذات بھی فراہم کئے، مکرم محمد صادق صاحب انچارج خلافت لائبریری، تصاویر کے لئے مکرم سلیم الدین صاحب، مکرم محمد اکرام ناصر صاحب، مکرم صباحت احمد صاحب، ٹائیٹل ڈیزائننگ کے لئے مکرم منصور احمد نورالدین صاحب اور خصوصاً انیس احمد صاحب اور قلمی معاونت کے لئے مکرم احمد طاہر مرزا صاحب اور وہ تمام مضمون نگار جنہوں نے بہت تھوڑے وقت میں مضامین لکھے، کچھ مضامین ہم شائع نہیں کر سکے وہ انشاء اللہ آئندہ شماروں میں شائع ہوتے رہیں گے، اللہ تعالیٰ ان سب کے پرخلوص جذبہ تعاون کو قبول فرماتے ہوئے جزائے خیر دے۔ آمین

[مدیر]



مزار مبارک
حافظ مرزا ناصر احمد
مزار مبارک
مرزا بشیر الدین محمود احمد
یادگار
سیدنا حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب
مزار
مکرم صاحبزادہ مرزا غلام قادر احمد صاحب
ابن
مکرم صاحبزادہ مرزا مجید احمد صاحب
"کابل سے کاٹا گیا اور سیدھا ہماری طرف آیا"

[59

Monthly **ANSARULLAH** June 2005

WASIAT NUMBER

Ph: 04524-212982Fax: +214631(C.Nagar 35460) @:ansarullah60@yahoo.com

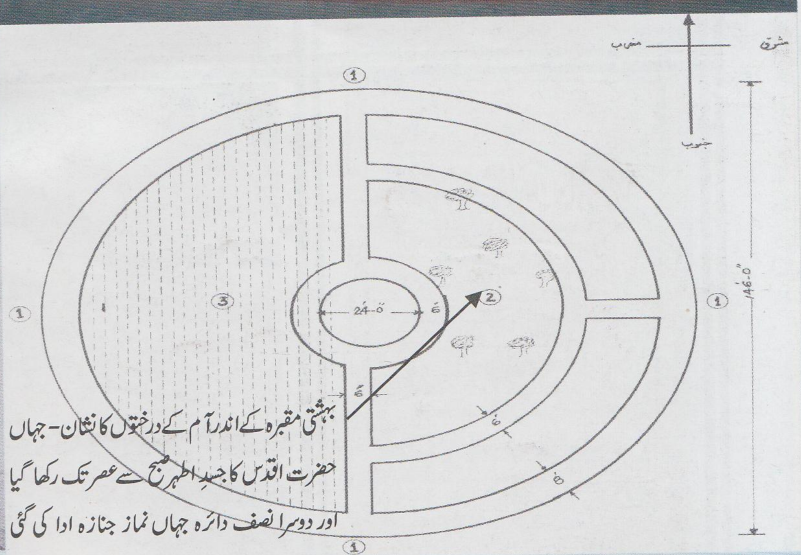
Regd. # CPL-34/MDFD

EDITOR : **Sayed Mubashir Ahmad Ayaz**









بہشتی مقبرہ قادیان کے چند تاریخی مقامات